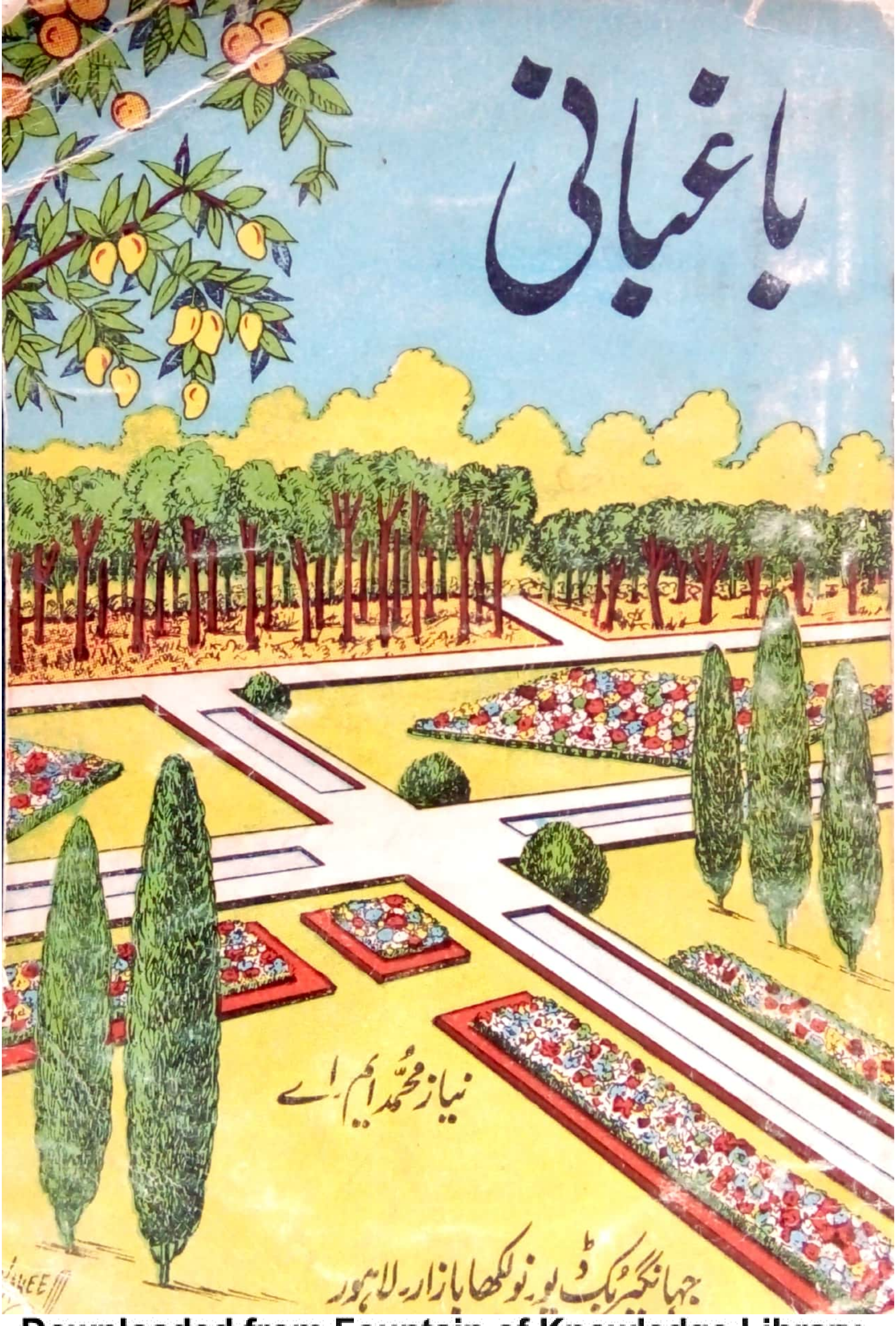


باغبانی

نیاز محمد ایم۔اے

جہانگیر بک ڈپو۔ نولکھا بازار۔ لاہور

رہنمائے باغبانی

مصنفہ

نیاز محمد ایم۔ اے

ہر قسم کی بارعایت کتابیں
منگانے کا پتہ
جہانگیر بک ڈپو۔ نولکھا بازار لاہور
(آفتاب عالم پریس لاہور)

فہرست مضامین

بشیر احمد مجاہد بلوچ

ڈپٹی فنانشل ایڈوائزر (آرمی)

راولپنڈی

مورخہ ۲۰ اگست ۷۴ء

پیش لفظ

قیام پاکستان کے وقت مغربی پاکستان کے عوام عملاً کئی پھلوں سے محروم ہو گئے۔ ان میں کیلا بھارت کے مشہور پیوندی آم مثلاً انور رٹول، ثمر بہشت، لنگڑا، الفانسو، مالدہ، فجری وغیرہ، کشمیری سیب، اعلےٰ سنگترہ اور کئی دیگر پھل شامل تھے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ شاید مغربی پاکستان کے لوگ ان سے محروم ہی رہیں گے، لیکن محکمہ زراعت مغربی پاکستان کے ماہرین نے بلاشبہ انتھک کام کیا۔ اس کے لئے وہ عوام کے شکریہ کے مستحق ہیں۔

آج بازار میں اعلےٰ سے اعلےٰ آم، بصرائی کیلا، امری سیب، اور کنو سنگترہ کثیر مقدار میں ملتے ہیں۔ اور ابھی تحقیق کا سلسلہ جاری ہے اور جہاں پرانے باغبان ان سے استفادہ کر رہے ہیں۔ وہاں نئے باغبانوں کی کھیپ کی کھیپ اس وادی میں قدم رکھ رہی ہے۔

ماہرین کے مضامین بعض سائنسی اور فنی رسائل میں شائع ہوتے ہیں جن سے عوام اور چھوٹے باغبان فائدہ نہیں اٹھا سکتے، ماہرین کی دوسری کوشش ضخیم کتاب کی شکل میں ہے۔ جس میں بڑی تفصیلات ہیں۔

عرصہ سے ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی جو باغبانوں بالخصوص نئے باغبانوں اور ان ترقی پسند زمینداروں کی خواہش پوری کرے۔ جو باغات لگانا چاہتے ہیں۔ میں نے اپنے تجربات کو لکھا۔ دوسرے باغبانوں کے دونوں سے استفادہ کیا۔ ماہرین کے جدول اور تجربے دقیق اور سائنسی لٹریچر سے تلاش

کئے (جن کے لئے میں ان کا شکر گزار ہوں) باغات میں جا کر اپنی آنکھوں سے کئی عمل دیکھے مشہور سرکاری اور غیر سرکاری نرسریوں کا مطالعہ کیا۔ اور ان سے ان کے پودوں کے نرخ تک پوچھے۔ ان تمام کو ملا کر اور غیر ضروری طویل چیزوں کو ختم کر کے موجودہ کتاب کی شکل دے دی۔

اس دور میں صرف باغ لگانا۔ اس کی نگہداشت کرنا۔ پھل توڑ کر منڈی میں بیچنا ہی اہم نہیں رہا۔ بلکہ تحفظ باغات کا ایک نیا باب سامنے آ گیا ہے۔ باغات کا سلسلہ جوں جوں وسیع ہوتا جا رہا ہے۔ ضرر رساں کیڑوں کا دائرہ بھی زیادہ ہو رہا ہے۔ نئی ادویات آ گئی ہیں۔ یہ کام سرکاری سرپرستی میں تھا۔ اب پرائیویٹ ادارے اس کام میں قدم رکھ رہے ہیں۔ کتاب ہذا میں ضرر رساں کیڑوں کی تلفی کی طرف عملی اشارات کئے گئے ہیں۔

اس طرح یہ کتاب ایک ایسا گلدستہ بن گئی ہے۔ جس میں طرح طرح کے پھول ہیں۔ اور اجمالاً وہی کچھ پیش کر دیا گیا ہے۔ جس کی باغبانوں کو ایک وقت سے خواہش تھی۔ میرا روئے سخن زیادہ تر وہ طبقہ ہے۔ جو اس وادی میں قدم رکھنے کے لئے پر تول رہا ہے۔ یہ کتاب نہ صرف ان کو باغبانی کی وادی میں قدم رکھنے پر آمادہ کرے گی۔ بلکہ ان کی بڑی حد تک رہنمائی کرے گی۔

امید ہے باغبان اور نو آموز اس مجموعہ کو بڑا مفید پائیں گے۔ اور ان معلومات کی بنا پر باغ لگا سکیں گے، اور کامیاب باغبان ثابت ہوں گے۔

مرتبہ
نیاز احمد

۶۸۶

پھلوں کی اہمیت

انگریزی میں ایک مقولہ ہے کہ اگر کسی فرد کو ایک سیب روزانہ میسر آئے، تو ڈاکٹر کی اسے ضرورت نہیں ہوتی، (وہ بیمار نہیں ہوتا) ڈاکٹر اور حکیم لوگ بیمار کو پھل تجویز کرتے ہیں۔ اور امرا اور درمیانہ طبقہ بالالتزام اسے اپنی روزانہ خوراک کا حصہ بناتے ہیں۔

پھل زود ہضم، لذیذ خوراک ہیں۔ یوں تو پھلوں کی ماہیت میں بڑا تنوع ہے لیکن پھلوں میں حیاتین ج کی وافر مقدار پائی جاتی ہے۔ یہ حیاتین انسانی صحت کے لئے ازبس ضروری ہے۔ یہ انسانی نشو ونما کی ضامن ہے۔ خون کی صحیح مقدار جسم میں پیدا کرنے میں ممد ہوتی ہے۔ دانتوں اور مسوڑھوں کو صحت مند رکھنے میں بڑی حد تک ذمہ وار ہے اس میں ایک خاصیت یہ ہے کہ انسانی جسم کے کسی حصّے میں اس کا ذخیرہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہر فرد کو روزانہ یا ہر ہفتہ میں کم از کم مطلوبہ مقدار کی ازحد ضرورت ہوتی ہے۔ اگر ایک ہفتہ میں اس کی کم از کم مقدار میسر نہ آئے تو کئی عوارض پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے پھل اور سبزیات کھانے والے افراد جو انہیں باقاعدہ استعمال کرتے ہیں۔ حیاتین ج کی مطلوبہ مقدار حاصل کرتے رہتے ہیں۔ اور جنہیں پھل اور سبزیات میسر نہیں آتیں۔ وہ اس حیاتین سے محروم رہتے ہیں۔

یوں تو پھلوں میں خوراک کے مختلف اجزاء موجود ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ

حیاتین ج کا بیان شروع ہو چکا ہے، ہم پھلوں کو حیاتین ج کے لحاظ سے پرکھتے ہیں۔

پھل جن میں حیاتین ج کی بہت زیادہ مقدار موجود ہے۔ اس میں وہ پھل شامل کیے گئے ہیں۔ جن میں حیاتین ج کی مقدار تین فی صدی سے زاید ہے۔

سیب	۵	منقی	۴۰
خوبانی خشک	۱۲	گوزبری	۱۶
خوبانی تازہ	۴	انگور	
ایواکیڈو	۱۶	لیمن	۴۵
کیلا	۱۰	لیموں کاغذی	۲۹
بلیو بیری	۱۶	امرود	۱۵۷
چیری	۹	آم	۶۰.۵
رس بھری	۲۶	مالٹا	۴۹
رس بھری سرخ	۲۷	انناس	۲۴
سٹرابری	۶۰	نارنگی	۳۱

پھل جن میں نشاستہ والے اجزا اور چربیلے مادوں کی مقدار زیادہ ہے

ظاہر ہے کہ صرف عام خوراکوں کو اس لحاظ سے پرکھا جاتا ہے۔ لیکن کئی پھل ایسے ہیں۔ جن میں نشاستہ والے اجزا زیادہ ہیں۔ گویا یہ پھل ہوتے ہوئے بھی آٹے کا نعم البدل ہیں۔ یا ایسے پھل بھی ہیں۔ جن میں چربیلے مادوں کی مقدار زیادہ ہے۔ یہ نباتاتی تیلوں کا نعم البدل ہیں۔ اس لحاظ سے آپ جو تصویریں دیکھیں گے وہ آپ کی معلومات میں اضافہ کرے گی۔

پھلوں کی غذائی طاقت - (۱۰۰ گرام کھانیوالے حصے میں)

نام پھل	نشاستہ	چربیلے مادے
بادام	۱۹.۶	۵۴.۱
خوبانی خشک	۶۶.۹	۰.۴
ایوکیڈو	۵.۱	۲۶.۴
کیلا	۲۳	۰.۲
بیر	۲۱.۶۶	۰.۲۱
ناریل	۵۳.۲	۳۴.۱
کھجور خشک	۷۵.۴	۰.۶
انجیر خشک	۶۸.۴	۱.۲
انگور	۱۶.۷	۴

پھل جن میں فولاد کی مقدار زیادہ ہے

پھلوں میں فولاد کی زیادہ مقدار ہو، تو تازہ خون کھانے والے کے جسم میں پیدا ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے اگر ہم پھلوں کو پرکھیں تو اچھے پھل مندرجہ ذیل ہیں

پھل	فولاد کی تعداد
بادام	۴.۴
سیب	۰.۳
خوبانی خشک	۴.۹
ناریل خشک	۳.۶
انناس	۰.۳
تازہ آلو بخارا	۰.۸
آلوچہ خشک	۳.۹
رس بھری سرخ	۱.۵
اخروٹ	۲.۰۵

کھجور خشک	۲۰۱
انجیر خشک	۳۰۱
آڑو زرد تازہ	۵۰۶
ناشپاتی تازہ	۵۰۳

اس قسم کے جدول دینے کا مطلب یہ ہے کہ یہ بتایا جائے کہ صحت انسانی میں پھل کیا کردار کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان میں نمکیات ہوتے ہیں۔ اور دوسرے اجزا ہیں جن سے کھانا ہضم کرنے میں مدد ملتی ہے، کئی قسم کے خمیر بھی ملتے ہیں الغرض پھل انسانی صحت کے ضامن ہیں۔ اور وہ قومیں سب سے زیادہ صحت مند ہیں۔ جن کی خوراک میں پھلوں کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ ذیل کے اعداد و شمار سے مختلف ملکوں میں پھلوں کے استعمال کے اعداد و شمار دیئے جاتے ہیں۔ یعنی فی کس کتنے پونڈ پھل سالانہ استعمال کرتا ہے۔

امریکہ	۲۲۵	پونڈ سالانہ
فلسطین	۲۲۴	" "
سپین	۸۵	" "
برطانیہ	۸۴	" "
برازیل	۸۳	" "
مغربی پاکستان	۳۹	" "

باغبان کی آمدنی } باغبانی کو جب ہم زراعت کے دائرہ میں شامل کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ باغبانی زراعت کی دیگر شاخوں مثلاً فصلیں پیدا کرنا، ڈیری، مرغیوں کے فارم سے زیادہ فائدہ مند ہے بالخصوص مغربی پاکستان میں آموں اور کیلے کے باغات بہت فائدہ مند ہیں۔

پھل بطور برآمدی تجارت کے } کسی ملک کی برآمدات اس ملک کی معاشی زندگی کے استحکام کی ضامن ہوتی ہے۔ ہمارا ملک زرعی ہے

اور پٹ سن اس کی مصنوعات۔ کپاس اس کی مصنوعات۔ چاول، کھالیں اور اُون اہم چیزیں ہیں جو زرمبادلہ کمانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ لیکن اب پھلوں کی برآمد بھی اس صف میں شامل ہو گئی ہے۔ گو برآمد کی مقدار اور اس سے کمایا ہوا زرمبادلہ اتنا زیادہ نہیں ہے کہ دوسری چیزوں کے مقابلے میں پیش کیا جا سکے۔ لیکن گزشتہ دس سالوں میں یہ برآمد اپنا مقام پیدا کر رہی ہے۔

اس وقت جن ممالک کو پھل برآمد کئے جا رہے ہیں۔ ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

بھارت۔ افغانستان۔ لنکا، ہانگ کانگ، ترکی، عمان، بحرین۔ مشرقی افریقہ برطانیہ، ملائشیا، جنوبی افریقہ، سلہٹ، کویت، خلیج فارس۔ ایران، جرمنی، پرتگال، لندن، سعودی عرب، اور برما۔

ابھی تک کل زرمبادلہ لاکھوں روپوں تک پہنچا ہے۔ لیکن وہ دن دور نہیں۔ جب یہ کروڑوں روپوں تک پہنچ جائے گا۔

باغبانی کا موجودہ دور } مغربی پاکستان کئی پھلوں کے لحاظ سے خود کفیل ہو چکا ہے۔ بلکہ برآمد کرتا ہے۔ مثلاً ترشاوا پھل۔ لیکن کئی

پھل ایسے ہیں جن کا رقبہ ابھی بڑھایا جا سکتا ہے۔ اور اس میں کثیر منافع کی امید ہے بشرطیکہ صحیح خطوط پہ کام کیا جائے۔ یہ پھل مندرجہ ذیل ہیں۔

پہاڑی علاقوں کے پھل } سیب، ناشپاتی

خشک پہاڑی علاقوں کے پھل۔ انگور بالخصوص اچھی اقسام۔ زیتون،

میدانی علاقوں کے پھل :- آم ، بالخصوص ، انور رٹول ، لنگڑا ، آمن دسہری فجری ، الفانسو وغیرہ - لیچی ،

جنوبی علاقوں کے پھل :- کیلا -

ساحلی علاقوں کے پھل :- ناریل -

ریگستانی " " " اچھی قسم کی کھجور -

باغبانی کا مستقبل -

جس طرح میں نے اوپر لکھا ہے - پاکستان میں باغبانی کا مستقبل روشن ہے - ۱۹۶۶ء میں مختلف پھلوں کا رقبہ بلحاظ مختلف پھلوں کے لگایا گیا ہے - ۱۹۶۰ء میں یہ رقبہ ۲۲۶۴۲ ایکڑ تھا - ۱۹۶۲ء میں ۲۲۸۵۹۴ ایکڑ ہو گیا جو ۱۹۶۴ء میں ۳۰۲۷۵۵ ایکڑ ہو گیا - ۱۹۶۶ء میں ایک ہزار ایکڑ تھا -

آم	۱۲۵.۰۴	کیلا	۱۲.۰۵۳
ترشاوہ	۱۰۲.۷۵	سیب	۱۰.۱۴
کھجور	۹۴.۰۵	انار	۵.۶۸
گوآوا	۲۶.۰۷	انگور	۵.۶۲
ناشپاتی	۴.۷۱	آڑو	۳.۵۷
آلوچہ	۳.۸۴	فالسہ	۱.۳۸
خوبانی	۳.۵۰	دیگر	۲۹.۵۲

کل میزان ۳۸۴.۷۲ ہزار ایکڑ یعنی ۳۸۴۷۲۰ ایکڑ

ماہرین نے پاکستان میں پھل کی ضروریات کا بھی اندازہ لگایا ہے - جو مندرجہ ذیل ہے

	مشرقی پاکستان	مغربی پاکستان	پاکستان
۱۹۶۸	۲.۰۵	۱.۷۷	۳.۸۲
۱۹۷۵	۲.۶۹	۲.۲۰	۴.۸۹
۱۹۸۵	۳.۲۹	۲.۹۳	۶.۷۲
۲۰۰۰	۶.۱۱	۴.۳۹	۱۰.۵۰

اس وقت فی کس کھپت ۷۵.۲۹ پونڈ جبکہ معیاری کھپت ۹۱.۲۵ پونڈ ہے۔ سرکار پاکستان کی حکمت عملیوں سے اب غریب اور درمیانہ طبقہ کے افراد کی آمدنی بڑھے گی۔ اور اس طرح یہ عظیم آبادی جو آج تک اپنے آپ کو زندہ رکھنے کے لئے صرف غلہ اور دوسری ضروریات زندگی خریدنے پر نادر تھی۔ اور فروٹ امراء طبقہ کے حصے میں آتا تھا۔ اب آہستہ آہستہ صورت حال بدل جائیگی جب یہ طبقہ فروٹ کا خریدار بنیگا۔ تو فروٹ کی مانگ بڑھے گی۔ مانگ بڑھنے کے ساتھ قیمتوں میں اضافہ ہوگا۔ اور زمیندار باغبانی کی طرف توجہ دیں گے۔

دوسری اہم چیز نئی تحقیق ہے۔ اس میں دو چیزیں زیادہ اہم ہیں۔

۱ پھل کی اچھی اقسام پیدا کرنا۔
۲ بیماریوں کا علاج کرنا۔
۳ پھلوں کو محفوظ کرنا۔

پھل کی اچھی اقسام پیدا کرنے کی طرف توجہ دی جارہی ہے۔ اور آج ہمیں کئی بہتر اقسام میسر آگئی ہیں۔ بیماریوں میں حشریات کا بہتر کنٹرول ہو چکا ہے۔ بلکہ حشریات کو ختم کرنے والی ایسی ادویات مارکیٹ میں آچکی ہیں۔ جن کا استعمال آسان ہو گیا ہے۔

بہت سا پھل افراط کے دنوں میں ضائع ہو جاتا ہے۔ اس صنعت کو کھانڈ کی

ضرورت ہے۔ اگر حکومت اس صنعت کے لئے ارزاں کھانڈ فراہم کرے۔ تو پھلوں کی مصنوعات کی صنعت بہت ترقی کر جائیگی۔
اور جام چٹنیاں۔ مربے جو عام افراد کی خوراک کا حصہ نہیں ہیں۔ بطورِ خوراک استعمال ہونے لگیں گی۔ جب فروخت بڑھے گی۔ تو حکومت اس پر ٹیکس لگا کر وہ کمی واپس لے سکتی ہے۔ جو اُسے ارزاں کھانڈ کی صورت میں اپنے خزانہ سے دینی ہوگی۔ بہرحال اس تجویز پر غور کرنا ماہرینِ اقتصادیات کا کام ہے اور ماہرین حکومت کا۔ ہماری طرف سے یہ صرف تجویز ہے۔

پھلدار پودا اور اُس کے حصّے

ایک اچھے باغبان کے لئے یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ وہ پھلدار پودے کے مختلف حصوں اور ان کے پیچیدہ پیچیدہ اعمال سے واقف ہو، کیونکہ اس کے بغیر پودے کی صحیح طور پر پرداخت ناممکن ہوگی۔ ذیل میں پھلدار پودوں کے مختلف حصے اور ان کی تشریح تحریر کی جاتی ہے۔

جڑ:۔ (ROOT) جڑیں پودے کے لئے صرف لنگر کا کام ہی نہیں دیتیں بلکہ زمین سے پانی اور حل شدہ خوراک بھی حاصل کر کے پودے کو بہم پہنچاتی ہیں۔ کچھ پودوں میں جڑیں خوراک بھی سٹور کرتی ہیں۔ جیسے شکرقندی۔

جڑ کی اقسام

موسلا جڑیں۔ (TAP ROOTS)

اگر بیج کو مناسب حرارت۔ آکسیجن اور پانی مہیا کیا جائے۔ تو وہ اُگنا شروع کرتا ہے اور اس کا بینچہ یعنی (RADICLE) نچلی طرف افزائش پانا شروع کر دیتا ہے۔ اور آخر کار جڑ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اگر یہ جڑ پودے کیسا تھ قائم رہے تو اسے موسلا جڑ کہا جاتا ہے۔

بغلی جڑیں } انگریزی میں ان کو (SECONDARJ ROOT) کہا جاتا ہے۔ ابتدائی موسلی جڑوں میں سے جو شاخیں نکلتی ہیں۔ انہیں بغلی جڑیں کہا جاتا ہے۔ اپنی جڑوں میں سے جو شاخیں نکلتی ہیں انہیں بغلی جڑیں کہا جاتا ہے اپنی جڑوں میں سے بعد از اں تیسرے درجے کی جڑیں بھی بر آمد ہو سکتی ہیں۔ جو باریک دھاگے کی مانند ہوتی ہیں۔

اتفاقی جڑیں } ADVENTITIONS ROOTS وہ جڑیں جو بیجچہ کے بجائے تنے، پتوں یا پودے کے کسی اور مقام سے نکلتی ہیں۔ اتفاقی جڑیں کہلاتی ہیں۔

STEM (تنا)

جب بیج اگتا ہے تو ران بینن (PLUMULE) بڑھنا شروع کرتا ہے۔ اور زمین سے باہر آجاتا ہے۔ اسے تنا کہا جاتا ہے۔ تنے پر بہت سے پتے اور کچھ کلیاں ہوتی ہیں۔ وہ مقام جہاں سے پتہ نکلتا ہے۔ گرہ یا (LIDE) کہلاتا ہے۔ دو گرہ کے درمیان کا فاصلہ (INTERNODE) کہلاتا ہے۔

تنے کے اقسام

جڑی بوٹیاں (HERBS) قد کے لحاظ سے یہ بہت چھوٹی ہوتی

ہیں۔ تنا نہایت نرم ہوتا ہے۔ موسمی اور دوسری تمام پودے جڑی بوٹیوں کے زمرے میں آتے ہیں۔ مثلاً پوست، مولی۔ شلجم وغیرہ وغیرہ لیکن کچھ سدا بہار پودے بھی مثلاً پودینہ ادرک وغیرہ بھی جڑی بوٹیاں ہی کہلاتی ہیں۔

جھاڑیاں { (SHRNBS)

سدابہار :- (PERENIALS) میں شمار ہوتی ہیں۔ تنا مقابلتہً مضبوط ہوتا ہے۔ تنے میں سے بہت سی شاخیں نکلتی ہیں۔ جن کی موٹائی تقریباً تقریباً برابر ہوتی ہے۔ مثلاً گلاب یا گل یاسمین۔

پیڑ :- (TREES) یہ بھی سدا بہار پودوں میں شامل ہوتے ہیں ان کا تنا خوب مضبوط ہوتا ہے۔ مثلاً آم پیپل وغیرہ

کلی :- (BLDS) کلی دراصل شاخ کی ابتدائی شکل ہے جس میں گرہیں اور پتے سکڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے اوپر چڑھے ہوتے ہیں۔ کلیوں کی بہت سی اقسام ہیں۔

(TERMINAL BUD) یہ کلی شاخ کے سرے پر واقع ہوتی ہے

(LATERAL BUD) یہ کلی جو شاخ کی سائنڈوں پر اگتی ہے۔ (LATERAL) کہلاتی ہے۔

اتفاقی کلی :- (ADVENTITIOUD) وہ کلی ہے جو پودے کی کلی اگنے والے مقامات کی بجائے کسی اور مقام سے اُگے۔ مثلاً پیمسر چٹ میں پتوں پر کلیاں اگتی ہیں

بالوں والی کلیاں (HAIRY BUD) کچھ کلیوں پر بال

اُگے ہوئے ہوتے ہیں۔ مثلاً بیری میں ۔

پتہ کلی (LEAFBUD) کچھ کلیاں افزائش پانے کے بعد پتے میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ اور LEAF BUD) کہلاتی ہیں ۔

پھول کلی (TLOWER BUD) یہ کلی افزائش پا کر پھول میں تبدیل ہو جاتی ہے ۔

دوغلی کلی (MIXED BUD) کچھ کلیاں دوغلی ہوتی ہیں ۔ وہ پھول میں بھی تبدیل ہو سکتی ہیں ۔ اور پتے میں بھی ۔

"تنے کی اقسام"

(REDUC EDSTEMS)

یہ بہت چھوٹے ہوتے ہیں اور سبز رنگ کے جڑوں کے اوپر ہوتے ہیں ۔

سیدھے تنے ERECT STEMS - یہ موٹے اور مضبوط ہوتے ہیں اور سیدھے اگ سکتے ہیں ۔

کمزور تنے WEAK STEMS - یہ سیدھے اُگ نہیں سکتے ۔ بلکہ انہیں روشنی وغیرہ حاصل کرنے کے لئے عام طور پر دوسرے پودوں پر انحصار کرنا پڑتا ہے ۔

چڑھنے والے تنے :- یہ نہایت کمزور تنے ہوتے ہیں ۔ سیدھے نہیں اُگ سکتے ہیں ۔ لہذا سورج کی روشنی جذب کرنے کے لئے دوسرے پودوں کا سہارا لیتے ہیں اور ان پر چڑھتے ہیں ۔

رینگنے والے تنے (TRAILERS) یہ بھی بہت کمزور تنے ہوتے ہیں ۔ سیدھے نہیں اگ سکتے ۔ اس لئے اپنے آپ کو زمین پر دور دور تک پھیلا

دیتے ہیں۔ تاکہ پودا زیادہ سے زیادہ روشنی جذب کر سکے۔

زمین دوز تنے UNDERGROUNDSTEMS :-

یہ تنے زمین کے اندر اگتے ہیں۔ یہ کافی موٹے ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس میں کافی خوراک جمع ہوتی ہے۔ جمع شدہ خوراک عام طور پر نشاستے پر مشتمل ہوتی ہے شکل و صورت میں عام طور پر جڑ سے مشابہ ہوتے ہیں۔

پتہ (THE LEAF)

پتہ سبز رنگ کا ہوتا ہے اور تنے کی گرہ سے اگتا ہے۔ پتہ سورج کی روشنی میں پودے کے لئے خوراک تیار کرتا ہے۔ اس عمل کو BHOTO SYNTHESIS) کہاجاتا ہے۔ عمل تنفس بھی پودے میں عمل پذیر ہوتا ہے

پتے کے حصے

ایک عام پتہ تین حصوں پر مشتمل ہوتا ہے (۱) پتے کا جنجہ LAMINA (۲) ڈنٹھل یا (PETIOLE) (۳) بنیاد یا (LEAF BASE)

(LAMINA) پتے کا پھیلا ہوا سبز رنگ کا حصہ ہوتا ہے۔ یہی وہ حصہ ہوتا ہے۔ جہاں خوراک تیار ہوتی ہے۔

ڈنٹھل (DETIOLE) ڈنٹھل۔ پتے کو اوپر اٹھائے رکھتا ہے اور اسے سہارا دیئے رکھتا ہے۔

بنیاد۔ (LEAF BASE) یہ وہ حصہ ہے جہاں پر سے پتہ شاخ سے جڑا ہوا ہوتا ہے

پھول (FLOWER)

پھول دراصل تنے ہی کا ایک حصّہ ہے۔ جو پھل اور بیج پیدا کرنے کا ذمہ دار ہے۔

پھول کے حصّے (PARTS OF A FLOUIER)

ایک عام پھول میں چار اقسام کی پتیاں پائی جاتی ہیں (۱) (SEPELS)
(۲) پنکھڑیاں۔ یا (PETALS) (۳) (STAMENS) (۴)
(CAPELS) یہ تمام چار دائروں میں ترتیب دیئے گئے ہوتے ہیں
چاروں اقسام کی پتیاں ایک مخصوص قسم کے تنے پر واقعہ ہوتی ہیں۔ جسے
(THALAMUS) کہا جاتا ہے۔

(SPELS) سب سے باہر ہوتی ہیں اور سبز رنگ کی ہوتی ہیں۔ یہ پھول کا سب سے باہر کا دائرہ بناتی ہیں۔ اگر تمام پتیوں کو اکٹھا لیا جائے۔ تو (CALYX) کہلاتی ہیں۔

(PETALS) یہ مقابلتہً بڑی ہوتی ہیں۔ ویسے بھی یہ رنگدار اور کشش کرنے والی ہوتی ہیں تمام (PETALS) کو (COROLLA) کہا جاتا ہے۔

(STAMENS) نر اعضا ہوتے ہیں۔ تمام ( ) کو اجتماعی طور پر (Andraecium) کہا جاتا ہے۔

(CAPPELS) یہ پھول کے مادہ اعضاء ہوتے ہیں۔ اجتماعی طور پر ان کو (Gynaceum) کہا جاتا ہے۔

پھل (FRUIT)

پھول کے حصوں میں تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں۔ انہی تبدیلیوں کی بدولت بیضہ دان یعنی (ovary) پھل پیدا کرتی ہے۔

پھلوں کی اقسام

(part heno carpic) کچھ فروٹ بغیر بیج کے ہوتے ہیں۔ جنہیں part heno carpic کہا جاتا ہے۔ مثلاً کیلا۔ بغیر بیج کے انگور

حقیقی پھل (TRUE FRUIT)

کچھ پھل صرف بیضہ دان سے بنتے ہیں جن کو TRUE FRUIT کا نام دیا جاتا ہے۔

جھوٹا پھل (FALSE FRUIT) اگر بیضہ دان کے ساتھ ساتھ پھول کے دوسرے اجزاء [illegible] FALSE FRUIT یا جھوٹا پھل کہتے ہیں۔

پھلوں کو شناخت کرنے کے لئے ان کو تین گروپوں میں بانٹا جاتا ہے۔ (۱) سادہ (SIMPLE) (۲) (AGGREGATE) اور (۳) (COMPOSITE)

سادہ (SIMPLE)

(ACHENIAL FRUIT) یہ خشک پھل ہوتے ہیں جن میں صرف ایک بیج ہوتا ہے۔

(CAPSULAR FRUIT) یہ خشک پھل ہوتے ہیں جن میں بیج ایک سے زیادہ تعداد میں پائے جاتے ہیں۔

([illegible]) یہ پھل پیالے کی شکل کی مانند کے

سے بنا ہوتا ہے۔ جیسے Hypanthodium (کہا جاتا ہے Hypanthodium)
کے سرے پر (Scales) موجود ہوتے ہیں۔

پھلدار پودے کے چند حصے آپ نے اوپر ملاحظہ فرمائے۔ گو ان تمام حصوں پر تفصیلی بحث نہیں کی گئی۔ نہ ہی ان حصوں کی اندرونی ساخت ہی بیان کی گئی ہے، پھر بھی اس بیان سے پھلدار پودے کی ظاہری خصوصیات کا پتہ چل سکے گا۔ پھل پر بحث کرتے ہوئے تکنیکی حصوصیات بالکل نظر انداز کر دیئے گئے ہیں۔ اور حقائق اور سطحی بیان کو ٹیکنیکل زبان سے آزاد کیا گیا ہے۔ امید ہے یہ بیان عام لوگوں کے لئے اور کم مطالعہ رکھنے والے لوگوں کے لئے اور کم مطالعہ رکھنے والے لوگوں کے لئے سود مند ہو گا۔

باغات کے لئے موزوں آب و ہوا

آب و ہوا میں کئی باتیں شامل ہیں۔

ا۔ سطح سمندر سے بلندی

ب۔ موسم گرما اور موسم سرما کے انتہائی اور کم از کم درجہ حرارت

ج۔ بارش

د۔ ہواؤں کا رخ۔

ہ۔ ژالہ باری اور برف باری۔

ان تمام چیزوں کا باغات اور باغبانی سے براہ راست تعلق ہے۔ جو

صاحبان ابھی باغ لگانے کے لئے ارادے باندھ رہے ہیں۔ انہیں یہ باب بغور پڑھنا چاہیئے۔ اور اس کی بنیاد پر اپنے باغ کی منصوبہ بندی کرنی چاہیئے۔ مختلف قسم کے پھلدار پودوں کے لئے مختلف قسم کی آب و ہوا درکار ہے۔ آب و ہوا کا اثر پودے کی بڑھوتری، نشوونما، بار آوری، پیداوار، پھل پکنے کے وقت، خاصیت پودے کی عمر اور صحت جیسے مختلف امور پر منحصر ہوتا ہے، بارش، نمی، ہوا، آندھی، سورج کی روشنی، کورا، ژالہ باری، اور سطح سمندر سے بلندی قابل ذکر ہیں۔ اگر ان تمام باتوں کو دھیان میں رکھا جائے، اور موزوں قسم کے پھلدار پودے لگائے جائیں۔ تب جا کر کامیابی کی امید ہو سکتی ہے

(ا) **سطح سمندر سے بلندی** :۔ سیب، ناشپاتی، چیری، اخروٹ وغیرہ ایک خاص بلندی سے کم پر نہیں ہوتے۔ اگر ہم مختلف پھلوں کو لیں۔ تو تصویر کچھ یوں بنتی ہے۔

سیب :۔ بہترین اقسام پانچ ہزار سے سات ہزار منٹ کی بلندی پر کامیاب ہوتی ہیں۔ اونچے پہاڑی علاقوں کا سیب مثلاً امری نسبتاً زیادہ سرخ اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ سیب کے لئے ژالہ باری خطرناک ہے۔ اگر ژالہ باری سے محفوظ کر لیا جائے تو فصل کامیاب ہو جاتی ہے۔ ورنہ تباہ ہو جاتی ہے۔ لیکن دو چار فٹ برف اس پھل کے لئے مفید ہے ساتھ برف نباتاتی مادہ کو زمین میں ڈھاک کر محفوظ کر دیتی ہے سطح سمندر سے بلندی کا سیب کے رنگ اور ذائقہ سے براہ راست تعلق ہے۔ اس طرح قد و قامت بھی متاثر ہوتا ہے۔ میدانی علاقوں میں صرف چھوٹے سیب سفید رنگ کاشت کئے جا سکتے ہیں۔

ب۔ ناشپاتی :۔ اچھی ناشپاتی چار سے چھ ہزار فیٹ کی اونچائی پر ہوتی ہے۔ اس قسم کی ناشپاتیوں میں ایک قسم اتنے نرم گودے والی ہوتی ہے

کہ میدانی علاقے میں فروخت کے لئے روانہ نہیں کی جا سکتی ہے۔ کم بلندی پر اچھی ناشپاتی پروان نہیں چڑھتی۔ دامن کوہ کے علاقے میں جہاں بلندی کم رہ جاتی ہے پتھر ناخ ہوتی ہے۔ اچھی اقسام کا ذکر ناشپاتی کے عنوان تلے آئیگا۔

ج۔ **چیری**: یہ پھل پانچ سے سات ہزار فیٹ کی بلندی پر ہوتا ہے لیکن اس کی ایک خاصیت یہ ہے کہ خشک اور ٹھنڈے علاقوں مثلاً کوئٹہ کی پہاڑیوں کے لئے موزوں ہے۔ ابھی تک مری کی پہاڑیوں پر اس کا تجربہ نہیں ہوا۔ ویسے امید کی جا سکتی ہے۔ کہ اتنی بلندی پر یہ اچھی فصل دے گا۔

د۔ **پرسمین**۔ اسے جاپانی پھل بھی کہتے ہیں۔ یہ چار ہزار سے زیادہ بلندی چاہتا ہے۔ اس کی کئی قسمیں سخت جان ہوتی ہیں۔ میدانی علاقوں میں بھی کاشت کیا جا سکتا ہے۔ لیکن کوالٹی بلندی والی کے مقابلہ میں نہیں ہوتی۔

اخروٹ:۔ یہ درخت بھی چار ہزار اور پانچ ہزار فٹ کی بلندی چاہتا ہے اس لئے مری اور آزاد کشمیر کی پہاڑیوں پر ہوتا ہے۔

خوبانی:۔ اس کے لئے تین ہزار سے پانچ ہزار فٹ کی بلندی درکار ہے خوبانی کی بہترین قسمیں نیزہ۔ نگر۔ ہری پور ہزارہ، پشاور، گلگت، سکردو آزاد کشمیر۔ سوات، چترال میں ہوتی ہیں۔ دوسرے درجے کی خوبانی سون ویلی، کلر کہار۔ چوہا سیدن شاہ اور مری کی پہاڑیوں پر ہوتی ہے۔ گلگت وغیرہ میں خود رو پودے ملتے ہیں۔

آڑو۔ کم اونچے پہاڑی علاقوں میں بہترین اقسام ہوتی ہیں۔ ایسے مقامات جن کی بلندی پندرہ سو فٹ سے چار ہزار بلکہ تین ہزار فٹ ہو۔ اس پھل کے لئے بہترین ہوتی ہے۔ آڑو کی کئی قسمیں میدانی علاقوں میں بھی ہو جاتی ہیں۔

آلوچہ :۔ اس کے لئے پندرہ سو سے چار ہزار فٹ کی بلندی درکار ہے لیکن آب و ہوا ٹھنڈی ہونی چاہیئے ۔ ترش اور اد نیٰ قسم کے پھل میدانی علاقوں میں ہوتے ہیں ۔ سون ویلی موزوں ہے ۔

بادام ۔ دو ہزار سے چار ہزار فٹ موزوں ہے ۔ یعنی درمیانی بلندی ہو ۔ لیکن آب و ہوا سرد وخشک میں کامیاب ہو جاتا ہے ۔ مٹی بھی کم چاہتا ہے سون ویلی موزوں ہے ۔ معمولی آبپاشی پر بخوبی گزران کرتا ہے ۔ اعلیٰ اقسام ۔ کوئٹہ آزاد کشمیر، پشاور، ڈویژن کے بلند حصوں اور قلات میں ہوتی ہیں درمیان اور تیسرے درجہ کے بادام دامان کوہ اور نسبتاً کم گرم حصوں میں ہوتے ہیں ۔

سٹرا بیری ۔ اس کے لئے کم بلندی درکار ہے ۔ لیکن یہ کورا سے حفاظت چاہتی ہے ۔ اور کچھ مٹی کی بھی طالب ہے ، جہلم ، راولپنڈی ۔ کیمبلپور ، گجرات ، سون ویلی ۔ اس کے لئے موزوں ہے ۔

آم ۔ یہ منطقہ حارہ کا پھل ہے ۔ قیام پاکستان سے پیشتر بہترین پھل یو پی سی پی ۔ کے اضلاع میں پیدا ہوتا ہے ۔ کیونکہ اسے گرم مرطوب اور معتدل آب و ہوا زیادہ موزوں ہے ۔ پنجاب کے علاقوں میں اس کے لئے ایک بات مشہور ہے کہ آم وہاں زیادہ ہوتا ہے ۔ جہاں سورج کی گرمی کی شعاعیں بہانا ہو ۔ اور آم اور پیوں پر سورج کی گرمی پڑتی ہو ۔ لیکن درختوں کی جڑوں کو زیادہ سے زیادہ پانی میسر ہو ۔ گرم مرطوب آب و ہوا میں وہ علاقے جن میں سالانہ بارش بیس سے تیس انچ کے درمیان ہو ۔ اس کے لئے موزوں ترین ہیں ۔ کورا آموں کے چھوٹے پودوں کا دشمن ہے ۔ پھول آنے کے وقت ، بارش بادل، دھند، شبنم یا خراب موسم میں پھل صحیح طور پر نہیں بنتا ۔ پھل پکنے کے

دنوں میں لگاتار گرمی کی ضرورت ہے۔

مغربی پاکستان میں بہترین علاقے اضلاع ملتان، مظفر گڑھ اور خیرپور ہیں دوسرے نمبر پر ملتان اور خیرپور ڈویژن کے دوسرے اضلاع آتے ہیں۔

لوکاٹ:۔ منطقہ حارہ کے نواحی علاقے کا پھل ہے۔ گرمی سخت ہو لیکن آم والے علاقے سے قدرے کم، نمی بھی ہو، زمین اور ہوا میں نمی کافی مقدار میں ہونی چاہیئے، گرم لُو سے پھل کی نشوونما رک جاتی ہے۔ اور پھل جُھلس جاتا ہے۔

بارش اگر ۲۰ انچ تک ہو تو موزوں ہے۔ داماں کوہ اور پشاور کی آب و ہوا موزوں ہے، پہاڑوں کی بلندی پر لوکاٹ کامیابی سے اُگائی جا سکتی ہے لیکن موسم گرما میں لُو اور موسم سرما میں کورا سے بچانا لازم ہے۔ اگر پودے باغ کے درمیان ہوں، تو بہترین ہیں۔

نرنشا دا خاندان کے پھل

اس خاندان نے مغربی پاکستان میں بہت ترقی کی ہے، بلکہ اب یہ پھل اتنے زیادہ اور ارزاں ہوگئے ہیں۔ کہ ان میں سے اکثر باغات کو کاٹنا پڑا ہے۔ اس خاندان میں۔ مالٹا، سنگترہ۔ میٹھا۔ لیمو، گریپ فروٹ، چکوترہ زیادہ مشہور ہیں،

سنگترے کے لیے نسبتاً کم گرم علاقہ موزوں ہے۔ سابق ہندوستان میں ناگپور موزوں ترین آب ہوا کا حامل تھا۔ گرم علاقوں میں ایسی اقسام کا سنگترہ ناکام ثابت ہوا ہے، بالخصوص وہ گرم علاقے جو صوبے کے مغرب میں واقع ہیں۔ درمیانی حصہ اور نہری علاقے موزوں ترین ثابت ہوئے ہیں، سنگترہ

دو ہزار فٹ تک کی بلندی پر کامیاب رہتا ہے ۔ مالٹا ۔ گرم مرطوب اور دامن کوہ میں کامیاب ثابت ہوتا ہے ۔ تاہم زیادہ گرمی سے اس پھل پر بھی داغ پڑ جاتے ہیں ۔ مالٹا میں میلیشیا لیٹ اور واشنگٹن اقسام مرطوب آب و ہوا میں زیادہ پھل دیتی ہیں ۔ مالٹا پشاور میں کامیاب ہے ۔

گریپ فروٹ اور کاغذی لیموں گرم آب و ہوا میں بخوبی کامیاب رہتے ہیں لیکن کاغذی لیموں پر کوڑے کا بری طرح اثر ہوتا ہے ۔

کل ترشاوہ پھلوں کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ ۲۸ ڈگری فارن ہیٹ کی سردی ، یعنی برف جمنے سے ذرا کم سردی بخوبی برداشت کر لیتے ہیں ۔ لیکن آب و ہوا موزوں ترین وہ ہے جس میں گرمی ۱۱۰ سے نہ بڑھے اور سردی ۵۵ سے کم نہ ہو ۔ ہمارے صوبے میں جب درجہ حرارت ۱۱۰ سے زائد ہو جاتا ہے تو بہت سا پھل گر جاتا ہے ۔ اس بات کا خیال رکھیں کہ زیادہ گرمی اس خاندان کے لئے نقصان دہ ہے ۔ لیکن کئی اقسام مثلاً کنوں اور فیوٹرارلی کامیاب ثابت ہوئی ہیں ۔ خوب گرمی برداشت کرتا ہے ، ضلع گوجرانوالہ ۔ ساہیوال ۔ لائلپور اور سرگودھا نے ان پھلوں میں کمال حاصل کیا ہے ۔

کیلا ۔ کیلے کو آب و ہوا گرم مرطوب درکار ہے تقسیم ہندوستان کے وقت اچھا کیلا صوبہ بمبئی مدراس اور بنگال میں ہوتا تھا ۔ قیام پاکستان کے بعد مشرقی پاکستان میں اس کی کاشت ہوتی تھی کیلے کے لئے زیادہ گرم اور زیادہ سرد آب و ہوا سخت مضر ہے ۔ زیادہ سے زیادہ گرمی ۹۵ درجہ اور کم سے کم ۶۰ ہونی چاہیئے ۔ کورا نہ پڑتا ہو ، مغربی پاکستان میں ایسا علاقہ صرف حیدرآباد ڈویژن میں ہے ۔ آب و ہوا کے ساتھ ساتھ زرخیز زمین بھی درکار ہے ۔ لہذا کراچی کے آس پاس نیم صحرائی نیم پہاڑی علاقے میں باوجود مناسب

آب و ہوا کے کیلا کاشت نہیں ہو سکتا۔ اور حیدر آباد تک محدود ہے۔

سابق پنجاب میں اسکی کوشش کی گئی لیکن ناکامی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آیا۔ ان علاقوں میں زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت ۱۱۲ تک جا پہنچتا ہے اور موسم سرما میں رات کو درجہ حرارت صفر سے گر جاتا ہے۔ اس لئے کیلا جل جاتا ہے۔ راقم الحروف کو کئی ترقی پسند باغات دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ سابق پنجاب میں ان باغبانوں سے زر کثیر کے خرچ سے بھرائی کیلا لگایا۔ کورے سے بچانے کے لئے بڑی تگ و دو بھی کی۔ لیکن پودے بری طرح متاثر ہو کر مرجھا گئے۔

زرعی یونیورسٹی لائلپور میں بھرائی کیلے کی کاشت عام روی اور دلیسی کیلے کے درمیان کی گئی۔ لیکن یہ اقدامات بھی اس نازک پودے کو محفوظ نہ رکھ سکے۔

لیچی:۔ گرم مرطوب علاقہ کا پھل ہے۔ لیکن آم کی نسبت زیادہ سردی برداشت کر لیتا ہے۔ اگر درجہ حرارت ۲۵ ڈگری تک پہنچ جائے تو پودے کو نقصان پہنچتا ہے خشک گرم موسم اس پھل کے لئے قاتل ہے۔ بعض باغبانوں نے گرم اور خشک علاقوں میں لیچی کاشت کرنے کی کوشش کی اور قدرے کامیابی بھی ہوئی۔ لیکن انہیں بڑی تگ و دو کرنی پڑی۔ زمین میں نمی رکھی گئی۔ اور خشک لو سے بچانے کے لئے گہری نالیوں میں اس کی کاشت کی گئی۔ ملتان کے مقابلے میں لاہور کے مضافات میں اس کے مواقع زیادہ ہیں۔

امرود۔ یہ سخت جان پودا ہے۔ دامان کوہ میں رنگ دکھاتا ہے۔ میدانی علاقے میں اس کا پھل کامیاب ہے۔ لیکن زیادہ سردی برداشت نہیں کرتا۔ اگر درجہ حرارت ۲۸ تک گر جائے تو پتے سرخ ہو کر گرنے شروع ہو جاتے ہیں۔

امرود بارانی علاقوں میں بھی کاشت کیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ زمین میں پانی نزدیک ہو۔

کھجور:۔ یہ نخلستانوں کا پودا ہے۔ نخلستان اور ریگستان میں فرق صرف پانی کی افراط کا ہوتا ہے ورنہ نخلستان میں اتنی ہی گرمی پڑتی ہے۔ جتنی نخلستان کے درختوں کو میسر آتی ہے۔ اس پودے پر خاص طور پر وہ کہاوت صادق آتی ہے کہ سر آگ میں اور پاؤں پانی میں۔ ریتلی زمینوں میں بخوبی ہو سکتا ہے۔
اس درخت کی مخصوص بناوٹ اور اونچائی سے درخت زمین کے نزدیک کی بہت گرم ہوا سے کم گرمی محسوس کرتا ہے۔ لیکن اس درخت کے واسطے دو باتیں مضر ہیں۔ درجہ حرارت ۲۸ سے کم اور پھل پکنے کے بعد بارشیں۔
راقم الحروف نے ضلع ملتان کے جنوبی حصوں شجاع آباد اور جلالپور پیروالا کے علاقوں میں کھجوروں کے بڑے جھنڈ دیکھے۔ لیکن جب پھل پکنے پر آتا اور ساتھ ہی بارشوں کا آغاز ہو جاتا۔ تو کشتیاں کی کشتیاں پستے ہوئے پھل کی معمولی نرخوں پر دینی پڑتیں۔
ملتان اور مظفرگڑھ سے خیرپور ڈویژن کی آب و ہوا کھجور کے لئے بہتر ہے کیونکہ اس ڈویژن میں بارش کم ہوتی ہے اور فصل کو پوری طرح پکنے کا موقعہ میسّر آتا ہے۔ خیرپور کی کھجور اور ڈیرہ اسمٰعیل خاں کی کھجور مغربی پاکستان میں بہترین ہوتی ہے۔

انگور:۔ اس کے لئے سرد اور خشک قسم کی آب و ہوا بہترین ہے۔ اسے کورے سے نقصان نہیں پہنچتا۔ لیکن گرمی کے باعث اس کا چھلکا موٹا ہو جاتا ہے۔ اور بارشیں اسے گلا دیتی ہیں۔ مغربی پاکستان میں کوئٹہ انگور کی پیداوار کے لئے بہترین ہے۔ میدانی علاقوں میں کوششیں کی گئی ہیں۔ لیکن پھل بارشوں سے قبل پک جاتا ہے۔ اس کا چھلکا موٹا ہو جاتا ہے اور ادنےٰ قسم کا انگور بنتا ہے۔

مری کی پہاڑیوں کے دامن میں کوشش کی گئی ہے۔ لیکن اچھا انگور نہیں بنتا

فالسہ:۔ فالسہ عام مغربی پاکستان کے نہری علاقوں میں ہوتا ہے۔ یہ سخت جان پودا ہے۔ گو کہ کہرا اس پہ بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ ننھی کونپلیں اس کے اثر سے مرجھا جاتی ہیں۔ لیکن بہار کے موسم میں دوبارہ پھوٹ پڑتا ہے۔

انجیر:۔ یہ پھلدار پودا پکتے وقت گرم آب و ہوا کا طالب ہے لیکن زیادہ بارش سے پھل خراب ہو جاتا ہے۔ اس لئے مغربی پاکستان کے نہری علاقوں میں آسانی سے کاشت کیا جا سکتا ہے۔ دامن کوہ میں اچھی کاشت ہو سکتی ہے۔

انار:۔ یہ منطقہ حارہ سے نزدیکی علاقوں میں ہوتا ہے اسے ایسی آب و ہوا چاہیئے۔ جو کم مرطوب ہو۔ زیادہ خشک آب و ہوا ملے تو پھل پھٹ جاتے ہیں۔

مغربی پاکستان میں بہترین آب و ہوا اسے پشاور کی وادی میں میسر آتی ہے رطوبت کی خاطر دریائی علاقوں کے نزدیک کاشت کیا جاتا ہے۔

زیتون:۔ یہ بحیرہ روم کے خطے اور اسی آب و ہوا کا پودا ہے اور اس خطے میں زیتون کی کاشت بکثرت کی جا سکتی ہے۔ اس علاقے کے لوگ اپنی چکنائی کی ضروریات کا بڑا حصہ زیتون کے تیل سے حاصل کرتے ہیں۔ اس کی کاشت ترکی لبنان۔ اسرائیل، شام مصر میں ہوتی ہے۔

یہ سدا بہار ہے اور گرم اور خشک علاقے میں کاشت کیا جا سکتا ہے۔ گرمی کو ایک حد تک برداشت کرتا ہے۔ لیکن کورے کو پوری طرح برداشت کر لیتا ہے۔ گرمی کی حد تک اندازہ اس سے لگائیے۔ جب پھول آ رہے ہوں تو زیادہ گرمی کے باعث اس کا پھل جھڑ جاتا ہے۔ گرم علاقوں کی بجائے اسے نسبتاً پہاڑیوں پہ پاکستان میں لگانا بہتر ہے۔

اس پر بھی ابتدائی تجربات ہو رہے ہیں ۔

حاصل کلام پھلوں کو آب و ہوا کے لحاظ سے مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے

۱ - **بلند پہاڑی علاقے** سیب ، اخروٹ ، ناشپاتی کے لئے موزوں ہوتے ہیں ۔ بالخصوص اعلیٰ سیب پانچ ہزار سے سات ہزار فٹ کی بلندی پر ہوتا ہے

درمیانی پہاڑی علاقے ۔ ان پر آلوچہ ۔ خوبانی ۔ وغیرہ ہوتے ہیں ۔ اگر انکو پست علاقوں میں کاشت کریں تو نہیں ہوتے ۔

درمیانہ پہاڑی لیکن خشک علاقے ، ان علاقوں کے انگور موزوں ترین پھل ہے ۔

شمالی نہری میدانی علاقے ۔ مغربی پاکستان میں یہی علاقے ہیں ۔ جہاں سیع تر رقبے میسر آتے ہیں ۔ لوگوں کی خواہش ہے کہ ان میں ہر قسم کا پھل کاشت کیا جائے لیکن آب و ہوا کی حد ہوتی ہے اور ان کی خواہش کے باوجود وہ مندرجہ بالا پھل کاشت نہیں کر سکتے ، لیکن اس کی کسر ترشاوا خاندان کے پھلوں نے نکال دی ہے ۔ مالٹا ۔ سنگترہ ، لیموں ۔ گریپ فروٹ چکوترہ کے لئے یہ بلندی اور آب و ہوا بہترین ہے

جن علاقوں میں زمین زیادہ ہموار ہے ۔ مثلاً ملتان ، مظفر گڑھ ، خیر پور وہاں آم بہترین طرح کاشت کیا جاتا ہے ۔ ویسے اب آم نہری علاقوں میں ہر جگہ ہو جاتا ہے ۔

بیر ، فالسہ ۔ آڑو ۔ میدانی علاقوں میں عام ہو سکتے ہیں ۔

کھجور کے لئے وہ جگہ درکار ہے ۔ جہاں اوپر سے گرمی کی انتہا ہو ۔

لیکن نیچے پانی میسر ہو - خیرپور- ملتان - جھنگ - مظفر گڑھ - بہترین علاقے ہیں -
نیم گرم علاقے ، اس علاقے میں حیدر آباد ریجن آتا ہے - اس میں کیلا کاشت ہو سکتا ہے - اور پاکستان میں کوشش اچھی کی گئی ہے -
نیم گرم ساحلی علاقے - ان میں کراچی کے پاس کا ساحل ہے - جہاں وہی پھل لگانے کی کوشش کی گئی ہے - جو مشرقی پاکستان میں ہوتے ہیں - ان میں پپیتا - ناریل اور انناس شامل ہیں - پپیتا کی کاشت کامیاب ہو چکی ہے - لیکن ناریل اور انناس تجرباتی دور سے گزر رہے ہیں -
بحیرۂ روم والے خطے کی آب وہوا - اور زیتون اس علاقے میں ہو سکتا ہے - پاکستان میں اس کی کاشت بہت پہاڑیوں پر تجرباتی مراحل میں ہے
اس طرح ہر قسم کے باغات کا سلسلہ دراز ہوتا جا رہا ہے -
پپیتا - مشرقی پاکستان میں بخوبی کامیاب ہے - اس کے لئے ایسی آب وہوا درکار ہے - جو گرم مرطوب ہو اور کورے کا خطرہ نہ ہو - کورا اس کے پتے جلا دیتا ہے - پھل کو مرجھا کر گرا دیتا ہے - بلکہ پودے سوکھ جاتے ہیں -
بہترین آب وہوا مغربی پاکستان میں حیدر آباد ریجن کے جنوبی حصوں اور کراچی کی ہے - جو گرم مرطوب ہے - کورے کا خطرہ نہیں ہے -
مغربی پاکستان کے شمالی حصوں میں کوششیں کی گئی ہیں - کورے سے محفوظ رکھنے کے لئے باغوں کے اندرونی حصوں میں لگایا گیا - لیکن اول تو کورا اپنا اثر کرے گا - دوسرے پھل چھوٹا پڑتا ہے -
ناریل - یہ بھی پپیتا کی طرح گرم مرطوب آب وہوا کا پودا ہے اور قیام پاکستان کے وقت صرف مشرقی پاکستان میں ملتا تھا - گو سابق ہندوستان میں مدراس اور بمبئی کے علاقوں میں اسکی کثرت تھی - خشک گرمی برداشت نہیں کر سکتا - جن

علاقوں میں ۶۰ تا ۷۰ انچ بارش ہو۔ وہاں اچھا پھل دیتا ہے۔

مغربی پاکستان میں ساحلی علاقوں پر کوششیں متواتر جاری ہیں۔ اندرون علاقہ تو اس کی کاشت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اننناس — یہ بھی بالا دو پھلوں کی طرح مشرقی پاکستان کے علاقے میں ہوتا ہے۔ اور گرم مرطوب آب و ہوا میں ہوتا ہے۔ لیکن سردی کی بجائے خشکی برداشت کرلیتا ہے۔ مشرقی پاکستان میں اس کی کاشت منافع بخش ہے۔ لیکن مغربی پاکستان کے کسی حصے میں [illegible] آب نہیں ہے۔

رس بھری:— [illegible] پاکستان کی آب و ہوا میں ہو سکتی ہے اور نہری علاقوں اور دامان کوہ میں اسے کیڑے سے بچا لیا جائے تو بکثرت ہو سکتی ہے۔

بیلو:— یہ شاید سب پھلوں میں سخت جان پودا ہے۔ سخت گرمی اور سخت سردی کو برداشت کر لیتا ہے۔ کورے کا اس پر اثر نہیں ہوتا۔

مغربی پاکستان کے میدانی علاقوں میں بخوبی پھلتا پھولتا ہے۔ اس کے پتے اور پھل گرمی میں دھوپ برداشت کر لیتے ہیں اور سرد ہوائیں ان پر اثر نہیں ہوتا۔ اس کی جڑیں دور دور تک زمین کے نیچے چلی جاتی ہیں اور سطح پر رطوبت میں بھی سے آتی ہیں۔ تاہم نہری علاقوں میں اچھے بیر پیدا ہوتے ہیں۔ دیسی بیریوں کو پیوند کیا جا سکتا ہے۔

پہاڑی بلندیوں پر بیر پیدا ہوتا ہے۔ لیکن ادنےٰ قسم کا۔ بارانی۔ ریتیلا اور خشک علاقوں میں بھی بیریاں ملتی ہیں۔ لیکن گھٹیا قسم کی۔

ڈاہ کیڈو — یہ ایک ایسا پھل ہے۔ جس میں چربیلے مادوں کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے۔ مغربی پاکستان میں یا مشرقی پاکستان میں وسیع پیمانے پر اختیار نہیں کیا گیا۔

یہ گرم اور نیم گرم علاقوں میں کامیاب ہوتا ہے۔ سدا بہار ہے۔ سخت جان ہے
مغربی پاکستان میں لائلپور۔ پشاور اور مری کے نزدیک اس کی تجرباتی کاشت
کی جارہی ہے۔ ابتدائی نتائج میسر آئے ہیں۔ جن کی بنا پر ابھی حتمی طور پر
کلچر نہیں کیا جاسکتا۔ جوں جوں تفصیلی نتائج سامنے آئیں گے تو بتایا جاسکیگا
کہ آیا میدانی علاقوں یا کسی اور علاقے میں اس کی کاشت کی سفارش کی جاسکتی
ہے۔

باغات کے لئے موزوں زمین

مغربی پاکستان میں ہر زمیندار کی یہ خواہش ہے کہ وہ باغ لگائے۔ لیکن ہر زمیندار کی یہ خواہش پوری نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ ہر قسم کی زمین باغ کے لئے موزوں نہیں ہوتی۔ عام طور پر زمیندار اپنی فصلوں کو دیکھکر اندازہ لگا لیتے ہیں۔ کہ جب ان کی زمین اچھی فصل دے رہی ہے۔ تو باغ کے لئے بھی موزوں ہوگی۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ فصلوں کی جڑیں زمین سے بہت کم دور نیچے جاتی ہیں اور تھوڑی گہرائی سے پانی اور نمکیات حاصل کرتی ہیں۔ برخلاف اس کے پھلدار پودوں بالخصوص درختوں کی جڑیں اور دور تک جاتی ہیں۔ اب اگر ساری زمین موزوں نہ ہو۔ نیچے ریت، روڑا، کنکر موجود ہو تو باغ کامیاب نہیں ہوگا۔ گو زرعی اعتبار سے وہ اچھی سے اچھی فصل دے رہا ہوگا۔

باغ لگانے سے پیشتر زمیندار کو ظاہری طور پر مندرجہ ذیل باتوں پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ اس کی زمین کس قسم کی ہے۔

۱ - بھاری یا چکنی مٹی والی -

۲ - میرا -

۳ - ہلکی میرا - یعنی ریتیلی میرا -

۴ - ریتلی -

۵ - نمکیات والی زمین یعنے سفید کھور والی -

۶ - " " " " سیاہ کھور والی -

۷ - سیم والی زمین -

بہترین طریق کار یہ ہے کہ زمین یعنے مٹی کا کیمیاوی تجربہ کرا لیا جائے مند
ذیل اداروں سے زمین کے نمونے امتحان کرائے جا سکتے ہیں - نمونے لیتے وقت
پہلے آٹھ فٹوں میں ہر فٹ کا علیحدہ نمونہ حاصل کیا جائے -

ا - زراعتی یونیورسٹی لائیلپور -

ب ایوب ریسرچ انسٹی چوٹ لائیلپور -

ج - زراعتی کالج پشاور یا ترناب انسٹی چوٹ پشاور -

د - زراعتی کالج ٹنڈو جام یا زرعی انسٹی چوٹ ٹنڈو جام

ر زرعی ترقیاتی کارپوریشن کی تجربہ گاہیں -

س - نظامت لینڈ ریکلیمیشن مغلپورہ - لاہور

ص - پاکستانی نیشنل آئل (زرعی شعبہ) کی تجربہ گاہیں -

ان امتحانات کے نتائج لے کر آپ مندرجہ ذیل مقامی شعبہ جات میں مشورہ
کریں -

۱ فروٹ سپلیشلسٹ پشاور (ترناب فارم)

۲ " " لائیلپور

۳ - شعبہ باغبانی زرعی یونیورسٹی - لائل پور
۴ - فروٹ سپلیشٹ - ٹنڈو جام
۵ " " کوئٹہ

آپ کی زمین جس ماہر کے علاقہ میں پڑتی ہو - ان صاحب سے مشورہ کر لیا جائے کہ باغ لگانا موزوں ہے یا نقصان کا موجب ہوگا - دوسرے درجہ پر وہ راستے ہیں جو نیچے درج کیئے جاتے ہیں -

اس فن یعنے مسائل سائنس جاننے والوں کی مدد سے معلوم کریں - کہ نتائج کیا تحریر کرتے ہیں

۱ - کیا زمین میں نباتاتی اور کھادوں کی بنیادی ضروریات نائٹروجن - فاسفورس اور پوٹاش کی کافی مقدار موجود ہے - یا کمی ہے -

۲ - ان بنیادی اجزاء کے علاوہ دوسرے کیمیاوی اجزاء کی مقدار کیا ضروریات کے مطابق ہے

۳ - زمین کی بالائی سطح پر ریت ، کنکر روڑ یا باریک پتھر موٹی ریت کی تہہ تو موجود نہیں -

ہر فٹ پر مٹی کے نمونے اس لحاظ سے کیا نتیجہ بتاتے ہیں - اگر بالائی سطح درست ہے تو کیا نچلے نمونوں میں ریت کنکر - روڑ - کنکری یا باریک پتھر اور موٹی ریت تو نہیں آتی - اگر آتی ہے تو کتنی فٹ گہری ہے

۴ - یہ دن وہ ہیں جہاں سیم اور پانی کی سطح مختلف علاقوں میں بڑھ رہی ہے جہاں آپ اس بات کا نتیجہ لیں گے - کہ پانی کی سطح کتنی گہری ہے قریب سطح پر اگر پانی پہنچ گیا ہو - تو پودے کی جڑیں صحیح طور پر نشوونما نہیں پا سکتیں - یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے - کہ پانی کی سطح آٹھ فٹ

سے کم نہ ہو۔ البتہ اگر یہ علاقہ کسی سکاپ میں آگیا ہو اور کام شروع ہونے وا
ہو۔ تو امید کی جاسکتی ہے کہ پانی کی تہ نیچے چلی جائے گی۔

۵ کئی زمینیں ایسی ہیں جن میں موسم سرما میں پانی کی سطح اگر آٹھ فٹ ہو تو موسم گ
میں چھ فٹ ہو جاتی ہے۔ ایسی زمین پر زیادہ اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ اس
لئے امتحان کراتے وقت صرف موسم سرما کو ملحوظ نہ رکھیں۔ موسم گرما میں امتحان
کرائیں۔

۶ ۔ زمین زیادہ سخت ہو۔ مثلاً چکنی تو پانی آسانی سے نیچے نہیں جاتا۔ اس وجہ
پودوں کی جڑوں کو مناسب ہوا نہیں ملتی۔ بارش اور دوسرا پانی کا بہت بڑا حصہ
اوپر ہی رہتا ہے۔ جڑیں استفادہ نہیں کر سکتی۔

۷ لیکن ریت اور موٹی ریت کا مسئلہ الگ ہے۔ مثلاً تھل کے علاقوں میں
باغ کو جب پانی لگایا جاتا ہے۔ تو اس کا بہت سا حصہ اتنا نیچے چلا جاتا ہے
کہ جڑیں مطلوبہ مقدار میں پانی حاصل نہیں کر سکتیں۔ اسی طرح جب جڑوں
کے نزدیک پانی نہیں ہوتا تو پودے میں حل شدہ کیمیاوی مادے بھی
محلول کی صورت میں نہیں پہنچ سکتے۔

۸ مندرجہ بالا باتوں کا دھیان رکھیں۔
ا ۔ عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ جو زمین فصلوں کے لئے زرخیز ہوتی
ہے۔ باغات بھی اس میں کامیاب ہوتے ہیں۔ لیکن یہ ہر دفعہ صحیح ثابت
نہیں ہوتا۔ اس مقولے کا فائدہ اس طرح اٹھایا جا سکتا ہے۔ کہ اپنی
بہترین زمین کا سائنسی تجزیہ کرائیں۔

ب ۔ اگر زمین قدرے ریتلی ہے تو مناسب پانی گوبر کی کھاد۔ اور مصنوعی
کھاد کا دھیان کریں۔ اگر یہ تینوں چیزیں با افراط میسر آئیں۔ تو بعض قسم

کے باغات لگائے جا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ زمین کی خامی رافر پانی اور کھادوں سے دور کی جائے۔

ج۔ ریتلی اور بھاری ریت والی زمین باغ کے لئے اس طرح تیار ہو سکتی ہے کہ ریت میں نباتاتی مادہ ملایا جائے۔ گوبر کی کھاد ڈالی جائے۔ سبز کھاد کا انتظام کیا جائے۔ اور پانی آہستہ آہستہ اور ایک وقت میں کم مقدار میں دیں تاکہ گہرا نہ چلا جائے۔ تھوڑا اور بار بار نباتاتی مادے اور سبز کھاد کو نگہ کر زمین کا حصہ دے گا۔

ہر چند زمین کے متعلق بنیادی باتیں لکھ دی گئی ہیں۔ لیکن عملی سفارشات بھی ساتھ ہی کی جا رہی ہیں۔ تاکہ ناظرین ہر چیز کو سامنے پائیں۔

ترشادہ خاندان کے پھل ۔ امتحان کا نتیجہ دیکھنے سے آپ کو زمین اور زمین کے پانی میں نمکین مادوں کا پتہ چل سکے گا۔ اگر پانی میں نمکیات کی شرح ۱۔۰ فی صد ہو۔ تو پودوں کی نشو و نما ہو جائیگی۔ لیکن اگر نمکیات کی شرح پانی میں ۰۲۔۰ فی صد ہو جائے تو پودے نہ اگیں گے۔ ویسے زمین میں گوبر کی کھاد اور سبز کھاد ڈالنے سے زمین کو کچھ نہ کچھ بہتر کیا جا سکتا ہے۔ ضلع ساہیوال، لائلپور، گوجرانوالہ اور سرگودھا کی زمینیں بہترین ہیں۔

آم ۔ اس کے لئے بھاری میرا زمین درکار ہے۔ جو دس فٹ گہرائی تک الیسی ہی صورت میں چلی جائے، زیادہ موٹی ریت والی زمین آم کے لئے موزوں نہیں۔ کیونکہ پانی بڑوں سے نیچے دور تک چلا جاتا ہے۔ چکنی زمین میں یہ نقص ہے۔ کہ پانی بڑوں کے نزدیک رہتا ہے۔ اس لئے آم، ملتان، مظفر گڑھ اور خیرپور کے اضلاع میں بہترین ہوتا ہے۔

کیلا ۔ اگر آپ ہندوستان اور مغربی پاکستان کی زمینوں پر نگاہ ڈالیں۔ جہاں

کیلا پیدا ہوتا ہے، تو آپ کو ہماری عام زمینوں میں اور ان میں ایک خاص فرق نظر آئے گا۔ اول تو اس کے لئے ایسی زرخیز زمین چاہیئے جس میں پانی اچھی طرح جذب ہو سکے۔ لیکن اتنا دور نہ جائے جتنا ریتیلے علاقوں میں۔ دوسرے اس زمین میں نباتاتی مادے کی بڑی مقدار ہونی چاہیئے۔ نکیات کی شرح کم ہو۔

سیب - سیب پہاڑوں میں خاص بلندی پر ہوتا ہے۔ لیکن صرف بلندی ہی کافی نہیں۔ زمین ایسی ہونی چاہیئے۔ جہاں پانی بخوبی جذب ہو سکے۔ زمین میں نباتاتی مادہ بھی زیادہ ہونا چاہیئے۔ یہ یاد رہے کہ پہاڑوں کی زمینوں یا ڈھلوان کا باقاعدہ دھیان رکھنا ہوتا ہے تاکہ زرخیز زمین نیچے نہ بہتی رہے۔ زمین کا یہ نقطہ مدنظر رکھ کر نباتاتی۔ دہ اور مصنوعی کھاد بھی ہر سال دیتے ہیں۔ سیب سے ملتی جلتی ہی بہی ہے۔ اس کے لئے اسی قسم کی زمین درکار ہے۔

ناشپاتی - اسے بھی اچھی زمین ملنی چاہیئے۔ زرخیز زمین میں یہ خوب پھل دیتا ہے۔ لیکن سخت جان ہونے کی وجہ سے درمیانہ اور ادنے پہاڑی زمینوں میں بھی کامیاب ہو جاتا ہے۔

آڑو - اس کی دو قسمیں ہیں۔ ویسے تو اچھی زمین اس فصل کے لئے رکھنی چاہیئے لیکن یہ کافی سخت جان ہے۔ ہلکی ریتیلی میرا زمین میں پورا بخوبی پھلتا پھولتا اور پھل دیتا ہے۔ میدانی علاقوں میں نہری علاقے کی زمینیں اس کے لئے بہت اچھی ہے۔ بشرطیکہ سیم تھور کا شکار نہ ہوں۔

آلوچہ - یہ آڑو سے بہتر زمین چاہتا ہے۔ بھاری میرا زمین جس میں کچھ چکنی مٹی بھی شامل ہو۔ اس کے لئے مفید ہے۔ بشرطیکہ اس میں اچھی طرح پانی جذب کرنے کے لئے صلاحیت موجود ہو۔

خوبانی :- اس کے متعلق آب و ہوا کے حالات مخصوص ہیں۔ آلوچہ کی طرح درمیانی

اور بھاری زمین میں ہو سکتی ہے۔ ہلکی زمین میں یہ اچھی فصل نہیں دیتی۔ زمین میں نمی ہونی چاہیے۔ زمین میں نمی ہونی چاہیئے، نباتاتی مادہ بھی ہر وقت کافی مقدار میں موجود ہو۔

بادام ۔ یہ پودا گرم اور ہلکی ریتلی زمین میں نہایت کامیاب رہتا ہے جس قسم کی زمین سے آڑو پیدا کیا جاتا ہے۔ اسی قسم کی زمین میں بادام بھی ہو سکتا ہے ویسے اچھی قسم کے لئے مناسب آب و ہوا اور بلندی کی ضرورت ہے۔

اخروٹ ۔ اس کے لئے درمیانہ قسم کی زمین درکار ہے۔ جو زیادہ بھاری ہو یا زیادہ ہلکی نہ ہو۔ لیکن اسمیں زیادہ نمی نہ رہنی چاہیئے ۔ وہ زمین جہاں سیم اور پانی موجود رہے ۔ اس میں اخروٹ نہیں ہو سکتا۔

چیری ۔ اس کے لئے زرخیز زمین درکار ہے ۔ اس کی جڑیں زیادہ نمی پسند نہیں کرتی۔ اس لئے جن زمینوں میں پانی ٹھیرا رہتا ہو۔ وہاں یہ نشو ونما حاصل نہ کرسکیں گی سیم اور پانی کے ٹھیراؤ والی زمین میں نہ ہو گی ۔ بلکہ اچھی زمین پر کاشت کرتے وقت اسے وٹ پر کاشت کریں۔

مغربی پاکستان میں نہری زمینوں کے پھل

لیچی ۔ اس کے لئے بھاری میرا قسم کی زمین درکار ہے جس میں میگنیشیم کی مقدار بھی مناسب موجود ہو۔ وہ زمین جن میں چونے کی مقدار تین فی صد تک ہو اچھی ہوتی ہے ۔ زمین میں نباتاتی مادہ زیادہ ہونا چاہیئے۔

ضلع لاہور میں لیچی پیدا کی جاتی ہے ۔

امرود ۔ مغربی پاکستان میں آپ جہاں جائیں ۔ امرود آپ کو کامیاب نظر آتا ہے ۔ یعنی نہری زمینوں پر۔ اچھی فصل میرا زمین پر ہوتا ہے ، لیکن سخت

جان ہونے کی وجہ سے ہلکی ریتیلی زمین میں قدرے ہو جاتا ہے اور اچھی زمینوں تک فصل بہتر ہوتی رہیگی۔

لوکاٹ ۔ یہ امرود جتنا سخت جان تو نہیں۔ لیکن پھر بھی نہری زمینوں میں ہر جگہ کامیاب ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے درمیانہ درجہ کی میرا زمین درکار ہے۔ وہ نہری علاقے جہاں زمین ریتلی ہوتی ہے۔ وہاں اس کی فصل بہتر نہیں ہوتی۔

انجیر ۔ یہ بھی تقریباً تمام نہری زمینوں میں کامیاب ہے۔ لیکن اس کے لئے درمیانی میرا قسم کی زمین بہتر ہے۔ جس میں پانی بخوبی جذب ہو سکے۔

انار ۔ بھاری میرا زمین اس کے لئے موزوں ہے۔ ملتان اور پشاور بہترین زمین ہے تاہم درمیانہ قسم کی زمین میں بھی ہو سکتا ہے۔ اور اگر سیم اور تھور کی معمولی لاگ ہو تو بعض اقسام انہیں بھی برداشت کر لیتی ہے۔

بیر ۔ شاید سب سے سخت جان پھل دار درخت ہے۔ ہر قسم کی زمین میں ہو سکتا ہے جس زمین میں میدانی علاقے کے مندرجہ بالا پھل نہ ہوں۔ وہاں بلا تکلیف یہ بیر لگا فصل اچھی ہوگی۔ لیکن کمزور زمینوں میں اگر آپ باقاعدگی سے کھاد دیتے رہیں۔ تو کھاد کی کمی دور ہوتی رہیگی۔

میدانی علاقوں میں نہروں کے علاوہ بارانی میں بیر ملتے ہیں۔ گو یہ اقسام خود رو اور دانے ہوتی ہیں۔

راقم الحروف کا خیال ہے کہ ان علاقوں میں اگر پانی کا انتظام ہو سکے۔ تو بخوبی بیر ہو سکتا ہے۔ اچھے علاقوں میں پیوندی بیر خوب بہار دیتے ہیں۔ مقابلتاً خشک علاقوں میں کانٹے قسم کے بیر ہوتے ہیں۔ ہلکے۔ نیلے علاقوں میں چھوٹے چھوٹے بیر ہوتے ہیں۔

فالسہ ۔ نہری علاقوں میں فالسہ قریباً ساری قسم کی زمینوں پر ہو جاتا ہے

تاہم اگر ریت کی مقدار زیادہ ہو تو فصل کم ہوتی ہے۔
جامن۔ سخت جان ہے۔ امرود کی طرح ہر قسم کی زمین میں ہوتا ہے۔

نئے تجرباتی پھل

مغربی پاکستان میں اس وقت کئی پھلدار پودے اور درخت تجرباتی دور سے گزر رہے ہیں۔ ان میں زیتون ایواکیڈو اور ناریل شامل ہیں۔
زیتون۔ سختی برداشت کرلیتا ہے۔ ہر قسم کی زمین میں کامیاب ہوجاتا ہے جس زمین میں کچھ ریت اور بھاری ریت موجود ہو۔ وہاں بھی کامیاب ہو جاتا ہے۔ خشک زمین میں بھی اچھی پیداوار دیتا ہے۔ مغربی پاکستان میں وزرا او نچے پہاڑوں پر کاشت کرتے ہیں۔
ایواکیڈو۔ ایواکیڈو بھاری میرا زمین میں ہوتا ہے۔ جہاں نباتاتی مادہ پوری طرح موجود ہو۔
گرم علاقوں کے پھل۔ کھجور۔ میرا اور ہلکی ریتلی میرا، گہری زرخیز زمین نہایت موزون ہے۔ لیکن کھجور کا پودا ہر قسم کی زمین یعنی ریتلی سے لے کر چکنی مٹی والی زمینیں میں کامیاب ہوسکتا ہے۔ زیادہ کلر کو بھی برداشت کرسکتا ہے۔ کھجور کی کامیاب کاشت تب بھی ہو جاتی ہے۔ جب زمین میں نمک کی مقدار ۵ء۶ فی صد سے زیادہ نہ ہو۔ لیکن یہ پودا سیاہ کلر کو برداشت نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر سیاہ کلر کی مقدار چار فی صد سے کم ہو تو برداشت کرلیتا ہے۔

راقم الحروف کے سامنے خیرپور کی زمین اور ان کی موجودہ حالت ہے اس وقت خیرپور کی زمین سیم اور تھور سے پوری طرح نبرد آزما ہیں

لیکن کھجور کی فصل بخوبی ہوتی ہے ۔ اور دن بدن زیادہ باغات لگائے جا رہے ہیں ۔

سرد خشک علاقوں کے پھل

انگور :- ایسی ہلکی اور ریتلی اوسط درجہ کی زمین نہایت موزوں ہے جس میں پانی اچھی طرح جذب ہو سکے ۔ اگر زمین میں کیلسیم کی شرح تین سے پانچ فی صد ہو تو بہتر ہے ۔ یہ بات یاد رہے کہ اگر زمین زیادہ زرخیز ہوگی ۔ تو پتے زیادہ ہونگے ۔ اور پھل کم لگے گا ۔

حاصل کلام :- پہاڑی علاقوں میں پانچ سے سات ہزار فیٹ کی بلندی پر بھاری میرا زمین یا بھاری زمین سیب کے لئے وقف رکھیں ۔ نسبتاً کم اونچائی والے حصوں میں اچھی زمین خوبانی کے لئے وقف رکھیں ۔ میدانی علاقوں میں بہترین زمین آم کے لئے وقف کر دیں ۔

درمیانہ درجہ کی زمین میدانی علاقہ میں ترشاوہ پھل ۔ انجیر ، امرود وغیرہ کے لئے رکھیں ۔ بیر اور جامن بہت ہی سخت جان ہیں ۔ میدانی علاقوں میں ہلکی قسم کی زمین میں یہ بخوبی ہو سکتے ہیں ۔

نمکین اور سیم بھور والی زمین میں کھجور ہو سکتی ہے ۔ اگر نمکیات کی شرح ۶۵ فی صد تک اور سیاہ بھور کی شرح چار فی صد بھی ہو تو بھی گرم خطوں میں جہاں نیچے پانی موجود ہو ۔ کھجور پیدا ہو جاتی ہے ۔ تجرباتی پودوں میں زیتون ہے گرم علاقہ اور ریتلی زمین بلکہ وہ زمین جس میں ہلکے کنکر بھی ہوں ۔ وہاں بھی یہ درخت ہو جاتا ہے ۔ ویسے بہت زیادہ گرمی سے بچانے کے لئے ایسے نیم پہاڑی علاقے چنے گئے ہیں ۔ جہاں زیتون کے پودے اگائے گئے

ہیں۔ اور ابھی تجرباتی دور سے گزر رہے ہیں۔

باغات میں آبپاشی

اگر باغات کے پودوں کو پانی کا پورت کہا جائے تو بجا نہ ہوگا۔ اگرچہ اس کتاب میں آپ کو کئی پودوں کے متعلق بتایا جائیگا۔ کہ وہ بارانی زمینوں میں بھی ہو سکتے ہیں مثلاً پہاڑی علاقوں کے نزدیک نالہ۔ لیکن یہ ایک انفرادی کیس ہے۔ پانی کی اشد ضرورت ہوتی ہے اور سابق پنجاب کے نہری علاقوں میں حکومت نے باغوں کے لئے تین گنا پانی کی ایک خاص مقدار مختص کر دی تھی۔ جواب ختم ہے اس لئے نئے باغات کی منصوبہ بندی کرنے والوں کو مندرجہ ذیل باتوں کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔

۱۔ رقبہ جسے باغات میں منتقل کرنا چاہتے ہو
۲۔ آئندہ دس سال تک کتنا رقبہ باغات کے اندر آئیں گے۔
۳۔ کیا آپ کو ٹیوب ول لگانا ہوگا۔
۴۔ کیا لفٹ اری گیشن کا کوئی انتظام ہو سکتا ہے۔
۵۔ کیا رہٹ کام دے سکیگا۔
۶۔ کیا سپرنکل اری گیشن بھی کرنا ہوگا۔

یہ وہ باتیں ہیں۔ جن پر توجہ اتنی ہی ضروری ہے جتنی کسی اور مسئلہ کی طرف۔ کیونکہ باغات پانی کی مزید سپلائی کے بغیر نشو و نما نہ پاسکیں گے۔ دوسرا سوال سرمائے کا ہے۔

یہ درست ہے۔ کہ حکومت نے زرعی ترقیاتی بنک کی سہولتیں فراہم کر دی ہیں۔ تاہم مقامی منیجر کو اس ضمن میں مشورہ میں شریک کر کے منصوبہ بندی کریں۔

بہت سے اُجڑے ہوئے باغات پانی کی کمی کا شکار ہیں۔

کم رقبہ کے باغات ۔ اگر آپ کے مجوزہ باغ کا رقبہ چند ایکڑ ہے تو آپ کو ٹیوب ویل لگانا گراں رہیگا ۔ اگر آپ کے باغ کے ملحق کوئی ٹیوب ویل موجود ہے تو قیمتاً پانی خرید کر پانی کی مزید ضروریات کا انتظام ہو سکتا ہے۔ دس ایکڑ تک راہٹ لگایا جا سکتا ہے۔ لیکن لوگ رہٹ چھوڑ کر مشینری کی طرف آ رہے ہیں ۔ اس لئے اگر آپ کے باغ کا رقبہ آٹھ ایکڑ سے زاید ہو تو راہٹ سے اوپر سوچیں ۔

نصف مربعے زمین سے زیادہ رقبہ کے باغات

اتنے وسیع باغ میں رہٹ سے کام نہ چلیگا ۔ اگر آپ کے نزدیک بجلی کی لائن گزرتی ہے تو بجلی کا کنکشن آپ کو آسانی سے مل جائیگا ۔ اور آپ بجلی کے ذریعے چلنے والا ٹیوب ویل لگائیں ۔ اسوقت ملک میں بھی بجلی کی اچھی موٹریں بننا شروع ہو گئی ہیں ۔ مثلاً بیکو کی موٹر ۔ باہر سے درآمدہ موٹروں کے پرزوں کو جوڑ کر ارزاں موٹر بنا دی جاتی ہے ۔ ان میں سیمین مشہور ہے ۔ یہ دو موٹریں محض آپ کی راہنمائی کے لئے لکھ دی گئی ہیں ۔ ورنہ جب آپ یہ کام اختیار کریں گے ۔ تو آپ کو اس دائرہ میں مطلوب مشینری کا مکمل پتہ چل جائے گا ۔

ڈیزل سے چلنے والا ٹیوب ویل بذاتِ خود ایک مسئلہ ہے ۔ ترقی دادہ اضلاع مثلاً لائلپور اور شاید ساہیوال میں بھی تیل کی سپلائی کا مسئلہ

اس طرح عمل کیا جا رہا ہے کہ منکہ گاڑیاں گاؤں میں پہنچ جاتی ہے اور لوگ اپنے ڈرم تیل سے بھر کر رکھ لیتے ہیں۔ اور اس طرح انہیں شہر نہیں جانا پڑتا۔ لیکن باقی اضلاع میں بالخصوص ایسے اضلاع میں جہاں پکی سڑکوں کی کمی ہے ایسی سہولتیں ملنا مشکل ہیں۔ اس لئے نئے باغات لگانے والوں کو مشورہ دیا جاتا ہے۔ کہ جب تک تیل کا تسلی بخش بندوبست نہ ہو۔ خواہ انتظار کرنا پڑے۔ آغاز ہی سے بجلی کا ٹیوب ول لگوائیں۔ کیونکہ ڈیزل سے چلنے والے ٹیوب ول پر ایک تو خرچ زیادہ آتا ہے اور دوسرے تیل کا منگوانا اور سٹور کرنا ایک مسئلہ بنا رہتا ہے۔

پانی کی ضرورت:۔ پودا پانی کے ذریعے زمین سے کھادیں اور نمکیات حاصل کرتا ہے اور پانی ہی سے اپنے جسم کے مختلف حصوں میں خوراک پہنچاتا ہے اسی کے توسط سے پھول بنتے ہیں اور پھل لگتا ہے۔ اس لئے پانی صحیح مقدار میں بہم پہنچانا اشد ضروری ہے۔

کسی باغ میں پانی کی کتنی ضرورت ہے اس کو بادی النظر میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا انحصار بہت سی باتوں پر ہے جن میں اہم مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ آب و ہوا
۲۔ زمین کی قسم
۳۔ پودوں کی عمر اور پودوں کی قسم۔
۴ پانی دینے کا انتظام
۵ پودوں میں پھول اور پھل کا موسم
۶۔ باغ میں دیگر فصلوں کی کاشت
۷۔ کھاد کا استعمال۔

۸ - نازک مرحلے -

آب وہوا - آب وہوا کا باغات سے براہِ راست تعلق ہے اور اس پر ایک باب سپردِ قلم کیا گیا ہے - اگر آپ کو اس میں دی گئی - گزارشات یاد ہوں تو لکھا گیا تھا - کہ جن علاقوں ۲۵ تا ۳۶ انچ بارش سالانہ ہوتی ہے - اور بارش کی تقسیم سالانہ موزوں ہے - یعنی سارے موسموں میں اس کی تقسیم برابر ہے وہاں باغات صرف بارش سے ہو جاتے ہیں - لیکن بارش اس سے کم ہو - تو مصنوعی طریقوں پر عمل کرنا پڑتا ہے - وہ اضلاع جہاں بیس انچ سے زیادہ بارش ہوتی ہے - پانی کی کم مقدار میں ضرورت ہوتی ہے - دریاؤں کے نزدیک بھی کم ضرورت ہے -

لیکن وہ باغات جو بہت گرم علاقوں میں لگائے گئے ہیں - مثلاً تھل - لائیلپور - سرگودھا - ساہیوال ، ملتان ، گرما میں انہیں کم وبیش ہفتہ میں ایک بار پانی دینا پڑتا ہے -

زمین کی قسم - زمین کا پانی کے انجذاب سے براہِ راست تعلق ہے - بھاری اور چکنی زمین پانی کو جذب کر کے اپنے اندر زیادہ دیر برقرار رکھ سکتی ہے - بھاری میرا زمین بہت موزوں ہے - اس میں وقفہ زیادہ کیا سکتا ہے بالخصوص موسم سرما میں چودہ دن بعد پانی دیا سکتا ہے -

لیکن جہاں ریتلی میرا زمین پر باغات لگائے گئے ہیں - مثلاً تھل میں وہاں زیادہ پانی درکار ہے - ان زمینوں میں اتنی صلاحیت نہیں ہوتی - کہ اسفنج کی طرح پانی کو اپنے اندر قائم رکھ سکیں -

کئی ممالک میں ریتلی زمینوں پر باغات لگائے گئے ہیں - آبپاشی کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے - کھال کے ذریعہ پانی دینا اور سپرنکلی اریگیشن - آخرالذکر

طریقہ ظاہری طور پر مہنگا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن کامیاب ثابت ہوا ہے اور سستا بھی۔ کیونکہ پانی جڑوں تک جا کر رہجاتا ہے، اور تیز و بہاؤ نہ ہونے کیوجہ سے نیچے نہیں چلا جاتا۔

۳۔ پودوں کی عمر اور قسم

پہلے قسم کو لیجئے۔ پودوں میں ایسے پودے بھی ہیں۔ مثلاً فالسہ۔ انہیں کم پانی کی ضرورت ہوتی ہے اور ایسے بھی ہیں جیسے کیلا۔ اس کے پتے بہت چوڑے ہوتے ہیں، اس کو پانی کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ کھجور بھی ہے کہ جب ایک بار جڑیں کسی پانی کے ذریعے کے نزدیک پہنچ جائیں تو اپنا اور درخت کا گزارہ کرتی رہتی ہیں اور پیچھے بھی ہے۔ جنکو پانی کی ضروریات زیادہ ہیں۔

تاہم چھوٹی عمر کے پودوں کی پانی کی ضروریات زیادہ ہوتی ہیں۔ پنیری کے طور پر لگائے گئے پودوں گملے میں لگائے گئے پودوں کو فوارہ سے صبح و شام پانی دینا پڑتا ہے۔

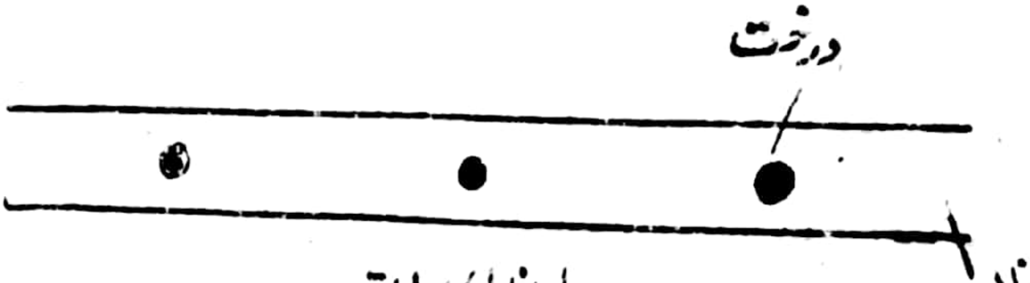
جیسے بڑے پودوں میں پانی کی ضرورت کا احساس شام کے وقت مرجھائے ہوئے پتوں میں ہو جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پودے کو پانی کی ضرورت بری طرح درپیش ہے۔

۴۔ پانی دینے کا نظام

اس پر بہت کچھ منحصر ہے۔

ا۔ پرانا طریقہ: پرانے زمانے میں وہ لوگ جو آبپاشی کے بنیادی اصولوں سے واقف نہ تھے۔ مندرجہ ذیل تصویر کے مطابق درختوں اور پودوں کو پانی

لگاتے تھے ۔ اسے پرانا نالی کا طریقہ کہتے ہیں ۔

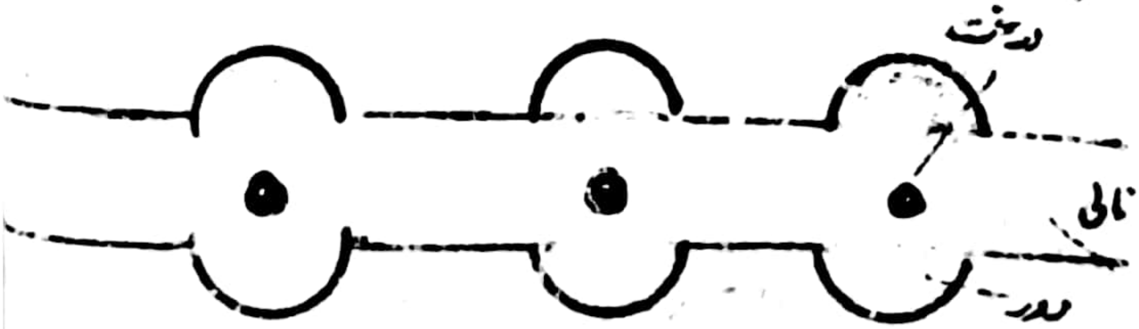


پرانا نالی کا طریقہ

• آج بھی جن لوگوں کو صحیح طور پر پانی دینے کا طریقہ معلوم نہیں ۔ یہی طریقہ استعمال کرتے ہیں وہ درختوں کے تنوں کے دو طرف ایک نالی کھود لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ پانی از خود ضرورت کے مطابق درخت کو مل جائیگا ۔

لیکن درخت کی جڑیں دور جا چکی ہوتی ہیں ۔ اور پانی تنے سے ٹکراتا آگے نکل جاتا ہے ۔ بلکہ تنا پانی سے بہاؤ کو روکتا ہے ۔ اس کی رفتار کم کر دیتا ہے یہ طریقہ کئی اور نقائص کا حامل بھی ہے ۔ تنا گل سڑ سکتا ہے اسے آتی کی بیماری لگ سکتی ہے ۔ پودے کو کھاد دینے میں یہ طریقہ سدِ راہ ہے ۔

نالی کا ترمیم شدہ طریقہ :- اسمیں ہر درخت یا پھلدار پودے کے پاس آکر نالی کو گول دور کی شکل میں بنا دیا جاتا ہے ۔ جس طرح تصویر سے ظاہر ہے :- طریقہ گو پرانے طریقے سے بہتر ہے ۔ دور کی وجہ سے پانی پودوں کی جڑوں کو بھی میسر آتا ہے ۔ لیکن اس میں مندرجہ بالا طریقے کی اکثر خامیاں بحال رہتی ہیں ۔ لہذا یہ طریقہ بھی ترک کر دینا چاہیے ۔



نالی کا ترمیم شدہ طریقہ

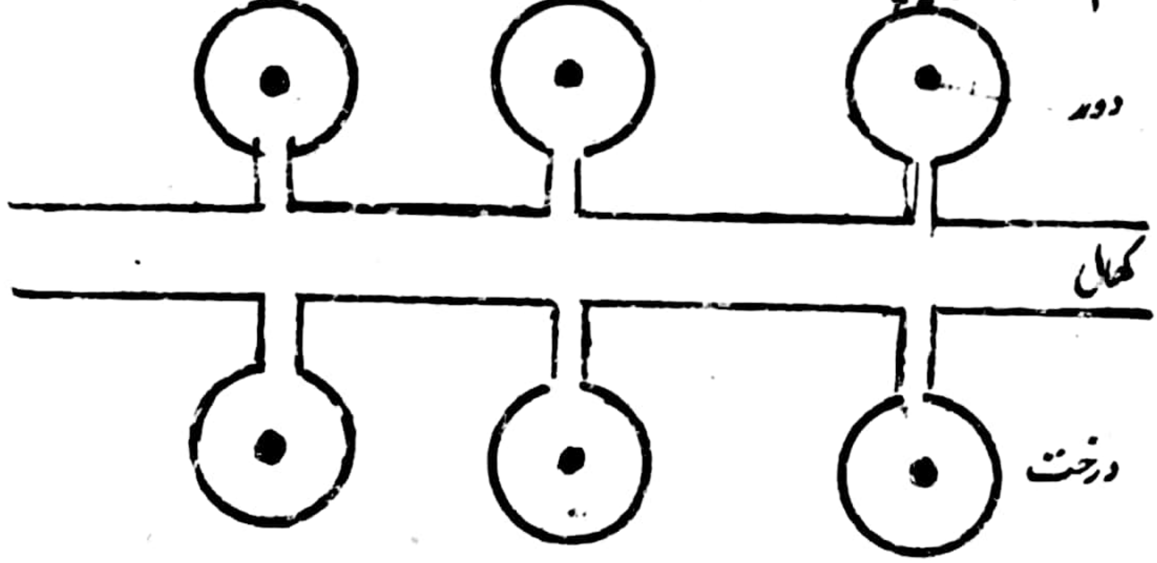
کھال کیاری سسٹم :۔ اس طریقے میں مندرجہ بالا دونوں طریقوں کی خامیاں دور کی گئی ہیں۔ اس میں بجائے اس کے کہ پانی کی نالی درختوں کو چھوتی ہوئی نکلے درختوں کی قطاروں کے درمیان سے متوازی نکلتی ہے۔ اور ہر درخت کا اپنا موزوں سائز کا دور بنا دیا جاتا ہے۔

۱ ہر درخت کا اپنا دور ہوتا ہے اور اسے ضرورت کے مطابق پانی ملتا ہے۔

۲ ۔ پانی کا بہاؤ درختوں سے نہیں ٹکراتا۔ پانی کی رفتار میں فرق نہیں پڑتا۔

۳ ۔ ایک درخت کی بیماری وہیں رہتی ہے۔

۴ ۔ یہ طریقہ پودے کے جوان ہونے سے قبل تک اچھا ہے۔



کھلا طریقہ :۔ باغ کی زندگی میں ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب درخت بڑے ہو جاتے ہیں۔ پانی کی ضروریات کم ہو جاتی ہیں یا باغ میں فصل کاشت کرنی ہوتی ہے۔ تو دور ختم کر دیئے جاتے ہیں۔

فوارہ ۔ محدود طور پر فوارہ صرف نرسری کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

لیکن سپرنکل اری گیشن ٹرائل ہے اور اگر اسے صحیح طور پر ریتلی زمینوں پر آزمایا جا
تو خوب رہتا ہے

پھول اور پھل کا موسم

پھلدار پودے کی زندگی میں یہ دو وقت بہت اہم ہیں۔ ان سے پھل پانی کی
ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے پودے کی ماہیانہ ضرورتوں کے علاوہ مزید پانی
ان دنوں دینا چاہیئے۔

باغ میں دیگر فصلوں کی کاشت

باغات میں قانوناً تمام فصلوں کے لگانے کی اجازت نہیں۔ صرف چند
کی اجازت ہے۔ جن میں پھلی دار فصلیں مثلاً برسیم شفتل۔ گوارا۔ دالیں اور سبزیا
شامل ہے۔ جب آپ یہ فصلیں کاشت کرینگے۔ تو آپ کو پانی کی ضروریات کا
از سر نو تعین کرنا ہوگا۔ نہری علاقوں میں جہاں زمین کا پانی سیلاب کیا جاتا ہے
یہ فصلیں بھی ساتھ ساتھ اسی پانی میں ہو جاتی ہیں۔ لیکن جہاں پانی اپنے نرخ پر
خریدنا ہوتا ہے۔ وہاں آپ کو مزید پانی کا تعین کرنا ہوگا۔

کھاد کا استعمال :۔ کھاد کے فوراً بعد پانی دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔
بالخصوص کیمیاوی کھاد کے بعد۔ اس لئے جب آپ امونیم سلفیٹ۔ یوریا
سپر فاسفیٹ۔ امونیم فاسفیٹ یا پوٹاش وغیرہ کوئی کھاد دیں۔ تو پانی لگائیں

باغ کے نازک مرحلے | ان میں پانی کی بندش ضرورت ہے۔ پانی
کی بندش سال میں دو مرتبہ محکمہ نہر کا معمول
ہے۔ بہتر یہ ہے کہ بندش کے متعلق اطلاع رکھیں۔ اور بندش سے پیشتر باغ کو خوب

پانی دیں۔

دوسرا نازک مرحلہ کورا ہے۔ جب کورا پڑ رہا ہو۔ تو پانی سے دَور بھر دیں۔ یہ کورے کے نقصان کو بہت کم کرتا ہے۔

زیادہ گرمی۔ مئی، جون اور جولائی بھی بڑا نازک مرحلہ ہوتا ہے۔ اس وقت پانی کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ اگر مناسب پانی نہ ملے۔ تو پھل جھڑ جاتا ہے یا اندر سے خشک ہو جاتا ہے۔ اس وقت زندگی کے لئے پھلوں اور پتوں میں مقابلہ ہوتا ہے۔ پتے پھلوں سے پانی کھینچ لیتے ہیں۔ وہ خود زندہ رہنے کے لئے پھلوں کو گویا ختم کر دیتے ہیں۔

باغوں کے لئے کھاد

جہاں باغ کے لئے اچھے پودے۔ اچھے بیج۔ قلم۔ داب۔ بغل گیر پیوند بروقت گڑھے کھودنے، گڑھے میں پودا لگانے اور مناسب پانی دینے کی ضرورت ہے۔ وہاں کھاد کی بھی اشد ضرورت ہوتی ہے اور یہی وہ مقام ہے جس پر باغبانوں نے وہ توجہ نہیں دی جس کی اہمیت مسلّم ہے۔

راقم الحروف نے دیسی قسم کے باغوں میں دیکھا ہے۔ کہ کھاد نام کی کوئی چیز کبھی استعمال نہیں کی گئی۔ زیادہ سے زیادہ درختوں کے گرد دور بنا دیئے جاتے ہیں۔ اور پانی دے دیا جاتا ہے۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ اس ملک میں ایسے اعداد و شمار بھی موجود نہیں جن سے معلوم ہو سکے کہ جن پودوں کو کھاد دی گئی ان سے کتنا پھل برداشت کیا۔

اور جن پودوں کو کھاد نہ دی گئی۔ ان سے کتنا پھل کم ملا۔

اقوامِ متحدہ کے ادارۂ خوراک نے جہاں فصلات پر مختلف مما
تقابلی تجربات کئے ہیں وہاں پھول پر بھی کچھ نہ کچھ کام کیا۔ اور اپنے تجر
کے نتائج شائع کئے۔ کچھ حوالہ جات مندرجہ ذیل ہیں۔

ملایا میں تیل پام پر تجربہ کیا گیا۔ جن درختوں کو کھاد نہ دی گئی۔ ان م
سالوں میں پھل ۴۳۲ پونڈ ہوا۔ جن کو کھاد دی گئی۔ ان میں اعداد و شما

فی درخت کھاد	امونیم سلفیٹ ۲ پونڈ	۶۳۹ پونڈ	امونیم سلفیٹ	۴
	فاسفیٹ ۳ پونڈ		فاسفیٹ	۶
	پوٹاش ۲ ״		پوٹاش	۴

یعنی اگر باغبان پرانی ڈگر پر قائم رہتا اور کھاد نہ دیتا۔ تو کتنی معمولی
میں پھل حاصل کرتا۔ اور جب ہر درخت کو معمولی سی کھاد دی گئی۔ تو کتنا
ہوا۔ یعنے دگنے سے زیادہ۔ کھاد کا خرچ نکال کر بھی باغبان کو فائد

شام میں زیتون پر دو جگہ تجربہ کیا گیا۔ وہ پودے جو ساحلی علاقو
واقع تھے۔ اور وہ پودے جو مغربی میدانوں اور پہاڑیوں پر وا
اعداد و شمار نتائج کے متعلق مندرجہ ذیل ہیں۔

ساحلی علاقہ		پہاڑی علاقہ	
کھاد نہ ڈالی گئی۔	۱۴ پونڈ فی درخت	کھاد نہ ڈالی گئی	۴
نائٹروجن ۰.۶ پونڈ		نائٹروجن ۰.۶ فی پونڈ	
فاسفورس ۰.۵ ״	۲۲ پونڈ فی درخت	فاسفورس ۰.۵ ״	
پوٹاش ۰.۶ ״		پوٹاش ۰.۶	

لنکا میں ناریل پر تجربہ کیا گیا نتائج مندرجہ ذیل تھے۔

صرف نائٹروجن کھاد ۴۳ ناریل وس درختوں

۔۔ ۔۔ فاسفورس ۶۷ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

پوٹاش ۲۷۳ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

تینوں کھادیں ملا کر ۶۰۴ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

ایوری کوسٹ میں ناریل پر تجربہ ہوا نتائج مندرجہ ذیل ہیں۔

جب کھاد نہ ڈالی گئی فی ہکٹر پھل ۲۸۰ سیر

۔۔ ۷۵ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۲۰۰۰ سیر

یہ کھاد صرف پوٹاش تھی۔

ایوری کوسٹ میں ایک اور جگہ ناریل پر تجربہ ہوا

جب کھاد نہ ڈالی گئی ۱۱۰۰ سیر کھوپرے فی ہکٹر

۱۴۰ پونڈ ڈالی گئی (فی ہکٹر) ۲۱۰۰ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

ترشاوہ پھلوں پر جنوبی امریکہ میں میں تجربات ہوئے۔ نتائج یہ تھے۔

کھاد نہ ڈالی گئی ۳۴۳ سنگترے فی درخت

نائٹروجن ۰۰۶ سیر
فاسفورس ۰.۰۷ ۔۔
پوٹاش ۱.۱ ۔۔
} فی درخت ۵۶۸ سنگترے فی درخت

انناس پر ستیران میں تجربات ہوئے۔ نتائج مندرجہ ذیل ہیں۔

کھاد نہ ڈالی گئی۔ ۳۸۰۹ پھل سیروں میں فی پلاٹ

نائٹروجن ۲۵۰ سیر
فاسفورس ۸۰ سیر
پوٹاش ۲۵۰ ۔۔
} فی ہکٹر ۱۰۸۰۶ پھل سیروں میں فی پلاٹ

گنی میں کیلے پر تجربہ ہوا۔ اور یہ نتیجہ برآمد ہوا۔
جب کھاد نہ ڈالی گئی۔ ۶۷ ٹن فی ایکڑ

نائٹروجن ۱۴۰ سیر
فاسفورس ۱۷۰ سیر
پوٹاش ۶۴۰ سیر
فی ہکٹر ۹۲.۰۵ ٹن فی ہکٹر

ان اعداد و شمار میں تقریباً تمام قسم کے پھل اور ان کی پیداوار ظاہر کیلے، اناناس، ترشاوہ پھل۔ ناریل۔ تاڑ، زیتون پر اس طرح روش ڈالی گئی ہے کہ نہ صرف یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ کھاد ڈالنے کا کتنا فائدہ ہوا یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ کتنی کھاد مفید رہی۔

ہر ملک کے زمین اور اس میں مختلف حصوں کی زمین اور مختلف اضلا زمین۔ بلکہ محدود علاقوں میں مختلف ٹکڑوں کی زمین میں کیمیاوی فرق ہو اس لئے کھاد کی شرح بھی مختلف ہوتی ہے۔ جن ملکوں تجربہ ہوا ہے ان پوٹاش کی کمی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن مغربی پاکستان میں زیادہ تر نائٹروجن کی اس لئے یہ اعداد و شمار براہِ راست تو کار آمد نہیں۔ لیکن اس سے مصنوع ڈالنے کی افادیت پوری طرح واضح ہو گئی ہے۔

مختلف قسم کی کھادیں

کمپوسٹ۔ یہ وہ کھاد ہے۔ جو پتوں۔ شاخوں۔ ٹہنیوں کو گڑھے دبا کر بنائی جاتی ہے۔ کمپوسٹ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک لمبوترا گ اونچی جگہ کھود دیں۔ اور باغ میں جو پتے گھاس پھوس میسر آئے۔ ای رکھ کر ڈالتے جائیں اور اس پر آخر میں مٹی ڈال دیں۔ ۶ ماہ بعد یہ پتے

ائیں گے۔ اور مٹی ہٹانے پر آپ کو گلی سڑی کھاد ملیگی۔

اپنی کوالٹی کے اعتبار سے یہ گوبر کی کھاد کے ہم پلہ قرار نہیں دی جاسکتی۔ لیکن اس کی افادیت اس بات پر منحصر ہے کہ سب کچھ باغ میں بلا قیمت میسر آتا ہے۔ اور محض تھوڑی سی محنت کے بعد بلا قیمت کھاد تیار ہو جاتی ہے۔

سبز کھاد۔ اس کی افادیت میں بھی کلام نہیں۔ اسی کتاب میں ذکر کیا گیا ہے جب نیا باغبان یہ فیصلہ کرے کہ اس نے باغ لگانا ہے تو موسم کے لحاظ سے کوئی نہ کوئی ایسی فصل کاشت کر دے جسے کھاد کے طور پر دبایا جا سکے۔ مثلاً گوارا خریف میں اور برسیم اور ربیع میں۔ ڈھانچا بھی لگا کر دبایا جاسکتا ہے تاکہ جس وقت آپ گڑھے کھدوائیں۔ زمین زرخیز ہو چکی ہو۔

تیار باغ کی زمین کی زرخیزی بحال رکھنا از بس ضروری ہے۔ اگر درخت چھوٹے ہوں۔ مثلاً آم کے تو آپ گوارا کاشت کر سکتے ہیں۔ اور موقعہ آنے پر اسے دبا دیں گے۔ ترشاوہ پھلوں کے باغوں میں برسیم کاشت کر کے دبا دیں۔

گوبر والی کھاد۔ گوبر والی کھاد کا فائدہ تب ہے۔ جب یہ گلی سڑی ڈالی جائے۔ اس کے لئے آپ کو باغ کے کنارے پر کھاد کے گڑھے بنانے ہوں گے۔ جن کا اصول وہی ہے جو کمپوسٹ کے گڑھوں کا تھا۔ لیکن کوالٹی کے لحاظ سے یہ کمپوسٹ سے بہتر ہوتی ہے۔

ماہرین نے جو اندازے لگائے ہیں۔ اس سے گوبر کی کھاد کا کچھ نہ کچھ اندازہ مندرجہ ذیل ہے۔

	دیسی کھاد
مالٹا	۴۰ تا ۵۰ سیر
سنگترہ	۴۰ تا ۵۰ سیر

مٹھا ۴۰ تا ۵۰ سیر

لیموں ۴۰ تا ۵۰ سیر

آم ۵۰ تا ۶۰ سیر

پہاڑوں میں زمین میں نائٹروجن کی اتنی کمی نہیں۔ جتنی میدانی علاقوں میں ہے۔ اس لئے کھاد کی ضروریات، کم ہیں۔ پھر بھی یہ فرق اتنا زیادہ نمایاں نہیں ہے۔

سیب ۴۰ سیر

ناشپاتی ۴۰ سیر

آڑو ۳۵ سیر

خوبانی ۳۵ سیر

بادام ۳۵ سیر

اگر ان کے پودے بہت زیادہ بڑے ہوجائیں ۔ تو ۴۰ سیر ڈالیں ۔

تیسری قسم کے پودے وہ ہیں۔ جن کی کھاد کی ضروریات کم ہیں ۔

فالسہ ۲۰ سیر

انگور ۲۰ سیر

مزید چھوٹے قد والے پودے ۔ پندرہ تا ۲۰ سیر۔

لیکن ترقی کے اس دور میں باغبان کو صرف دیسی کھاد تک محدود نہیں رہنا چاہئیے۔ اور اپنے باغ کی زمینوں کا معائنہ کرانا چاہئیے۔ زمین کے معائنہ کے لئے مندرجہ ذیل اداروں سے رجوع کریں ۔

۱۔ زرعی یونیورسٹی لائل پور۔

۲۔ ایوب ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لائل پور۔

۲ - زرعی ترقیاتی کارپوریشن لاہور
۴ ڈائریکٹوریٹ اصلاح اراضی
۵ - پی - این - او کراچی زرعی ڈویژن

جہاں تک میدانی علاقوں کا تعلق ہے - زیادہ تر کمی نائٹروجن کی ہو گی - لیکن دوسرے علاقوں میں ممکن ہے - فاسفورس کی بھی کمی ہو - چنانچہ گوبر کی کھاد کے ساتھ ساتھ جب آپ مصنوعی کھاد ڈالیں تو یہ بات آپ کے سامنے ہونی چاہیئے - کہ آپ کے باغ کی مٹی میں کونسے عنصر کی کمی ہے - لہذا جہاں امونیم سلفیٹ یا یوریا نائٹروجن کی کمی کے لئے ڈالیں - وہاں فاسفیٹ فاسفورس کی کمی پوری کرنے کے لئے ڈالیں -

اگر کمی صرف نائٹروجن کی ہو - تو مندرجہ ذیل کی سفارش کی جاتی ہے -

	گوبر کی کھاد	یوریا
مالٹا	۲۰ سیر	۲ پونڈ
سنگترہ	۲۰ سیر	۲ پونڈ
کاغذی لیموں	۲۰ سیر	۲ "
مٹھا	۲۰ سیر	۲ "
آم	۳۰ سیر	۳ "
سیب	۱۵ سیر	۱ "
ناشپاتی	۱۵ سیر	۱ "
آڑو	۱۵ سیر	۱ "
آلوچہ	۱۵ سیر	۱ "
خوبانی	۱۵ سیر	۱ "

بادام	۱۵ سیر	۱ پونڈ
فالسہ	۱۰ سیر	۱ "
انگور	۱۰ سیر	۱ "

چھوٹے پودوں کی کھاد کی ضروریات اتنی نہیں ہیں۔ عمر کے مطابق ہم انہیں کم کر سکتے ہیں۔

کھاد دینے کا طریقہ ۔ کھاد کا انحصار بھی کئی باتوں پہ ہے۔ مثلاً

ا۔ میدانی علاقے کے پھل۔

ب۔ پہاڑی علاقے کے پھل۔

پھر ان میں یہ دیکھنا ہے کہ پھول کس موسم میں آتے ہیں۔ پھل کس موسم میں لگتا ہے۔ کھاد دینے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ کھاد کی وجہ سے پودے پر زیادہ سے زیادہ پھول آئیں۔ اور زیادہ سے زیادہ پھل لگے۔ بے وقت کھاد دینے سے صرف پتے بڑھیں گے۔

چنانچہ علاقہ پہاڑی ہو۔ تو برف سے قبل کھاد ڈالیں۔ جب برف پگھلے گی۔ تو پانی کھاد کو حل کر کے پودے کے ارد گرد جذب ہو جائے گا۔ اور کھاد کو پودے کی جڑوں تک پہنچا دے گا۔ پودوں کی جڑیں ہی پانی اور کھاد کا محلول پودے کی شاخوں تک پہنچاتی ہیں۔ جب کھادیں بروقت پہنچیں گی تو خوب پھول پیدا ہونگے۔

پہاڑی علاقوں میں اکثر پودے ماہ جنوری کے آغاز ہی میں پھول لے آتے ہیں۔

لہذا پھول آنے سے پیشتر چودہ دن کا وقفہ کھاد ڈالنے کے لئے بہترین ہے۔

میدانی علاقوں میں سٹرس کو لیجیئے۔ اس کا پھول آنے کا موسم اور ہے اور آم کا اور۔ ان پھلوں کو بھی پھول آنے سے پیشتر پندرہ دن پہلے کھاد دیں اور اگر آپ کھاد کو دو حصوں میں تقسیم کر دیں۔ یعنی نصف کھاد پھول سے قبل اور نصف پھلوں سے اور نصف پھلوں سے قبل تو بڑا فائدہ ہوتا ہے۔

کھاد ڈالنا بڑا فن ہے۔ پھلدار درختوں کو لیجیئے۔ آم میں خاص طور پہ جڑیں بہت دور دور تک جا چکی ہوتی ہیں۔ اس لئے تنے کے آس پاس کھاد ڈال کر یہ سمجھ لینا کہ کھاد ڈال دی گئی۔ بڑی غلطی ہے آپ پانی کے پورے دور میں کھاد بکھیریں اور پھر پانی دے دیں۔

مصنوعی کھادوں میں پانی فوری طور پہ دینا اشد ضروری ہے۔

چند قابلِ ذکر کھادیں

۱ - پتوں کی کھاد۔ اس میں نائٹروجن۔ فاسفورس اور پوٹاش تینوں موجود ہیں۔ پوٹاش بہت ہی قلیل مقدار میں ہوتی ہے۔

۲ - سبز کھاد۔ اس میں بھی تینوں اجزا مندرجہ بالا موجود ہوتے ہیں۔ زیادہ مقدار نائٹروجن کی ہوتی ہے۔

۳ - گوبر کی کھاد۔ گلی سڑی کھاد کی افادیت زیادہ ہے۔ اس میں تینوں اجزا موجود ہوتے ہیں۔

۴ ایمونیم سلفیٹ ⎫
۵ ایمونیم نائٹریٹ ⎭ نائٹروجن مہیا کرتی ہیں۔

۶ یوریا۔

۷ ایمونیم فاسفیٹ۔ نائٹروجن اور فاسفورس مہیا کرتی ہے۔

۸ ۔ سپر فاسفیٹ ۔ صرف فاسفورس مہیا کرتی ہے ۔

۹ ۔ پوٹاسیم سلفیٹ } پوٹاش سپلائی کرتی ہے
۱۰ ۔ پوٹاسیم میوریٹ }

بعض حضرات اب توریا اور ارنڈ کی کھلی کا استعمال کرتے ہیں۔ کھلی میں پروٹین زیادہ ہوتی ہے ۔ جو نائٹروجن سے مرکب ہوتی ہے۔ لہذا کھلی کو کھاد کے طور پر استعمال کرنے کا مقصد نائٹروجن مہیا کرنا ہے ۔ لیکن کھلی کی قیمت اتنی زیادہ ہے کہ عام فرد کے بس کی بات نہیں ۔

کھاد نہ ڈالنے کا انجام

۱ ۔ پودوں کے نشوونما رک جاتی ہے ۔
۲ ۔ پھول کم لگتے ہیں ۔
۳ ۔ پتے زرد اور خشک ہو کر جھڑنے لگتے ہیں ۔
۴ ۔ پھل کم لگتا ہے ۔
۵ ۔ کمزور پھل زمین پر گر جاتا ہے ۔
۶ ۔ کئی بیماریاں پھل کو لگ جاتی ہیں ۔
۷ ۔ باغ بدوضع اور گھاٹے کا سودا بن جاتا ہے ۔
۸ ۔ ناکام ہو جاتا ہے ۔
۹ ۔ مالک نقصان اٹھاتا ہے ۔

باغ کی داغ بیل ڈالنا اور پودے لگانا

زمانہ ماضی کے باغ :۔ زمانہ ماضی میں امراء و رؤسا زیادہ تر سیر و تفریح کے لئے باغات لگاتے تھے ،ان کا مقصد دوستوں پر سیر کرنا اور اپنے ملازمین سے مختلف قسم کے پھلوں کا تقاضا کرنا تھا۔ تاکہ ہر موسم میں ان کے گھرانہ میں مختلف قسم کے پھل دوستوں اور گھر کے افراد کو میسر آتے رہیں۔ اکثر اوقات مختلف اقسام کے پودے بے ترتیبی سے لگا دیئے جاتے تھے ،

نئے دور کے باغات ۔ اس دور کا باغ سیرگاہ کی بجائے کمرشل اور تجارتی ادارہ ہے۔ اس کی منصوبہ بندی میں دو باتیں تحریر کی جاچکی ہیں۔ آب و ہوا اور زمین لیکن یہاں مزید چیزیں لکھی جاتی ہیں۔ تاکہ باغات لگاتے وقت ان باتوں کا دھیان بھی رکھا جائے ۔

۱ ۔ کسی بڑے شہر یا منڈی سے فاصلہ ۔
۲ کسی درمیانے شہر یا منڈی سے فاصلہ
۳ ۔ قصبہ یا منڈی سے فاصلہ ۔
۴ ۔ کیا زمین پختہ سڑک پر ہے ۔
۵ ۔ کیا پختہ سڑک بڑے شہر کو جاتی ہے یا دیہاتی ریلوے سٹیشن کو ملاتی ہے ۔
۶ کیا صرف کچی سڑک سے ملحق ہے ۔ اور گاؤں دور افتادہ ہے
۷ ۔ کیا کچی سڑک بھی موجود نہیں اور گاؤں دور افتادہ ہے ۔

میں نے ترتیب اس طرح دی ہے ۔ کہ پہلی صورتیں بہتر ہیں ۔ اور جوں جوں

آپ آگے بڑھتے ہیں۔ صورت حال خراب ہوتی چلی جاتی ہے اور اگر آپ باغ لگا بھی لیں۔ تو سالانہ آمدنی محض ان امور کی بنا پر معتدبہ طور پر کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ بالخصوص وہ باغ جن کے دیہات کچی سڑک سے بھی کسی شہر سے ملحق نہیں۔ چنداں فائدہ مند نہیں ہوتے۔ بہتر یہ ہے کہ ایسے دیہات میں منافع بخش باغ کا ارادہ ترک کر دیا جائے۔ اگر محض شوقیہ یا گھریلو استعمال کے لئے ملے جلے پودوں کا باغ لگانا ہو تو طبع آزمائیے آپ کا شوق ہے۔ تجارتی اور کاروباری لحاظ سے اس کو نہ پرکھیئے۔ اس لئے کم سے کم ٹکڑا اس کے لئے مختص کیجئے۔

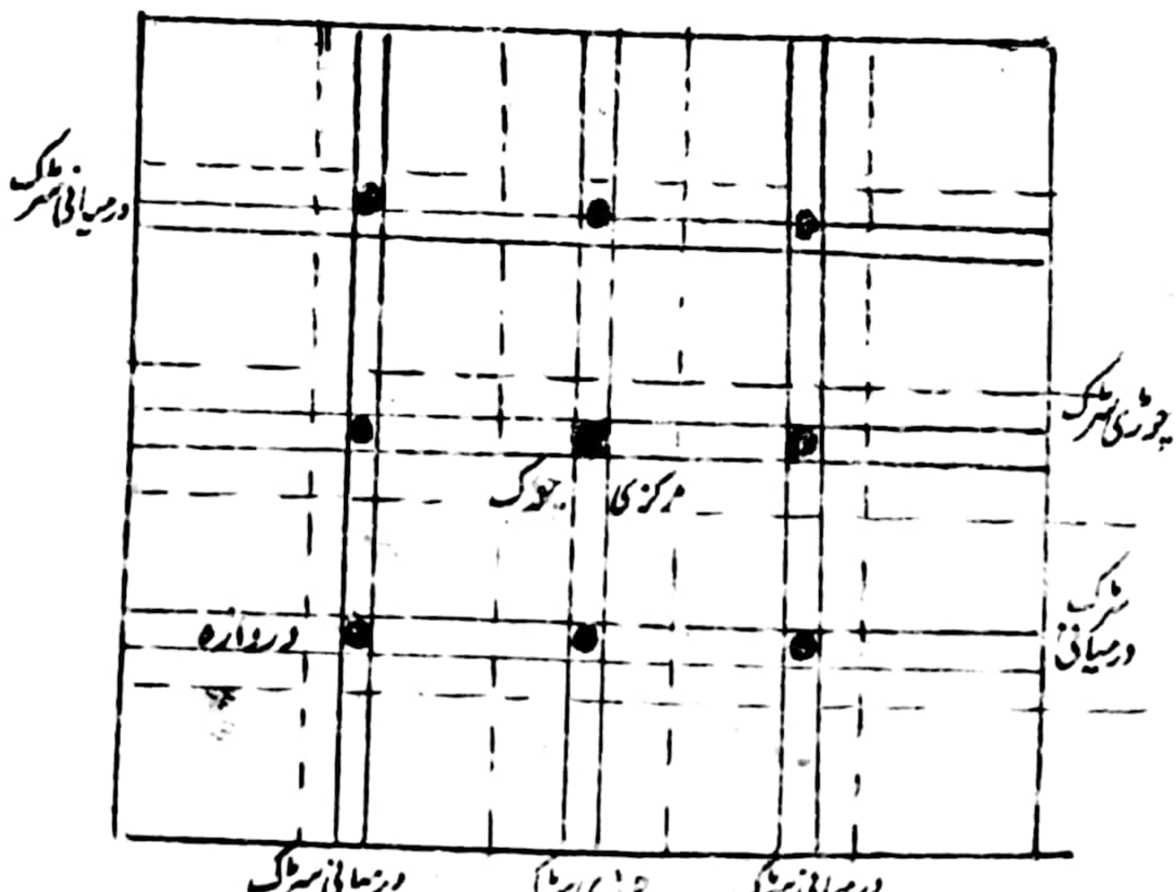
نئے باغ میں پہلا پروگرام

جب آپ فیصلہ کرلیں کہ کسی ایکڑ۔ دو ایکڑ۔ چار ایکڑ یا مربع زمین میں باغ لگانا ہے۔ تو چار مہینے پیشتر سبز کھاد کی کوئی فصل۔ مثلاً گوارا۔ ڈھانچا اس میں دبا دیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا۔ کہ باغ لگاتے وقت زمین میں نباتاتی مادہ کی مقدار موجود ہوگی۔ اور یہ پودوں کے لئے مفید ہوگی۔ باغ لگانے سے پیشتر پانی کی سپلائی کے متعلق تسلی کرلیں۔ نہری علاقوں میں باغات کے لئے پانی مختص کیا گیا تھا۔ اب وہ رقبہ جات باغ میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ اور نہری ذرائع سے باغ کے ایزاد پانی کی امید نہیں۔ اس لئے مزید پانی کے لئے آپ کو اپنے ٹیوب ول۔ یا دوسرے کے ٹیوب ول سے انتظام کرنا ہوگا۔

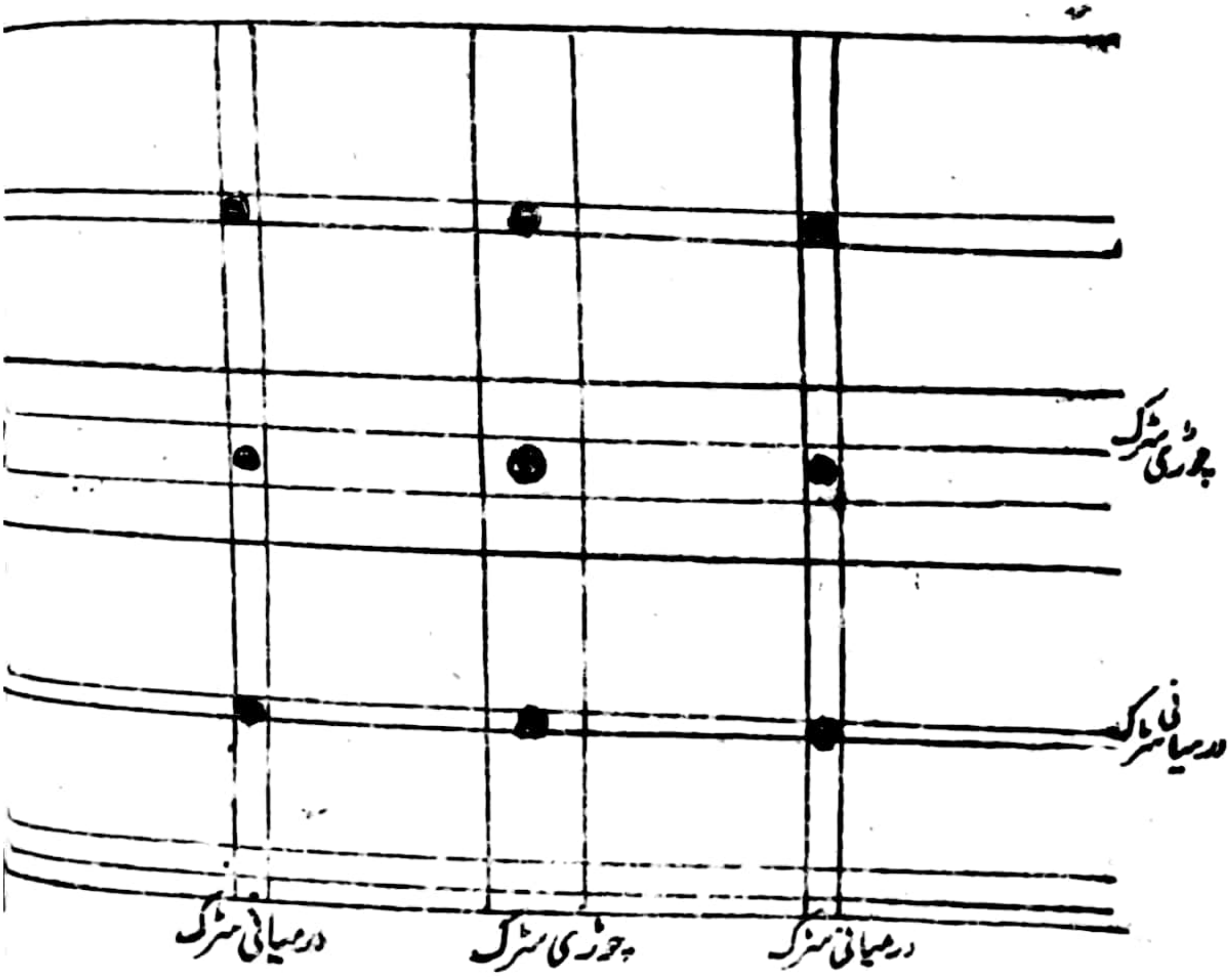
اگر فالتو پانی کا انتظام نہ ہو سکے۔ اور پانی زراعت کو بمشکل پورا آتا ہے۔ تو باغ کا خیال ترک کردیں۔ کیونکہ باغ کو پانی کی وافر مقدار مطلوب ہوگی۔

باغ کا نقشہ تیار کرنا۔

پورے باغ کا مکمل نقشہ تیار کرنا ضروری ہے۔ صدر دروازہ کہاں رکھا جائیگا۔ باغ کے اندر سڑکیں کس کس طرح نکالی جائینگی۔ جو ایک دوسرے پر ۹۰ درجہ کا زاویہ بناتی ہوں۔ کون سے حصے کس پھل کے لئے مخصوص ہونگے۔ ان میں ہر پھل کے لئے کتنے درخت ہونگے، پہلی کاشت میں کتنا حصہ باغ کے تلے لایا جائیگا۔ دوسری فارم میں کتنا باغ ایزاد کیا جائیگا۔ اور پھر ہر سالی کتنا رقبہ بڑھایا جائے گا۔ بہتر یہ ہے کہ کسی ڈرائینگ ماسٹر یا ڈرافٹسمین کی خدمات لے کر مکمل نقشہ MASTER PLAN بنوالیں۔ اور اس پر سب کچھ درج کرا لیں۔ مثلاً ایک سا مربع کے باغ کا ایک موزوں نقشہ مندرجہ ذیل ہو سکتا ہے۔



کئی زمینداروں کے پاس باغ کا رقبہ مستطیل ہوتا ہے یا وہ ٹیڑھا ٹیڑھا ہو۔ تو اسے مربع یا مستطیل بنا لیا جاتا ہے۔ اور اس میں بھی مندرجہ بالا طریقے پر ہی سڑکیں اور چوک بنا دیئے جاتے ہیں جس طرح نچلی تصویر سے ظاہر ہے۔



ظاہر طور پر یوں معلوم ہوتا ہے کہ باغ کا ایک حصہ سڑکوں کی خاطر وقف کر دیا گیا ہے لیکن ایسا ہوتے ہوئے بھی باغ اور باغبان کو فائدہ ہے۔ ان کے علاوہ کھال سٹور۔ مویشی احاطہ وغیرہ کا تعین کر لیں۔ اس طرح کی منصوبہ بندی اور داغ بیل میں مندرجہ ذیل فائدے ہیں۔

۱ خوبصورتی۔ درمیانی سڑک اور سندھیل سڑکیں چاروں طرف دیوار یا ہوا توڑ باڑ نہ صرف باغ کو خوبصورتی میں اضافہ کرتی ہے۔ بلکہ باغ کو محفوظ

رکھتی ہیں۔ ان سڑکوں اور سندھیل راستوں کی مدد سے آپ باغ کے آخری کونے تک پہنچ سکتے ہیں۔ راستے میں آپ کسی پودے کو نقصان نہیں پہنچاتے اور جب آپ نے پھل توڑ کر لانا ہو۔ تو گڈہ۔ ٹرالی۔ بیل گاڑی یا ایکڑ کے پاس سکتی ہے۔

۲ ۔ پودے اگر مناسب فاصلوں پر لگائے جائیں۔ تو خوبصورت نظر آنے کے علاوہ انہیں پھیلنے پھولنے کو یکساں رقبہ۔ مناسب دھوپ اور ہوا میسر آتی ہے۔

۳ ۔ مناسب طور پر پودے لگانے کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ باغ کے اندر کاشت بھی آسانی ہو جاتی ہے۔ مثلاً سبزی لگانے اور اجازت ہے کہ گندم تک کاشت کرنے کی صورت میں ہل چلانا۔ سہاگہ پھیرنا۔ وٹیں بنانا۔ گوڈی کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

اس کے علاوہ پودے کی اپنی دیکھ بھال آسان ہوتی ہے۔ پانی دینے کے لئے گول قطعہ بنانا۔ کانٹ چھانٹ، کھاد دینا اور پھل توڑنا آسان ہوتا ہے۔

۴ ۔ تجربات کے لئے ایسے پودے موزوں ہیں۔ مثلاً آپ مختلف اقسام کی مصنوعی کھاد کا تجربہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہر پودہ دوسرے سے ایک ہی فاصلے پر ہے۔ اس کی تاریخ بوائی ایک ہی۔ پانی ایک جیسا ملتا ہے۔ بس مختلف کھادیں ڈال کر مختلف پودوں کے پھلوں کا موازنہ کیا جا سکتا ہے۔ باغبان خود یہ تجربہ کر کے بہترین کھاد کو باقی ماندہ باغ میں پھیلا سکتا ہے۔ سپرے آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔

۵ ۔ پودوں کی حفاظت بہتر طریقے پر ہو سکتی ہے۔ پرندوں کو آسانی

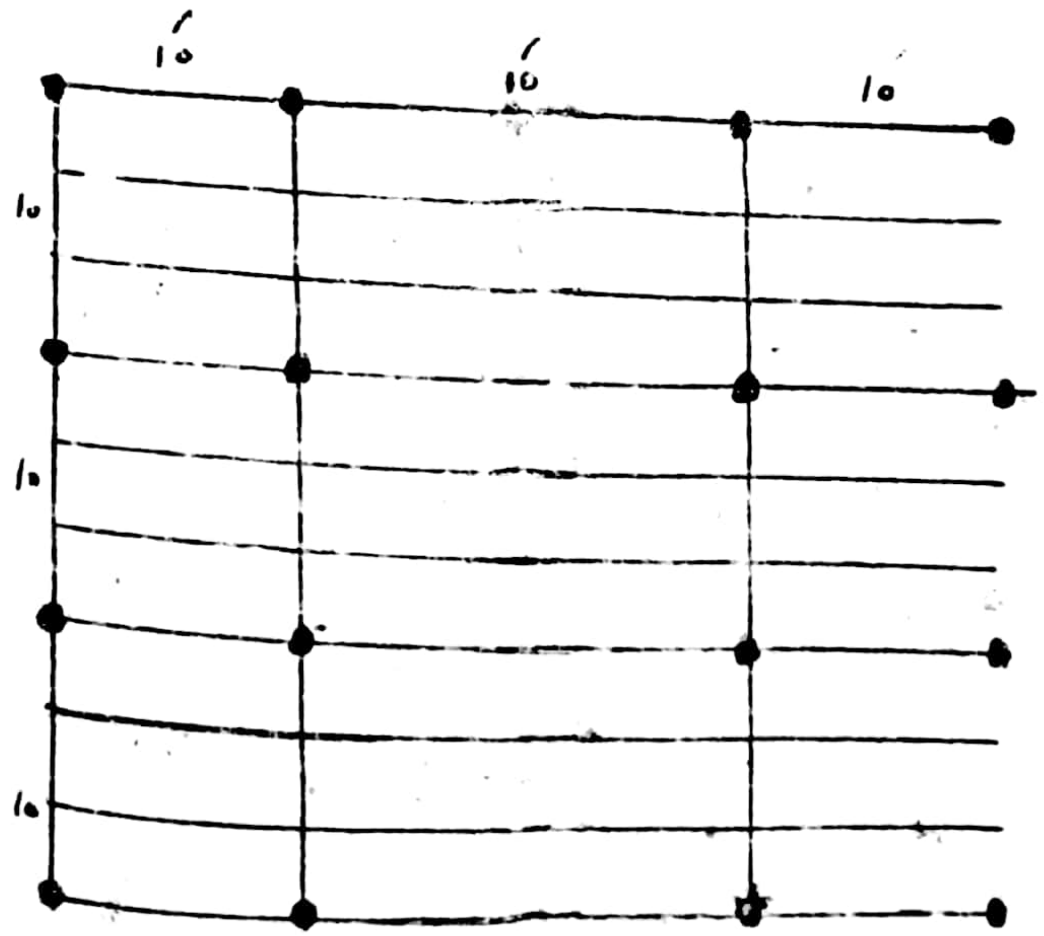
سے پکڑ سکتے ہیں۔ پرندوں کے خلاف آسانی سے قدم اٹھا سکتے ہیں اور پودوں کو آسانی سے پکڑ سکتے ہیں۔

داغ بیل کے مختلف طریقے

اب سوال یہ ہے۔ کہ پودوں کو کس طرح لگایا جائے۔ تین طریقے موزوں ہیں۔

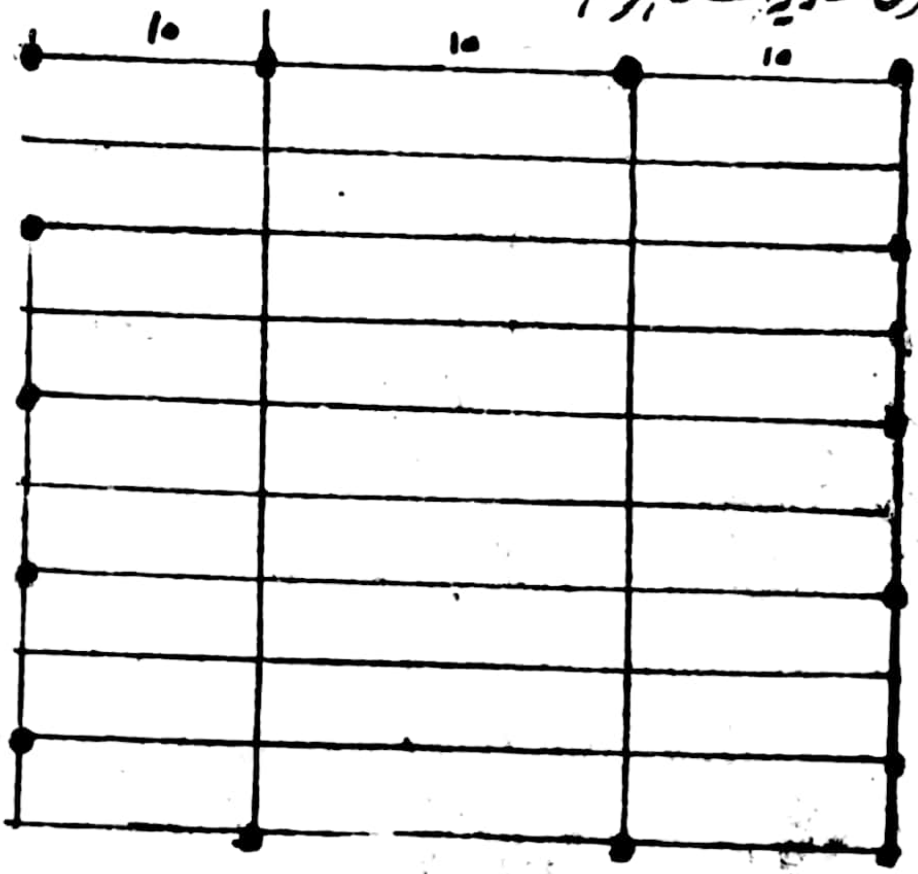
ا۔ مربعہ یا مستطیل طریقہ۔

مربعہ طریقے میں دونوں قطاروں کا درمیانی فاصلہ اور دو پودوں کا درمیانی فاصلہ برابر ہوتا ہے۔ جس طرح نچلی تصویر سے ظاہر ہے۔



مُربّع طریقہ :- تمام پودے ایک دوسرے سے ایک ہی فاصلے پر ہوتے ہیں اور ان خطوط پر ہوتے ہیں۔ جو ایک دوسرے پر زاویہ قائم بناتے ہیں۔

مستطیل طریقے میں قطاروں کا درمیانی فاصلہ برابر ہوتا ہے۔ لیکن ایک رخ پر دو پودوں کا درمیانی فاصلہ دوسرے ایسے فاصلے سے کم یا زیادہ ہوتا ہے جس طرح تصویر سے ظاہر ہے



مستطیل طریقہ

ایسے باغات میں برسیم، لوسرن کے چارے۔ سبزیات بلکہ دوسری کم قد والی فصلیں آسانی سے کاشت کی جا سکتی ہیں۔ ہل چلانے میں آسانی ہوتی ہے۔ جب پودوں کا فاصلہ پچیس فٹ سے کم رکھنا ہو تو یہ طریقہ بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ مربع میں ایک بڑا نقص یہ ہے کہ جب پودے چھوٹے ہوتے

ان کے درمیان زمین خالی پڑی رہتی ہے۔ اس وجہ سے باغ میں کم آمدنی ہوتی
اور مالک کو نقصان رہتا ہے۔
اگر باہمی فاصلہ معلوم ہو تو اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مربع اور مستطیل
میں ایک ایکڑ میں کتنے پودے لگیں گے۔ نیچے جدول دی جا رہی۔

تعداد پودے فی ایکڑ	پودوں کا فاصلہ فٹوں میں۔
436	10 × 10
554	8 × 10
302	12 × 12
193	15 × 15
134	18 × 18
108	20 × 20
70	25 × 25
48	30 × 30
26	35 × 35
10	40 × 40

اس جدول سے ظاہر ہے کہ جوں جوں آپ پودوں کی درمیانی فاصلہ
کرتے جائیں گے۔ پودے کم تعداد میں لگیں گے۔ شاید عام پڑھنے
کو سمجھ میں نہ آئے۔ مختلف سطور میں پودوں کا فاصلہ کم زیادہ کیا
کیا گیا ہے۔ یہ ایک ہی پھل کے پودے نہیں۔ مختلف پھلوں کے
فاصلہ مختلف ہوتا ہے۔ بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مختلف پھل دار
درمیانی فاصلہ یہیں تک دیا جائے۔ تاکہ ہر چیز صاف ہو جائے۔

نام پھلدار پودا	موزوں فاصلہ فٹوں میں -
آم	30 تا 40
بیر	30 تا 40
اخروٹ	30 تا 40
شہتوت	30 تا 40
امرود	35 تا 30
لوکاٹ	25 تا 30
چیکو	25 تا 30
لیچی	25 تا 30
زیتون	25 تا 30
سیب	25 تا 30
مالٹا	18 تا 25
سنگترہ	18 تا 25
لیمن	18 تا 25
گریپ فروٹ	18 تا 25
میٹھا	18 تا 25
چکوترا	18 تا 25
آڑو	18 تا 25
آلوچہ	18 تا 25
خرمانی	18 تا 25
بادام	18 تا 25

ناشپاتی	18	تا	25
کھجور	18	تا	20
انار	15	تا	20
ارنڈ	۱۰	تا	13
خربوزہ	۱۰	تا	13
انگور	۱۰	تا	13
فالسہ	۶	تا	8
کیلا۔	۶	تا	8

ان اعداد وشمار سے یہ بات ظاہر ہے کہ ایک تنا دار درخت کے در
کم فاصلہ رکھا جاتا ہے۔ مثلاً کیلا، کھجور وغیرہ لیکن جن پودوں نے زیادہ شا
نکالنی ہوں اور پودے نے گھیرا بنانا ہو۔ اس میں فاصلہ زیادہ ہوتا ہے
مثلاً سنگترہ اور مالٹا۔ سب سے زیادہ فاصلہ آم اور بیر کا ہے۔
پودے درخت ہیں۔ ان کے درمیان فاصلہ کم کرنے سے فصل کی پیداو
کم ہو جائیگی۔

اگر آپ خود یہ معلوم کرنا چاہیں۔ کہ کتنی تعداد میں پودے لگائے جا
تو مندرجہ ذیل فارمولے پر عمل کریں۔

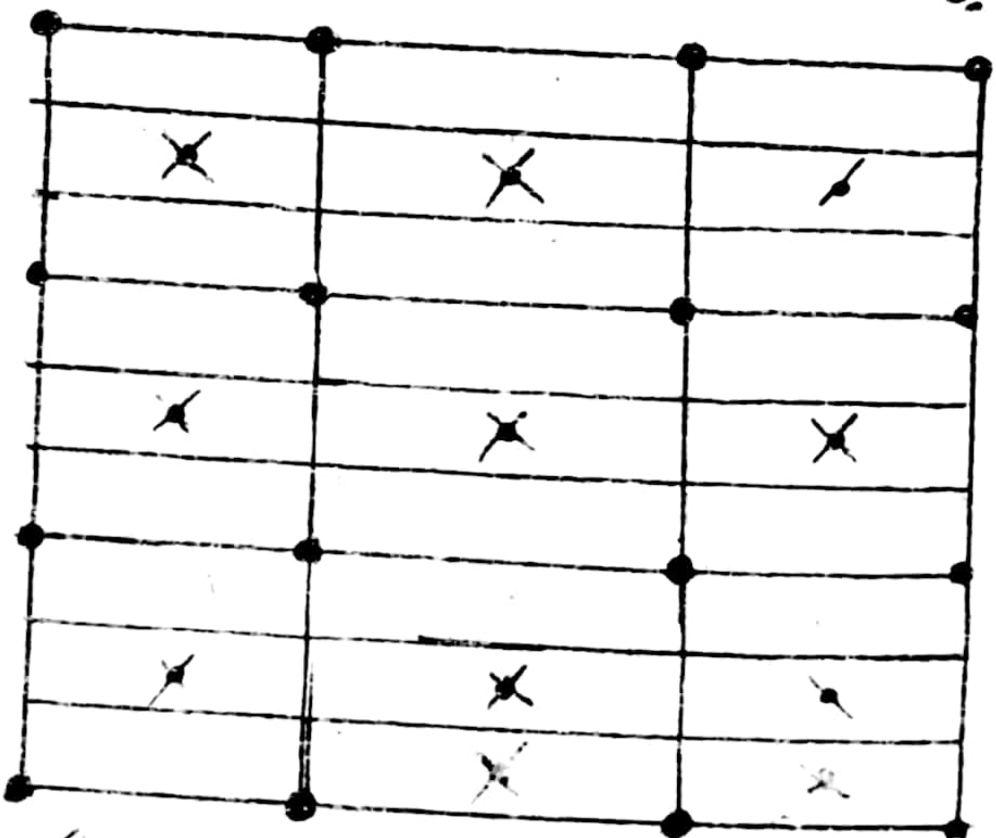
$$\frac{\text{رقبہ}}{\text{فاصلہ} \times \text{فاصلہ}}$$

مثلاً آپ نے آم کی تعداد معلوم کرنی ہو۔ اور دو پودوں کا فاصلہ
فٹ رکھنا ہو تو $\frac{\text{رقبہ}}{\text{فاصلہ} \times \text{فاصلہ}}$ یعنی $\frac{۴۳۵۶۰}{۳۵ \times ۳۵}$ = ۳۶ پودے

مخمس طریقہ

آپ نے دیکھا ہے کہ مربع اور مستطیل طریقے سے پو
کی بہت کم تعداد لگائی جا سکتی ہے۔ اور زمین کا

ساحصہ خالی رہتا ہے۔ چنانچہ جب تک پودے پھل نہ دینے لگیں۔ مالک کو
سخت نقصان رہتا ہے۔ مربعہ نما طریقہ میں چار پودوں کے درمیانی جو جگہ
خالی رہتی ہے۔ وہاں پانچواں پودا لگا دیں۔ یہ پودا کم عمر کا ہوگا۔
اور باقی چار پود سے زیادہ عمر والے ہونگے، اس طرح اگر مربع شکل
میں سو پودے لگتے ہیں۔ تو اس طریقے میں ۵۰ تا ۷۵ زیادہ ہوتے
ہیں۔ اس سے کاشتی عوامل میں فرق پڑتا ہے۔ لیکن پودوں کی تعداد
زیادہ ہو جاتی ہے۔ جو مندرجہ ذیل جدول سے ظاہر ہے۔ پہلے شکل
دیکھ لیں۔

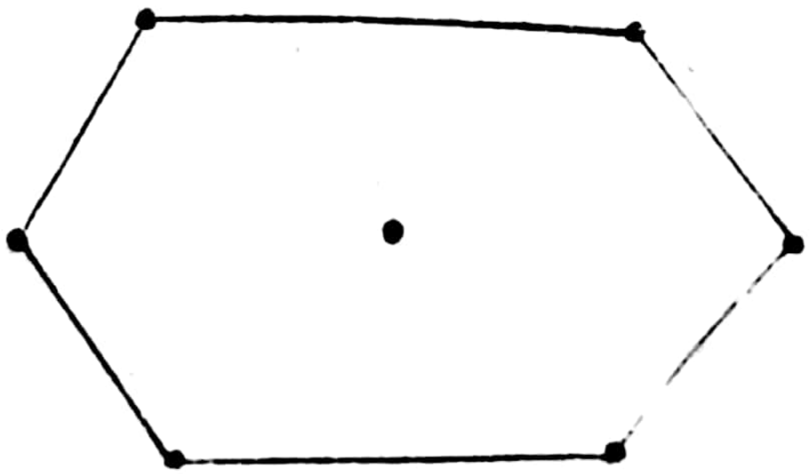


پودوں کی تعداد فی ایکڑ مندرجہ ذیل ہو گی

اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہوں

پودوں کا فاصلہ فٹوں میں	پودے فی ایکڑ
10 × 10	831
12 × 12	523
15 × 15	337
18 × 18	247
20 × 20	199
25 × 25	126
30 × 30	83
35 × 35	65
40 × 40	48

مسدس طریقہ :۔ اسے شش پہلو طریقہ کہتے ہیں۔ اس میں مربعہ نما طریقے کی نسبت 15 فی صد پودے اگتے ہیں۔ پودے سے پودے کا فاصلہ ہر سمت میں برابر رہتا ہے۔ تین اطراف سے ہل وغیرہ ان پودوں میں چلایا جا سکتا ہے۔ اگر آپ مندرجہ ذیل شکل کو دیکھیں تو پھر پودے اس مسدس کے کونوں پر اور ایک درمیان میں لگتا ہے۔



پودے مندرجہ ذیل تعداد میں لگائے جا سکتے ہیں ۔

پودوں کا فاصلہ فٹوں میں	تعداد پودے
10 x 10	501
12 x 12	348
15 x 15	210
18 x 18	154
20 x 20	114
25 x 25	81
30 x 30	55
35 x 35	41
40 x 40	31

گڑھے کھودنا اور پودے لگانا

ہر چند کہ مضمون ہر پھل کے تحت الگ الگ لکھا جائیگا ۔ لیکن داغ بیل کے ان کے تحت جتنا ضروری ہے ۔ یہاں لکھا جاتا ہے ۔ پودوں کی جگہ کلیاں گاڑیں گڑھے کا مرکزی نشان لگائیں ۔ دو اطراف پر دو کلیاں لگائی جائیں ۔ تاکہ پودے کے گڑھے کا درمیان نشان آسانی سے لگایا جا سکے ۔ گڑھا کھودتے وقت اس کی ایک فٹ مٹی الگ رکھدیں ۔ گڑھے کو چند روز کے لئے دھوپ میں کھلا چھوڑیں ۔ اس کے بعد اوپر کے فٹ والی مٹی ۔ بھل ۔ گلی سڑی کھاد ملا کر گڑھا بھریں تاکہ گڑھے سے یہ مٹی وغیرہ چھ انچ اوپر رہیں ۔ اب سارے کھیت کو پانی لگائیں ۔ مٹی کچھ نیچے بیٹھ جائے گی ۔

وترا نے پر گاچی سے کچھ زیادہ مٹی نکال دیں۔ اور پودا لگائیں۔ ہرگز ہرگز سدابہار پودوں کی گاچی نہ ٹوٹے۔ بیلچے کی مدد سے ادھر ادھر کوٹ دیں۔ اب پانی دے دیں۔ اگر پانی سوکھنے پر دراڑیں بن جائیں۔ تو کوپی کی مدد سے ان کو ختم کر دیں۔ تاکہ زمین میں دوزنہ نہ رہے۔

پودا لگانے کے بعد اس کا اوپر والا حصہ کاٹ دینا بہتر ہے اس طرح پودے کی بنیاد اور باقی دھڑ کے ساتھ توازن قائم ہو جائیگا۔ اور بہت کم پودے سوکھیں گے۔

آپ کامیاب باغبان کسطرح بن سکتے ہیں

باغبانی ایک سائنس ہے۔ اور جو لوگ اسے بطور سائنس یا نفسی فن کے اپنائیں گے وہ کامیاب رہیں گے۔ ماضی میں کامیابی ایسے ہی افراد کے حصے میں آئی ہے۔ جن لوگوں نے بنیادی باتوں کی طرف دھیان کئے بغیر باغبانی میں قدم رکھا ان سے غلطیاں سرزد ہوئیں۔ وہ خود بھی ناکام رہے، اور دوسروں پر بھی برا اثر ڈالا۔ اور کئی لوگ جو باغبانی میں قدم رکھنے والے تھے۔ اس میدان میں قدم نہ رکھ سکے۔ راقم الحروف کی رائے میں باغبان کو مندرجہ ذیل باتوں پر عمل کرنا ہوگا۔ گو اس ضمن میں سینکڑوں عنوان گنوائے جا سکتے ہیں۔ مگر اہم یہ ہیں۔

۱۔ قوت فیصلہ کا حامل ہونا۔
۲۔ علمی تربیت حاصل کرنا۔

۳ ۔ عملی تربیت حاصل کرنا ۔
۴ ۔ علاقہ متعلقہ میں کامیاب باغبانوں سے تبادلہ خیال کرنا ۔
۵ ۔ وسائل موجود ہونا ۔
۶ ۔ وسائل کی کمی میں سرکاری اور نیم سرکاری سرمایہ سے استفادہ کرنا ۔
۷ ۔ ماہرین سے رابطہ قائم رکھنا ۔
۸ ۔ تجربہ گاہ قائم کرنا ۔
۹ ۔ تازہ ترین لٹریچر سے آگاھی رکھنا ۔
۱۰ ۔ انتظامی قابلیت کا اظہار ۔
۱۱ ۔ مارکٹنگ کے اعلیٰ اصولوں کی پیروی ۔
۱۲ ۔ اپنے تجربات سے دوسروں کو مستفید کرنا ۔

قوت فیصلہ کا موجود ہونا

ماہرین توسیع زراعت نے انسانوں کو اسی طرح ۔ زمینداروں کی پانچ اقسام گنوائی ہیں ۔ ان میں ترقی پسند خیالات کے حامل سرفہرست ہیں ۔ لیکن باغبانی میں گو ترقی پسند خیالات بڑا اہم حصہ ادا کرتے ہیں ۔ لیکن آخیر نہیں ہیں ۔ اصل چیز قوت فیصلہ کا موجود ہونا ہے تاپ کو اپنی علمی اور عملی تربیت اور دوسرے باغبانوں سے رابطہ کے دوران مختلف آرا مہیا کی جائینگی ۔ اور آپ دیکھیں گے کہ اکثر اوقات کئی آرا متضاد راستوں کی طرف راہنمائی کرتی ہیں اور اگر ہر رائے پر ایمان لایا جائے تو باغبان راستہ بھول کر وہیں کا وہیں رہجاتا ہے ۔ اس وقت قوت فیصلہ مدد کرتی ہے ۔ اور قوت فیصلہ کا حامل باغبان ایک راستہ اختیار کر لیتا ہے ۔ برخلاف اس کے جس میں قوت فیصلہ نہ ہو ۔ وہ بڑی

دیر تک گوگلو کے حالت میں رہتا ہے۔ اس دوران میں مقابلہ کی دوڑ میں دوسرے افراد آگے نکل جاتے ہیں۔

مثلاً۔ دوران تعلیم نیا باغبان۔ یہ معلوم کرتا ہے کہ اس کی زمین میں آم کی کئی اقسام ایک ہی آمدنی دینگی۔ ڈھلمل یقین فرد اس چکر میں پھنسا رہیگا۔ کہ کونسی قسم کتنے ایکڑ لگائی جائے۔ لیکن قوت فیصلہ کا حامل ایک قسم کے حق میں فیصلہ دے کر کام شروع کر دے گا۔

ملتان میں آموں اور میرپور خاص میں کیلوں کی کاشت کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ جن لوگوں کو اللہ تعالٰی نے قوت فیصلہ سے نوازا تھا۔ انہوں نے ذہن میں فیصلہ کیا۔ پہلی کی اور راقم الحروف نے انہیں ایک ایکڑ سے پانچ ہزار کی رقم کمانے بھی دیکھتا ہے۔ ایسی ہی زمینوں کے مالک ایسے بھی ہیں۔ جو آج تک گوگلو کی حالت سے دوچار ہیں۔

علمی تربیت حاصل کرنا۔

میں نے پہلے لکھا ہے کہ باغبانی کا فن ایک سائنس ہے جس میں پندرہ روزہ کورس سے میٹرک بی۔ ایچ۔ بی کی ڈگری تک کے مواقع مغربی پاکستان میں موجود ہیں۔ خاص طور پر مغربی پاکستان میں مندرجہ ذیل سہولتیں میسر ہیں۔

۱	باغبانی کا کورس	پندرہ دن	آٹھویں جماعت پاس کیلئے
۲	مالیوں کا کورس	ایک سال	" "
۳	اسسٹنٹ منیجر کورس	۲ سال	میٹرک پاس کیلئے
۴	فارم گائیڈ کورس	پندرہ دن	" " "
۵	پھلوں کا تحفظ	پندرہ دن موسم گرما	مڈل پاس

		پندرہ دن موسم سرما	مڈل پاس
۶	پھلوں کا تحفظ برائے مستورات	پندرہ دن موسم سرما	"
۷	" " "	" موسم گرما	"
۸	صنعتی طور پر پھلوں کا تحفظ	دو ماہ موسم گرما	"
۹	" " " "	" موسم سرما	"

عین ممکن ہے کہ زرعی کالج ٹنڈو جام میں بھی ایسی موجود ہوں

جس طرح دوسری سائنسوں کے لئے علمی تعلیم و تربیت ضروری ہے اسی طرح اس سائنس اور فن کے لئے بھی ضروری ہے۔ اسی طرح اس سائنس اور فن کے لئے بھی ضروری ہے۔ در اصل علمی تعلیم وہ بنیاد ہے جس پر کامیاب باغبانی کی باقی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔ اس لئے نئے باغبانوں کو مشورہ دیا جاتا ہے۔ کہ وہ باغبانی کا متعلقہ کورس پڑھ کر اس وادی میں قدم رکھیں۔

عملی تربیت حاصل کرنا :- علمی تعلیم انسان کو ایک حد تک آگے لے جاتی ہے۔ لیکن اسے عملی انسان نہیں بنا سکتی۔ عملی طور پر جب انسان کو ہاتھ سے کام کرنا ہوتا ہے۔ تو نہ صرف وہ خود سیکھتا ہے اور اپنے باغ پر جا کر ہاتھوں سے کام سرانجام دیتا ہے۔ بلکہ اس میں یہ صلاحیت بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے عملے کو سکھا سکے یا وہ جب کام سرانجام دے رہے ہوں تو اسے معلوم ہو سکے کہ آیا وہ درست کر رہے ہیں۔ یا غلط۔

مقام مسرت ہے کہ ایسے تمام کورس صرف علمی تعلیم تک محدود نہیں ہوتے بلکہ انہیں عملی کام سے آشنا کیا جاتا ہے اور وہ اپنے ہاتھوں سے پورا کام کرتے ہیں۔ مثلاً بیج لگانا۔ قلم لگانا۔ پیوند کرنا۔ بغل گیر پیوند کرنا۔ گراؤٹنگ اور اس کے تازہ ترین طریقے۔ ادویات کی پہچان اور ان کا استعمال مصنوعات

تیار کرنا۔

مالیوں کا کورس زیادہ جامع ہے۔ اور ایک سال کا ہے۔ اس میں پورے سال بھر کے پھلوں کا کام سکھایا جاتا ہے۔ مصنوعات تیار کرنے کا گھریلو اور صنعتی تجربہ حاصل ہو جاتا ہے۔

کامیاب باغبانوں سے تبادلہ خیال

جب عملی تربیت حاصل ہو جائے۔ تو نیا باغبان اپنے علاقے کے کامیاب باغوں میں جائے۔ وہاں باغبانوں سے تبادلہ خیالات کرے کہ کون سے پودے اس کے تجربہ میں کامیاب ہوئے۔ کہاں کہاں ناکامیاں آئیں۔ اور اب ان کی آمد اور اخراجات کیا ہیں۔

انتظامی حالات کا جائزہ لیا جائے اور منڈی میں فروخت کی اہمیت۔ نرخ اور دوسری ممکنہ منڈیوں کا حال بھی کامیاب باغبان سے معلوم کرے۔

وسائل کی موجودگی۔

زمین :۔ پانی اور نقد رقم وہ وسائل جو تربیت یافتہ باغبان کے لئے ضروری ہیں۔ بعض نئے باغبان مالی وسائل کی پرواہ کئے بغیر گویا اس کام میں چھلانگ لگا دیتے ہیں۔ پہلے تین سالوں میں باغ صرف خرچ ہی خرچ کا طالب ہوتا ہے۔ جب ہر طرف سے نئے خرچ کا تقاضا ہوتا ہے اور آمد کی کوئی صورت نہیں ہوتی۔ تو نیا باغبان کا دل ٹوٹ جاتا ہے۔

راقم الحروف کئی ایسے باغبانوں کو جانتا ہے جنہوں نے مالی وسائل کی کمی اور منصوبہ بندی کے بغیر اس وادی میں قدم رکھ دیا۔ شاید ان کا یہ خیال تھا۔ کہ زمین سے آہستہ آہستہ باغ پر لگتی جائیگی۔ یا باغ کی زمین پر کچھ فصلوں کی کاشت جاری رہیگی۔ اور ان کی آمد سے کام جاری رہ سکیگا۔ لیکن ایسا نہ ہو سکا زمین سے متوقع آمدنی نہ ہو سکی۔ پودوں، پودے لگانے۔ باغ کا احاطہ بنانے کے خرچ آن پہنچے۔ اور وہ بد دل ہو کر اس سے ہاتھ اٹھا بیٹھے

چنانچہ نئے باغ کی منصوبہ بندی کرتے وقت متوقع اخراجات کا صحیح اندازہ لگائیں۔ اور کم سے کم دس فی صدی مزید رقم آپ کے پاس موجود ہو۔

سرکاری اور نیم سرکاری داروں سے مالی استفادہ

اس وقت زرعی ترقیاتی بنک وہ واحد مالی ادارہ ہے۔ جو باغ لگانے کیلئے قرض دے سکتا ہے۔ اس بنک نے زراعت کو ترقی دینے میں نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔ تاہم نئے باغباں کو چاہیئے کہ اس ادارہ پر اکتفا کرنے سے پیشتر بنک کے قواعد وضوابط معلوم کرے۔ اور یہ دیکھے کہ آیا وہ ان قواعد کی پابندی کر سکے گا۔ اور ضمانت وغیرہ کا انتظام کر سکیگا۔

بہتر یہ ہے کہ منصوبہ بندی میں پیشتر اس کے کہ بنک سے متوقع امداد کی مد لکھی جائے۔ بنک کے مقامی منیجر صاحب سے مل کر پوری صورت حال کے اندازہ قائم کر لیا جائے۔

ماہرین باغبانی سے رابطہ قائم رکھنا

اپنا باغ شروع کرنے سے قبل آپ ماہرین زراعت سے رابطہ پیدا کریں۔

بلکہ باغبانوں کی انجمن کے باضابطہ ممبر بن جائیں - تاکہ اس انجمن اور ماہرین باغبانی کی
جو معلومات میسر ہوں۔ ان کا فائدہ آپ کو پہنچے - اس وقت مختلف حلقوں میں مندرجہ
ذیل ماہرین تعینات ہیں -

۱	سابقہ صوبہ سرحد کے لئے	فروٹ سپیشلسٹ	پشاور
۲	" پنجاب "	" "	لائلپور
۳	" سندھ "	" "	ٹنڈو جام
۴	" بلوچستان "	" "	کوئٹہ

ان ماہرین کی مدد کے لئے کئی نائب فروٹ سپیشلسٹ ہوتے ہیں۔ جو نئی
تحقیق میں مصروف رہتے ہیں۔ بلکہ باغبانوں کو مشورے بھی دیتے ہیں -
صوبے میں ایک ادارہ فروٹ ڈیویلپمنٹ بورڈ ہے۔ فروٹ سپیشلسٹ
اس کے سیکرٹری ہوتے ہیں - آپ اس بورڈ کے ممبر نہیں اور سیکرٹری
آپ اس بورڈ کے ممبر نہیں۔ اور سیکرٹری صاحب سے رابطہ قائم رکھیں -

اپنی تجربہ گاہ قائم کرنا

اس تجربہ گاہ کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کی تجربہ گاہ سرکاری اداروں
نعم البدل ہے۔ لیکن ایک ترقی پسند باغبان کی حیثیت سے آپ
باغ میں ایک چھوٹی سی تجربہ گاہ بھی بنانی چاہیئے - اس سے آپ روزمرہ
باغبانی میں پیش آنے والے مسائل کا حل تلاش کر سکتے ہیں۔ مثلاً آپ
کچھ پودے پھل نہیں دیتے - آپ ان کو کھاد دیتے ہیں - اس میں پیسہ ضائع
ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی آپ کا مقصد حل نہیں ہوتا - پودے میں پھل
آتا - یا اس کے پتے زرد ہو جاتے ہیں -

آپ چھ پودے انتخاب کر لیجیئے۔ ایک کو صرف نائیٹروجن کھاد دیجئے۔ دوسرے کو فاسفورس۔ تیسرے کو پوٹاش۔ چوتھے کو نائٹروجن جمع فاسفورس۔ پھر فاسفورس اور پوٹاش اگلے پودے کو۔ آپ دیکھیں گے کہ کونی پودے اچھے ہو گئے۔ آپ معلوم کریں کہ کونسی کھاد یا مجموعہ کھادوں کے جھوں نے کایا پلٹ دی۔ اس نتیجہ کو آپ نے از خود پایا۔ یہی آپ کی تجربہ گاہ ہے۔ اور اس کے نتائج آپ پورے باغ میں پھیلا سکتے ہیں۔

دوسرے کئی مسائل ہیں جن سے باغبان دوچار ہوتا ہے اور اگر اس کا لیس منظر وہی ہے جو اس باب میں بیان کیا جا رہا ہے۔ تو وہ کچھ نہ کچھ ترکیب کر سکیگا۔ اور تجرباتی طور پر اپنی مشکل کا حل نکال سکے گا۔ جب ایک محدود جگہ پر حل معلوم ہو گیا تو باقی باغ کو اس سے مستفید کیا جا سکیگا۔ ہر چند تجربے ایک دقیق فن ہے۔ لیکن روزمرہ کے مسائل کو حل کرنے کی مقامی کوشش سے نہ صرف آپ آپ کئی طویل جھمیلوں سے بچ رہیں گے۔ بلکہ اپنی مدد خود کر سکیں گے اس طرح آپ میں اعتماد کی قوت پیدا ہو گی۔

تازہ ترین لٹریچر سے آگاہی

اس وقت باغبانی میں دو طرح کا تازہ ترین لٹریچر ملتا ہے۔

۱ بیرونی ممالک سے

۲ - اندرون ملک سے

بیرون ملک کا لٹریچر ان رسالوں کی شکل میں ہے۔ جو دوسرے ممالک از خود ملک کی بڑی بڑی لائبریریوں کو بھیجتے رہتے ہیں۔ یا اس لٹریچر کو منگوایا جاتا ہے۔ اس لٹریچر میں دو خامیاں ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ انگریزی

زبان میں ہوتا ہے۔ اور بہت سے نئے باغبان انگریزی سمجھ نہیں پاتے دوسرے یہ فروٹ جن کا ذکر ان ملکوں میں ہوتا ہے اس ملک میں ان کی کاشت تجرباتی مراحل سے گزری نہیں ہوتی۔ اس لئے جو معلومات وہ مہیا کرتے ہیں۔ وہ پوری طرح اس ملک کے حالات پر لاگو نہیں ہوتیں۔

اندرون ملک میں دو ادارے تازہ ترین لٹریچر بہت کم قیمت پر یا بلاقیمت پیش کر رہے ہیں۔ ایک محکمہ زراعت کا ادارہ ہورلو آف اگری انفرمیشن ہے یہ ادارہ آریہ نگر لاہور میں واقع۔ اس نے زراعت نامہ کے خاص نمبر وں کے ذریعہ یا پمفلٹوں کے ذریعے یا کتب کے ذریعے بڑا مفید لٹریچر مہیا کیا ہے اور کر رہا ہے۔ دوسرا ادارہ زرعی یونیورسٹی لائل پور ہے۔ اس نے تعلیم بذریعہ خط وکتابت اور فارم لائبریری سکیم کے ذریعہ لٹریچر پیش کیا ہے اور یہ کوشش ابھی جاری ہے اگری کلچر ڈویلپمنٹ کارپوریشن ۲ لٹن روڈ بھی کچھ لٹریچر مہیا کرتا ہے۔

فروٹ جرنل فروٹ ڈیولپمنٹ بورڈ کا پرچہ ہے۔

نجی فرمیں بھی اب اس میدان میں اتر آئی ہیں۔ اور اس ضمن میں برماشل اور جعفر سن اور پاکستان نیشنل آئل زرعی ڈویژن کا نام لیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے فروٹ کی پیدائش یا افزائش نسل کے متعلق تو کوئی چیز پیش نہیں کی۔ البتہ ایسے پمفلٹ پیش کئے ہیں۔ جن پر مختلف کیڑے مار ادویات کا اثر بعض پودوں پر دکھایا گیا ہے بہر حال یہ بھی مفید لٹریچر ہے۔ اور باغبان اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ باغبان ایسا لٹریچر حاصل کرنے میں کوشاں رہے

انتظامی قابلیت کا اظہار

ایک اوسط یا بڑا باغ بذات خود ایک ادارہ ہے اور مینیجر یا مالک یعنی باغ کا مالک اس کا روح رواں ہوتا ہے۔ یہ اسکی قابلیت اور انتظامی صلاحیتوں پر منحصر ہے کہ وہ نچلے ملازمین سے کسطرح کام لیتا ہے۔ اور کسی طرح اُن کی قوتوں کو اپنے باغ کے لیے استعمال کرتا ہے۔ پرانے مالی باغ میں ہر اونچ نیچ سے واقف ہو جاتے ہیں اور مالک کی خامیوں اور کمزوری کا پورا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ نئے مالی اور ملازم گو مالک کی خامیوں سے آگاہ نہیں ہوتے یا باغ کی اونچ نیچ کا انہیں پتہ نہیں ہوتا۔ لیکن وہ ناتجربہ کار بھی ہوتے ہیں۔

چنانچہ مالک کو دونو طرف دھیان رکھنا ہوگا۔ ایک تجربہ کار پرانا ملازم جہاں باغ کے لیے مفید ہوتا ہے۔ وہاں وہ اپنے فن کے ساتھ ساتھ ایسی حرکات کا مرتکب ہونا شروع ہو جس سے باغ کو فائدہ کی بجائے نقصان ہونے لگے۔ مثلاً پودوں کی چوری۔ پھل کی چوری، مصنوعی کھاد کی چوری تو اچھا بھلا باغ گھاٹے میں چلا جاتا ہے۔

اس لیے نئے باغ میں ایسی انتظامی صلاحیتیں ہونی چاہئیں کہ وہ تجربہ سے فائدہ اٹھائے۔ لیکن اُن کی معاشرتی خامیوں کا سدباب کرے۔ ورنہ یہ کہنہ مشق ملازم جہاں باغ کے لیے فنی طور پر فائدہ مند ہوگا۔ وہاں اپنی خامیوں کے طفیل آپ کو اور باغ کو گھاٹا پہنچائے گا۔

مارکٹنگ کے اعلیٰ اصولوں کی پیروی

اس کتاب میں تقریباً ہر فروٹ کے آخر میں مارکٹنگ یعنی فروٹ فروخت کرتے وقت اعلیٰ کاروباری فرد کا ہوتا ہے۔ کاروبار ساکھ کا دوسرا نام ہے کاروبار میں اعتبار اور اعتماد پر کام چلتا ہے۔ یوں کہیئے کہ نام چلتا ہے۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل اصولوں پر عمل کریں۔

۱۔ پودوں سے عام طور پر پتہ نہیں چلتا کہ وہ کونسی قسم کے ہیں۔ یا ایک ہی قسم کے اندر وہ بہترین پودوں سے پیوندہ شدہ ہیں۔ یا دوسرے درجہ کے پودوں سے۔ بعض ناعاقبت اندیش باغبان اس خامی کا یوں فائدہ اٹھاتے ہیں۔ کہ ہر ادنیٰ چیز کو اعلیٰ بنا کر فروخت کرتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ اس طرح چند ایک گاہک اچھی رقم دیکر پودے لے جاتے ہیں۔ لیکن جب پودے پھل پر آتے ہیں۔ تو پول کھل جاتا ہے۔ اور یہ نرسری تباہ ہو جاتی ہے۔ گاہک اس طرف آنے ہوئے کتراتے ہیں۔ لہذا اپنی ساکھ قائم رکھیں۔ اور جس قسم کے پودے ہوں صاف ظاہر کر دیں۔

مثلاً آموں میں بڑا دھوکہ دیا جا سکتا ہے۔ آپ آم کا کوئی پودا بھی انور وٹول۔ چونسا اور لنگڑا لنسو کے نام سے فروخت کر سکتے ہیں۔ لیکن جب پودا پھل پر آئیگا۔ تو راز کھل جائیگا۔ خریداروں میں کچھ تو نقصان اٹھا کر آپ کے دروازے پر بیٹھے ہونگے۔ کچھ اپنی جگہ پر بیٹھے ہر کہ کو بتا رہے ہونگے کہ فلاں نرسری سے یہ پودے خریدے گئے تھے اور یہ انجام ہوا۔

یہی حال پھل کو منڈی میں بھیجنے کا ہے۔ آپ منڈی میں چلے جائیں۔ آم کی ٹوکریاں لیں۔ اور چند آم بہترین ہونگے۔ لیکن نیچے نیچے ادنےٰ قسم کے آموں کی بھرمار ہوگی۔ آلوچہ کا یہی حال ہے۔

باغباں یہ سمجھتے ہیں۔ کہ وہ اس طرح خریدار کو دھوکہ دیکر زیادہ رقم وصول کر رہے ہیں۔ یہ نہیں بلکہ خریدار یہ سب جانتے ہوئے اتنی کم رقم لگاتا ہے۔ کہ جس باغباں نے سو ٹوکریاں منڈی میں بھیجی ہوں۔ اُسے اُس رقم سے کم رقم ملتی ہے۔ جو وہ گریڈنگ کرکے روانہ کرتا تو ملتی۔ اس لیے

و پودے فروخت کرتے وقت

ب قلمیں فروخت کرتے وقت

ج بیج فروخت کرتے وقت

د پھل فروخت کرتے وقت

ہ پھل منڈی میں فروخت کرتے وقت

س۔ ٹھیکہ داروں سے معاملہ کرتے وقت اچھی اقدار۔ اعلےٰ کاروباری قدروں کا مظاہرہ کریں۔ اور علاقے اور منڈی میں اپنی ساکھ قائم کریں۔ اس پر یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے۔ کہ باقی باغبانوں نے چونکہ کاروباری نعداد کو چونکہ نیچے رکھا ہے۔ اگر ایک آدھ فرد اُن سے الگ ملیگا۔ تو اُلٹا سچا فرد جھوٹا بن جائیگا یعنی اُس کا اچھا مال بھی عام قیمتوں پر ہی فروخت ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ آدھ پہلے دن ایسا ہو۔ جب خریدار گھر جاکر پوری ٹوکری اعلےٰ آموں یا آلوچہ کی پائیگا تو حیران ہوگا۔ یہ بات منڈی میں دوسرے دن ہرکس کی زباں پر ہوگی اور خریدار آپ کے مال پر خریدنے کے لیے ٹوٹ پڑیں گے۔ جب عام ٹوکریاں پندرہ روپیہ میں فروخت ہو رہی ہونگی۔

آپ کی ٹوکری بیس یا پچیس میں فروخت ہوگی ۔

اپنے تجربات سے دوسروں کو مستفید کرنا

باغبانی ایک سائنس ہے۔ جب آپ اپنی محنت اور تجربات سے ایسے مقام کو پہنچ گئے کہ آپ نے اپنا مقام پیدا کر لیا۔ اور اس دوران میں باقی باتوں کے علاوہ آپ نے دوسروں کے تجربوں سے فائدہ اٹھایا تھا۔ تو آپ اپنے تجربے کے دوسروں کو بھی مستفید کریں۔ آپ اپنے باغ کو ڈیمانسٹریشن فارم بنا دیں۔ اور جو بھی اس لائن میں آپ کی مدد اور مشورہ کا طالب ہو۔ اسے خندہ پیشانی سے ملیں اور اپنے تجربات سے آگاہ کریں۔

یہ بات پڑھ کر آپ حیران ہونگے کہ دوسروں کو معلومات بہم پہنچا کر اور اپنے باغ کا مظاہرہ کر کے بھی آپ فائدے میں رہیں گے۔ کیونکہ تبادلہ خیال کے دوران کئی باتیں پیدا ہوتی ہیں۔ نئی باتیں زیر بحث آتی ہیں۔ اور نئے سیکھنے والوں کی زبان سے بعض اوقات ایسی باتیں نکل جاتی ہیں۔ جو اساتذہ اور تجربہ کار افراد کے باغ میں نہیں ہوتیں۔ جب آپ اس طرح کے نئے نکتے لیں گے۔ تو آپ کو اپنے باغ کی خامیوں کا پتہ چلنا شروع ہوگا۔ اور آپ معلوم کریں گے۔ کہ باوجود بہترین کوشش اور محنت کے کہیں نہ کہیں خامی رہ گئی تھی۔

اپنے باغ کو بطور مظاہرہ پیش کرنا بذات خود آپ کی شخصیت میں ایک نکھار پیدا کرے گا۔ اور آپ کے علاوہ آپ کے باغ کا مقام لوگوں

کی نظروں میں اونچا ہو گا۔ جو آخر میں زیادہ مالی منافع پر انجام پذیر ہو گا ٹھیکہ آپ کی شہرت سن کر پیچھے چلے آئیں گے۔ اور باغ کی شہرت دور دور پھیل جائے گی۔

اگر آپ نئے پبلسٹی کے ذریعوں سے مثلاً سینما سلائیڈ۔ ریڈیو میں کمرشل سروس پر اشتہار اور پمفلٹ کے ذریعہ اپنے باغ کی پبلسٹی کریں۔ تو لوگوں کو دور دور آپ کے باغ کا پتہ چلے گا۔ اس کا فائدہ اس طرح ہو گا کہ نہ صرف پبلسٹی پر لگی ہوئی رقم واپس آ جائے گی۔ بلکہ زیادہ آمدنی کی راہیں کھل جائے گی۔

نئے پودے پیدا کرنے کے بنیادی اصول اور عملی طریقے

باغبانی ایک سائنس ہے۔ اور آج تک تجربات سے اتنا وسیع علم ہمارے سامنے اکٹھا کر دیا گیا ہے کہ اس بنیادی کتاب میں ساری تفصیلات کا ذکر ممکن نہیں تاہم کوشش کی جائیگی۔ کہ بنیادی اہم باتیں مناسب تفصیل کے ساتھ لکھ دی جائیں کیونکہ باغبان عملی طور پر کام کرنے سے پیشتر عملی اور نظری طور پر اس سے استفادہ کرے گا۔ اور پھر عملی دنیا میں قدم رکھے گا۔

جب ہم پودے پیدا کرنے کی طرف دھیان لاتے ہیں۔ تو ظاہری طور پر ہمارا خیال لامحالہ اسی طرف جائے گا۔ کہ بیج بو ڈالو اور پودا اُگ پڑے گا۔ جوان ہو گا اور پھل لے آئیگا۔ زیادہ سے زیادہ آپ اچھا سے اچھا بیج منتخب کریں۔ لیکن تجربات سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ باغوں کی دنیا میں ایسی نہیں ہے اور ایسا نہیں ہوتا

: بیج یا تخم سے اچھے پودے پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہیں۔ لیکن زیادہ تعداد میں ناکامی سامنے تھتے۔ جو پودے پیدا ہوئے وہ ایک ہی قسم کے نہ تھے۔ مثلاً قیام پاکستان کے بعد ملتان میں بھارتی آموں کے باغات لگانے کی کوششیں گٹھلی کے ذریعہ کی گئیں۔ پودے پیدا ہوئے۔ لیکن جوان ہونے پر معلوم ہوا کہ اُن میں یکسانیت نہ تھی۔ اُن میں سے اکثر کا پھل گھٹیا۔ اور ذائقہ ترش تھا۔ آموں کی ظاہری شکل وشباہت میں فرق تھا۔ یہی حال دوسرے کئی پھلوں کا ہے۔ پھر بھی بیج لگانے کا اپنا ایک فائدہ ہے۔

دوسرا طریقہ پیوند کا ہے یعنی بیج سے پیدا کیئے گئے پودوں کو کسی اچھے مستند پودے شاخ سے پیوند کردیں۔ پیوند پر ماہرین نے بہت کام کیا اور پیوند لگانے کے بہت سے طریقے بتائے ہیں۔

گذشتہ سالوں میں زرعی یونیورسٹی لائل پور میں آم کے پیوند کا ایک نیا طریقہ آزمایا جارہا ہے۔ ابتدائی نتائج بہت اچھے ہیں۔ موزوں مقام پر اس کا ذکر تفصیل سے کیا جائے گا۔ اور اسی طرح دیگر اہم پیوند کے طریقوں کا ذکر ہوگا۔ اور تصاویر کے ذریعے پیوندسازی کو سمجھانے کی کوشش کی جائے گی۔ تیسرا طریقہ قلمیں لگانے کا ہے۔ اور چوتھا طریقہ سکر لگانے ۔ الغرض اس باب میں اُن طریقوں پر روشنی ڈالی جائے گی۔ جس سے موزوں طریقے سے نیا باغ لگایا جاسکا۔

قلم لگانا: ہر چند یہ زیادہ موزوں طریقہ نہیں ہے۔ اور تمام پھلوں کے پودوں میں استعمال نہیں ہوسکتا۔ لیکن پھر بھی کئی پودوں میں اسے کامیابی سے استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً فالسہ انگور۔ آلوچہ۔ انجیر، شہتوت ضروری قلم بنانے کا طریقہ یہ ہے

کہ پودے سے ایسی شاخیں منتخب کی جائیں جن کی عمر چھ ماہ اور ایک سال کے درمیان ہو۔ بعض باغباں کوئی شاخ لے لیتے ہیں۔ اور جب نتائج امید افزا نہیں نکلتے قلموں کو اور اس طریق کار کو ستے ہیں۔ قلموں میں وہ شاخ پسند کریں جس کی موٹائی پنسل یا اس سے قدرے زائد ہو۔

قلم کاٹنے کا چاقو خاص ہوتا ہے۔ قلم کاٹتے وقت یہ تسلی کر لیں کہ اس پر کتنی آنکھیں موجود ہیں۔ قلم ۹" سے قدرے زاید طویل ہونی چاہیئے۔

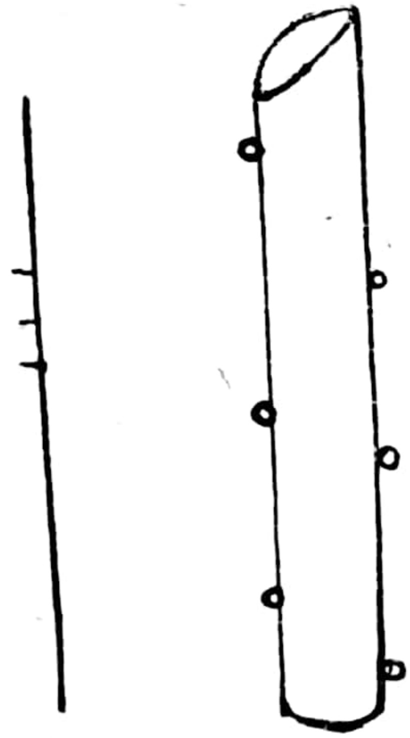
قلم کو لگانے کے تین طریقے ہیں

ا۔ براہ راست کیاری میں لگا دینا۔ قلم کاٹنے سے پیشتر کیاری تیار کر لی جاتی ہے۔ جس میں مٹی میں گلی سڑی کھاد ملائی جاتی ہے۔ قلم کا دو تہائی حصہ نرم مٹی میں دبا دیں۔ اور مٹی کو پانی دے دیں۔ یہ طریقہ کار سب سے کم کامیابی پر ہوتا ہے۔ اور بیس سے چالیس فیصد تک قلمیں پھوٹتی ہیں۔

ب۔ دوسرا طریقہ یہ ہے۔ کہ قلمیں کاٹ کر تین کے لیے نم دار ریت میں دبا دیں۔

ج۔ رطوبات میں رکھنا: ان میں گنے کا رس، چینی کا شربت اور بعض ادویات جیسے (SARADOX A) اور (ROOTONE) شامل ہیں۔ ان چیزوں میں گنے کا رس با آسانی میسر آ سکتا ہے۔ اور ماہ جنوری میں جب آپ قلمیں کیاری میں لگانا چاہیں گے۔ چار سے چھ گھنٹے تک قلم کا دو تہائی حصہ ڈبو رکھیں۔ اور پھر زمین میں دبا دیں۔

ماہرین نے ان پر تجربات کیئے ہیں اور معلوم کیا ہے۔ کہ براہ راست زمین میں لگانے کے مقابلے میں ایسی قلمیں دوگنا تعداد میں پھوٹتی ہیں۔



قلم موٹائی پنسل کے برابر ہے۔

نرسریوں میں قلمیں سپلائی کرتے وقت بھی دھوکا ہوتا ہے۔ اور کئی دفعہ سوکھی ہوئی قلمیں دے دی جاتی ہے۔ یا۔ وہ اچھے پودوں سے نہیں لی جاتیں۔ اس لیے ایسی نرسری کا انتخابات کریں جسکی شہرت اچھی ہو۔

داب لگانا: بعض پودے ایسے ہیں جنکی شاخ سے جڑیں پیدا کرکے زمین میں بھیجی جاسکتی ہیں۔ اور جب یہ شاخ زمین سے رطوبت اور نمکیات حاصل کر سکنے قابل ہوجائے تو اس کا رشتہ مادہ پودے سے کاٹ سکتے ہیں۔ اسی عمل کو داب لگانا کہتے ہیں۔ یہ موتیا۔ چنبیلی وغیرہ میں خوب کام دیتا ہے۔ اس کا آسان طریقہ یہ ہے۔ کہ ایک طویل اور نرم

شاخ پر جو زمین پر پھیلتی جا رہی ہو۔ درمیان میں کچھ مٹی ڈال دیں۔ جس سے وہ شاخ زمین میں ایک خاص جگہ پر دب جائے جس طرح تصویر سے ظاہر ہے۔



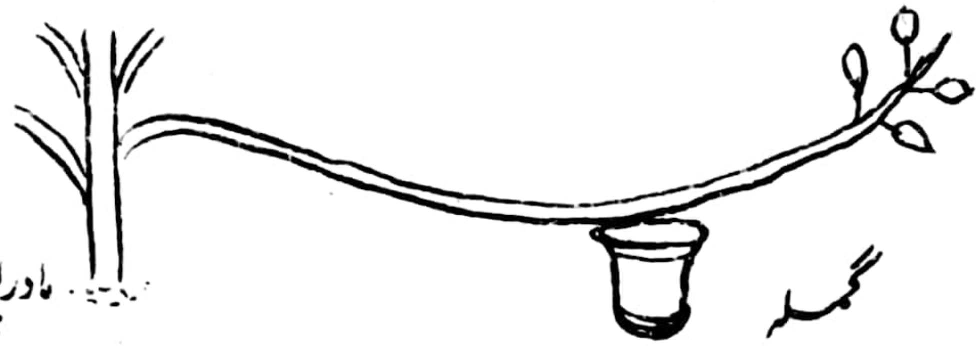
اس زمین کو باقاعدہ پانی دیتے ہیں۔ تین ہفتوں سے دو ماہ میں جڑیں نکل آئیں گی۔ اب آپ شاخ کا رشتہ مادر پودے سے کاٹ دیں اور پوری گاچی نکال کر نئی زمین میں لگا دیں۔ بعض لوگ دبائی جانے والی جگہ پر شاخ پر کچھ زخم لگا دیتے ہیں۔ یا چھلا ڈال دیتے ہیں۔ پتے جو خوراک حاصل کرتے ہیں۔ اُن کی خوراک اُسے چھلے سے مادر درخت کے نزدیک انہیں نیچے پانی اور جڑیں پیدا ہونے کا حل جلد ہوتا ہے۔

ایک طریقہ یہ ہے کہ مٹی میں دبانے کی بجائے داب گملے میں لگا دی جائے۔ اور جڑوں کے بننے کا عمل تیزی سے ہونے کے لیے چھلہ بنا دیا جائے یا زخمی کر دیا جائے۔

اس طرح آپ کو گملہ میں پورا بنا بنایا ملے گا۔ تصویر مندرجہ ذیل ہے۔

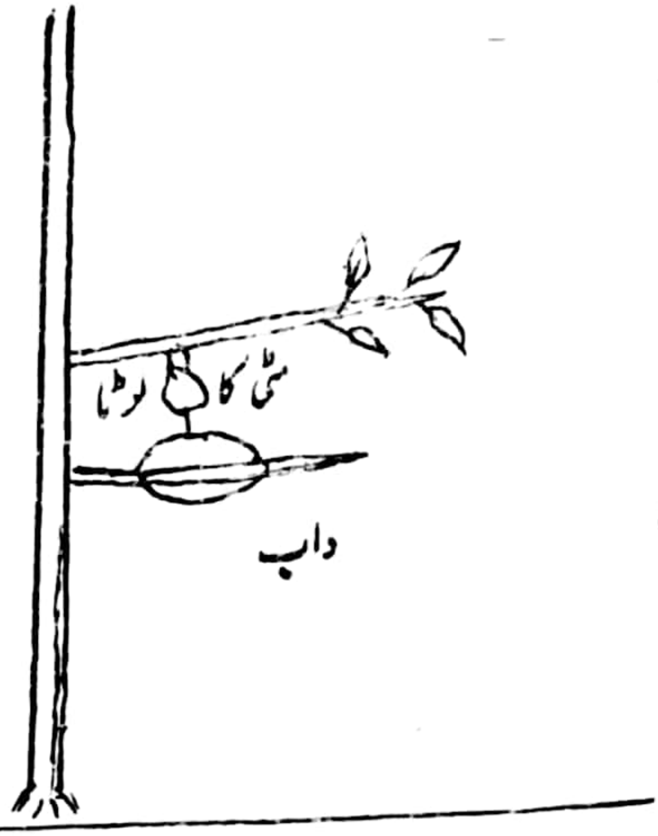
تصویر اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں۔

یہ طریق کا زمین میں دبانے سے بہتر ہے۔ اور اسکے اچھے نتیجے برآمد ہوتے ہیں۔



گملے کی داب

ہوائی داب : لعض درخت یا پودے ایسے ہوتے ہیں۔ جن کی شاخیں زمین سے دور ہوتی ہیں۔ ان پر نہ تو زمین میں دبا کر داب لگائی جاسکتی ہے۔ اور نہ ہی گملہ میں لگائی جاسکتی ہے۔ لیکن ان کی افزائش داب ہی کے ذریعے ہوتی ہے۔ اسکی خاطر ہوائی داب تجویز کی جاتی ہے۔ اسکی عملی صورت یہ ہے کہ موزوں شاخ لے کر اس پر زخم یا چھلہ لگاتے ہیں۔ اس کے گرد نرم ریت میرا مٹی لگا کر بوری یا کسی لوٹے کپڑا باندھ دیتے ہیں۔ اس پر متواتر پانی ڈالنا مقصود ہوتا ہے۔ اسکی بالائی ٹہنی پر مٹی کا لوٹا لٹکا دیتے ہیں۔ جس کے پیندے میں معمولی سا سوراخ کر دیتے ہیں۔ جس سے پانی رس رس کر گرتا ہے۔ تین ہفتے ڈیڑھ مہینے تک اس میں جڑیں نکل آتی ہیں۔ اب اسے مادر درخت سے کاٹ کر باغ میں نئی جگہ لگا سکتے ہیں۔ ہوائی داب کی تصویر نیچے دی جارہی ہے۔



ہوائی داب

پیوند کرنا: پیوند کا مطلب یہ ہے کہ ایک عام پودے کے ساتھ اعلیٰ پودے کو اس طرح جوڑتے ہیں کہ پرانے پودے کی خوراک نئے پودے کے حصے میں آتی ہے۔ اور جب شاخ نکل چکتی ہے تو پرانے پودے کی تمام شاخیں کاٹ دی جاتی ہیں۔ اور اعلیٰ پودے کی شاخوں کو پھلنے پھولنے کا موقعہ ملتا ہے۔ پیوند کئی طرح سے کیا جاتا ہے۔

۱. بغل گیر پیوند۔
۲. ٹی نما چشمہ۔

۳ موقع پر چشمہ چڑھانا
۴ چھلہ نما چشمہ۔
۵ پھانا نما پیوند
۶ زبان نما پیوند
۷ پل نما پیوند
۸ پیوند کا جدید طریقہ۔

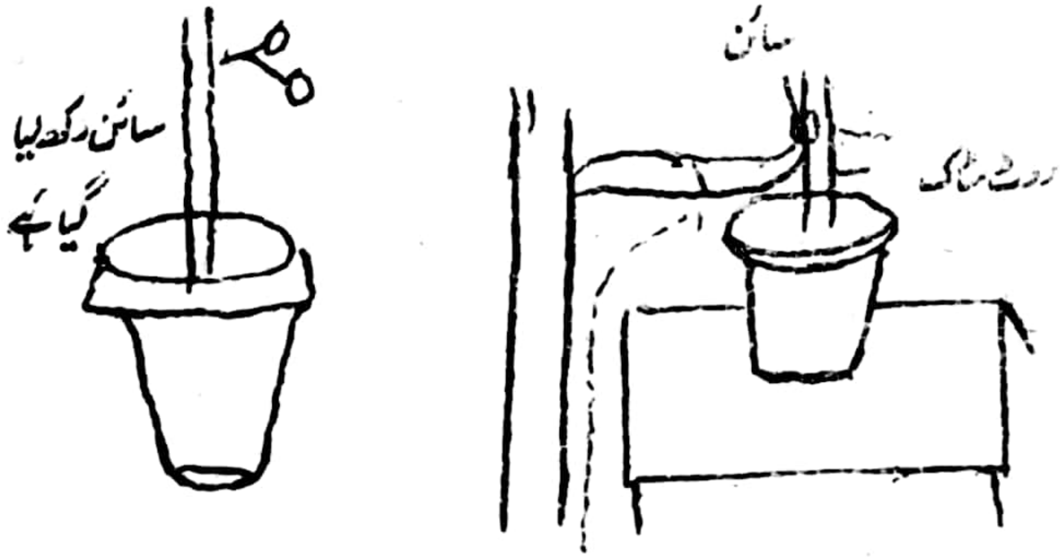
بغل گیر پیوند: اس کتاب میں آم کے باغ میں بھی اسے بیان کیا گیا ہے۔ لیکن قدرے مختصر طور پر ہے چونکہ یہ لوکاٹ اور دیگر پودوں پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس لیے یہاں اس کو تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔ اور تصاویر بھی دی جائینگی۔ ایک عام سا پودا جو گملے میں بیج سے لگایا گیا ہو۔ اُسے ہم روٹ سٹاک کہیں گے۔ کسی اچھے آم کی شاخ کو سائن۔ اگر سائن شاخ خاصی نیچی میسر ہو تو گملہ یعنی روٹ سٹاک اس کے نزدیک لا کر رکھ دیں۔ اگر نیچے کی شاخ موجود نہ ہو تو گملہ کو گھوڑی پر رکھیں۔ گھوڑی کی اونچائی پانچ فٹ تک ہو سکتی ہے۔ اس قسم کے پیوند میں بنیادی باتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

پیوند کا موسم	برسات یا بہار۔ برسات بہتر ہے
روٹ سٹاک کی عمر	نو ماہ سے ایک سال
سائن کی عمر	ایضاً
دونوں کی موٹائی	یکساں۔

اب دونوں کے ایک جانب دو انچ لمبا اور $\frac{1}{8}$ انچ

جوڑا کٹ اس طرح لگائیں۔ کہ دونوں کو آپس میں ملا کر جوڑا جائے تو برابر بندھ جائیں۔ اور انکی سطحیں ایک دوسرے سے متصل ہوں۔ اس پر چکنی مٹی باندھ دیں۔ اور اوپر بوری باندھ دیں۔

اب روزانہ صبح و شام اس پر پانی ڈالتے رہیں۔ گملے کو بھی پانی باقاعدہ دیں۔ اڑھائی تا تین ماہ میں جوڑ تیار ہو جائے گا۔ پہلے روٹ سٹاک ٹہنی جوڑ سے چار۔ پانچ اوپر کاٹ دیں۔ اور سائن والی شاخ کو جوڑ سے چار انچ اوپر دو اقساط سے میں کاٹیں۔ دونوں کے درمیان آٹھ دس دن کا فاصلہ ہو۔ اب سائن والی ٹہنی ہی گملے سے غذا حاصل کرے گی۔ جس طرح مندرجہ ذیل تصاویر سے ظاہر ہے۔



جہاں سے سائن کاٹا جاتا ہو

ٹی T نما چشمہ : اس میں یہ خوبی ہے کہ روٹ سٹاک کو کسی گھوڑی وغیرہ پر رکھ کر درخت کے پاس نہیں لے جانا پڑتا ۔ بلکہ سائن اور اچھے نسلی بخش سائن کی ٹہنی سے ایک چشمہ اُس جگہ پہنچا دی جاتی ہے ۔ جہاں روٹ سٹاک اگا یا جاتا ہے ۔ تفصیل اس کی یوں ہے کہ ۔

۱ ۔ موسم : بہار اور برسات فروری اور مارچ اول الذکر صورت میں اور اگست اور ستمبر آخر الذکر صورت میں ۔

روٹ سٹاک پنسل جتنا موٹا

سٹاک عمر ایک سے ڈیڑھ سال

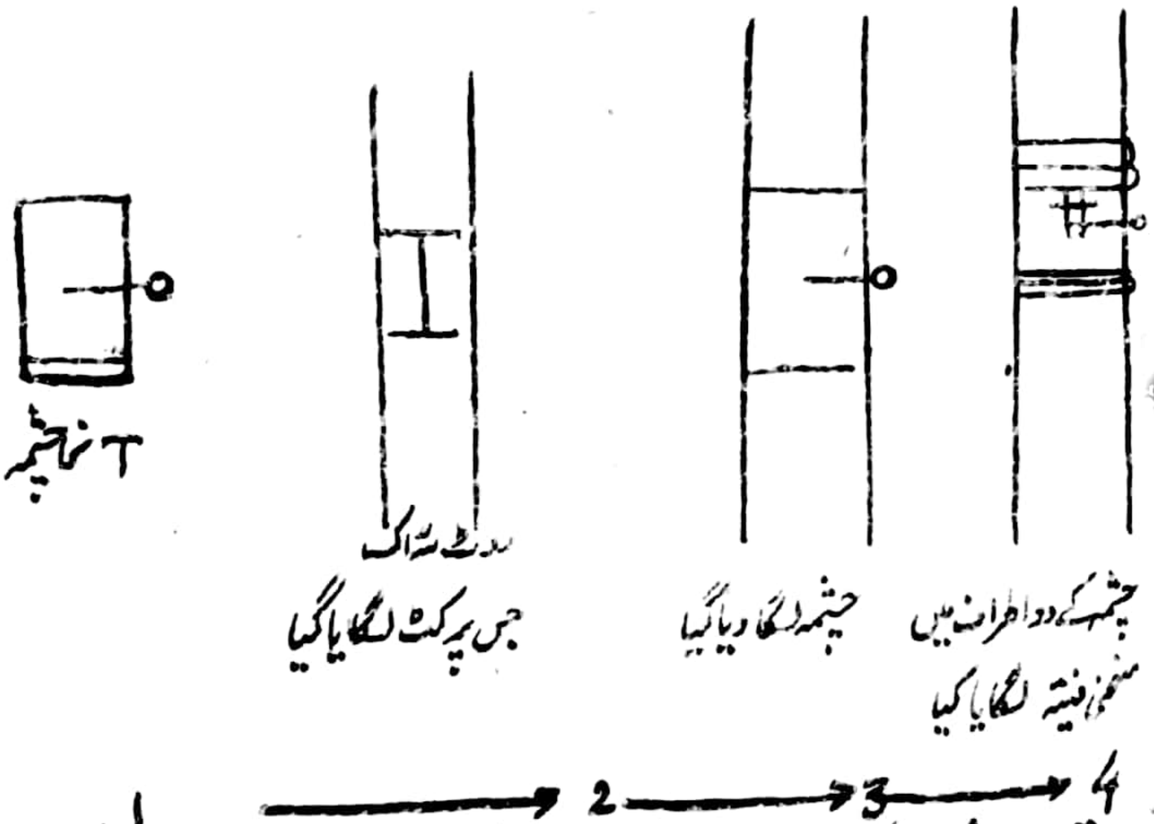
سائن کی موٹائی پنسل جتنی

سائن کا پودا : باغ کے بہترین پودوں میں ۔ معیاری پھل کا حامل

روٹ سٹاک پر اگر وہ تر شادہ پھل کا ہو تو زمین سے ۹" اوپر تقریباً ایک انچ کا لمبا کٹ وہیں کٹ لگانے میں احتیاط کریں ۔ نیچے لکڑی کو نقصان نہ پہنچے اب سائن کا پودا جو معیاری پھل والا ۔ اعلیٰ قسم ہے ۔ اس کا ایک چشمہ اتار لیں جس کے ساتھ کچھ لکڑی بھی ہو ۔ اسکو کٹ کے اندر رکھ کر اس طرح سوتی فیتہ یا پالی تھین باندھیں کہ چشمہ باہر رہے ۔

اگر طریق کار میں کوئی نقص نہیں تو چشمہ پھوٹے گا ۔ اور نئی شاخ اس چشمے سے نکلے گی ۔ چشمہ اگر صحیح طرح لگایا گیا ہو ۔ تو پندرہ دنوں میں کامیاب ہو جاتا ہے ۔ بموسم بہار میں تو چشمہ لگانے کے پندرہ دن بعد روٹ سٹاک کو چار انچ اوپر کاٹ دیں ۔ اور جب چشمہ پھوٹ آئے تو اس کے چار ہفتے بعد رسی، سوتی فیتہ اور پالی تھین ۔ کھول دیں ۔ اس دوران میں جو ڈ باقاعدہ پانی ڈالتے رہیں اور روٹ سٹاک کو بھی پانی دیتے رہیں ۔

نرشادہ کے علاوہ یہ طریقہ بیر، میٹھا گریپ فروٹ وغیرہ میں استعمال ہوتا ہے۔ تصاویر مندرجہ ذیل ہیں۔

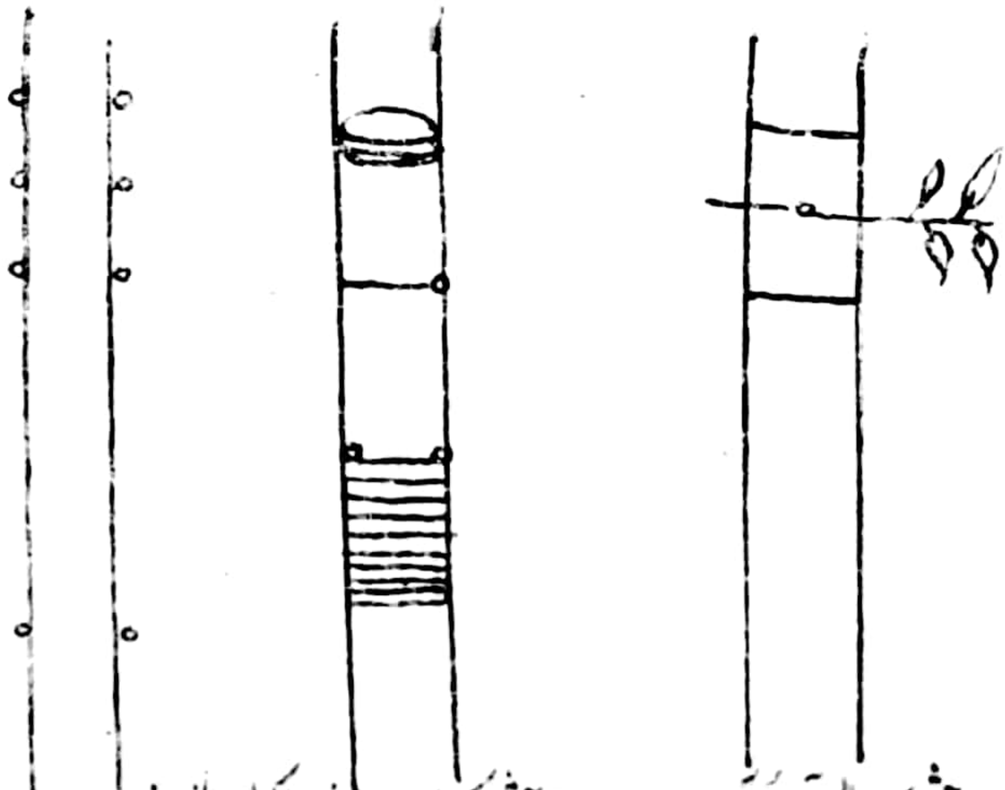


موقعہ پر چشمہ لگانا: یہ عمل آم پر آزمایا گیا ہے۔ گو اچھے نتائج بغل گیر پیوند جتنے ہیں۔ لیکن پھر بھی قابل عمل طریقہ ہے۔ اسکی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ ہر ٹہنی پر الگ آم پیوند کر سکتے ہیں۔ آزادی سے قبل شجاع آباد ضلع ملتان میں ہندو روسا کا ایک باغ تھا جس میں مالکان نے چند درخت ایسے بھی لگائے گئے تھے کہ ظاہری طور پر ہر ٹہنی سے الگ قسم آم اترتے تھے۔ یہ رئیس بڑے افسران کو باغ میں دعوت دیتے اور ایک ہی درخت کی مختلف ٹہنیوں سے جب مختلف قسم کے آم اترتے۔

تو وہ افسران رئیسوں کی بڑی تعریف کرتے۔ اس میں پیوند کا حقیقی طریقہ تو T نما چشمہ لگانے کا ہے۔ لیکن T چشمہ سے کچھ فرق ہے۔

ایک ایسا درخت منتخب کریں جس کا پھل بہترین ہو۔ گرافٹنگ سے چند روز پیشتر اسکی ایک موزوں موٹائی کی ٹہنی لیکر اس کے آٹھ دس پتے توڑ لیں۔ چند دن بعد ان کی ڈنڈیاں بھی ٹوٹ جائینگی۔ اب ان پر آنکھیں نمایاں ہونگی۔ جب آپ نے گملوں میں سگے روٹ سٹاک کو پیوند کرنا ہو تو خاموش چشمے والی ٹہنی سے اسطرح ٹکڑے کاٹ لیں کہ آٹھ خاموش آنکھیں اس پر آجائیں۔ اب روٹ سٹاک پر T چشمہ کی طرح ٹکڑی لگائیں۔ باندھیں۔ ہر روز ٹونٹی کے لوٹے سے پانی دیں اور گملے کو بھی باقاعدہ پانی دیتے رہیں۔ T چشمہ لگانے کے بعد موبی فیتہ وغیرہ کھول دیں

اب ڈالتو ٹہنیاں بھی ختم کر دیں۔ تصاویر مندرجہ ذیل ہیں۔

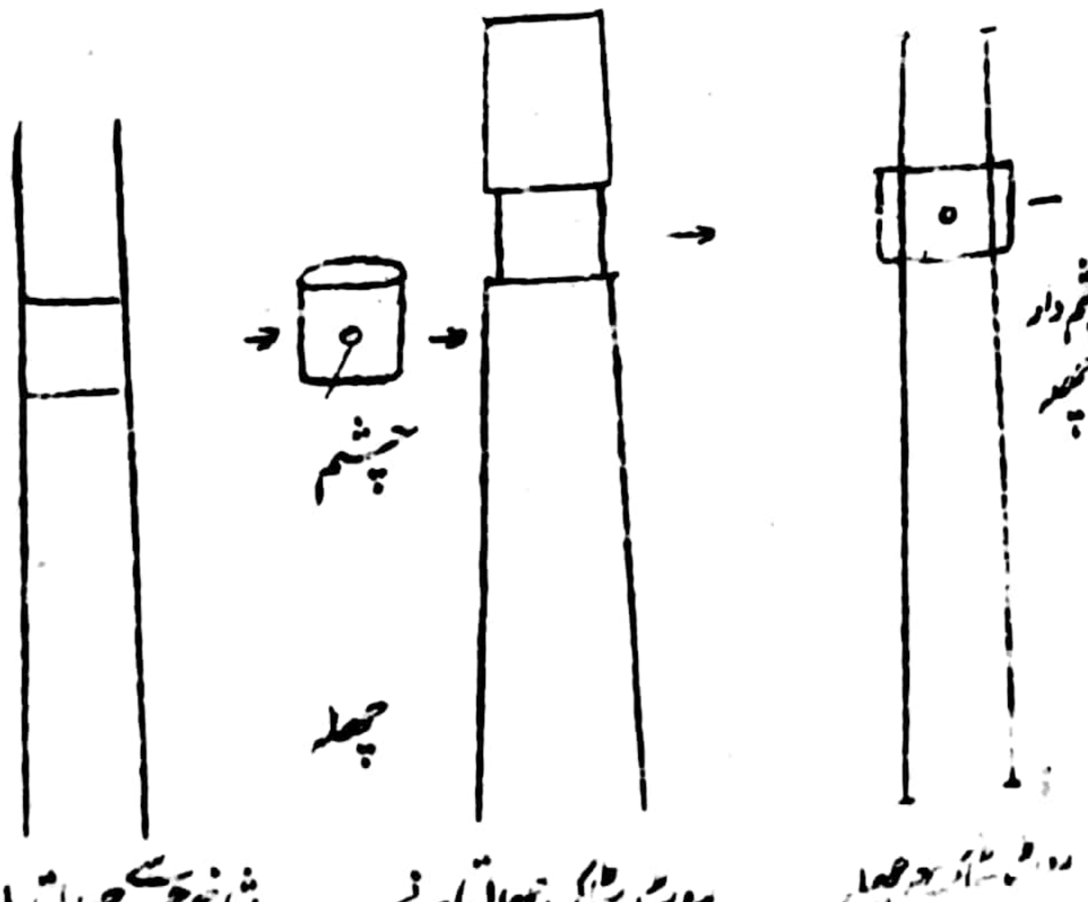


پیوندی لکڑی خاموش آنکھ والی ۱

۲ چشمہ کی طرح پیوندی لکڑی باندھنا → 2

چشمے پھوٹ آئے ہیں → 3

چھلہ نما پیوند: یہ پیوند کی اور قسم ہے۔ بنیادی اصول وہی ہے کہ اچھے درخت کی آنکھیں عام سے پودے کو مہیا کی جائیں۔ اس میں اچھے درخت کی ٹہنی اسی قدر ہوتی ہیں۔ جتنی روٹ سٹاک کی موٹائی ہوتی ہے۔ اب اچھے درخت کی شاخ سے نصف سے ایک انچ اونچائی کا چھلہ۔ اس طرح اتارتے ہیں۔ کہ اس پر ایک یا دو چشم ضرور ہو۔ اس طرح اتنا ہی چھلہ روٹ سٹاک سے اتار دیتے ہیں۔ اب اچھے پودے یا درخت کا چھلہ روٹ سٹاک کو اوپر سے ڈالتے ہیں۔ اور نیچے لاتے جاتے ہیں حتیٰ کہ وہ چھلہ اتاری ہوئی جگہ پر آکر فٹ بیٹھ جاتا ہے۔ اب اسے مٹی۔ موی فیتہ سے باندھ دیتے ہیں۔ اور چشم خالی چھوڑ دیتے ہیں۔ جس طرح مندرجہ ذیل تصاویر سے ظاہر ہے۔

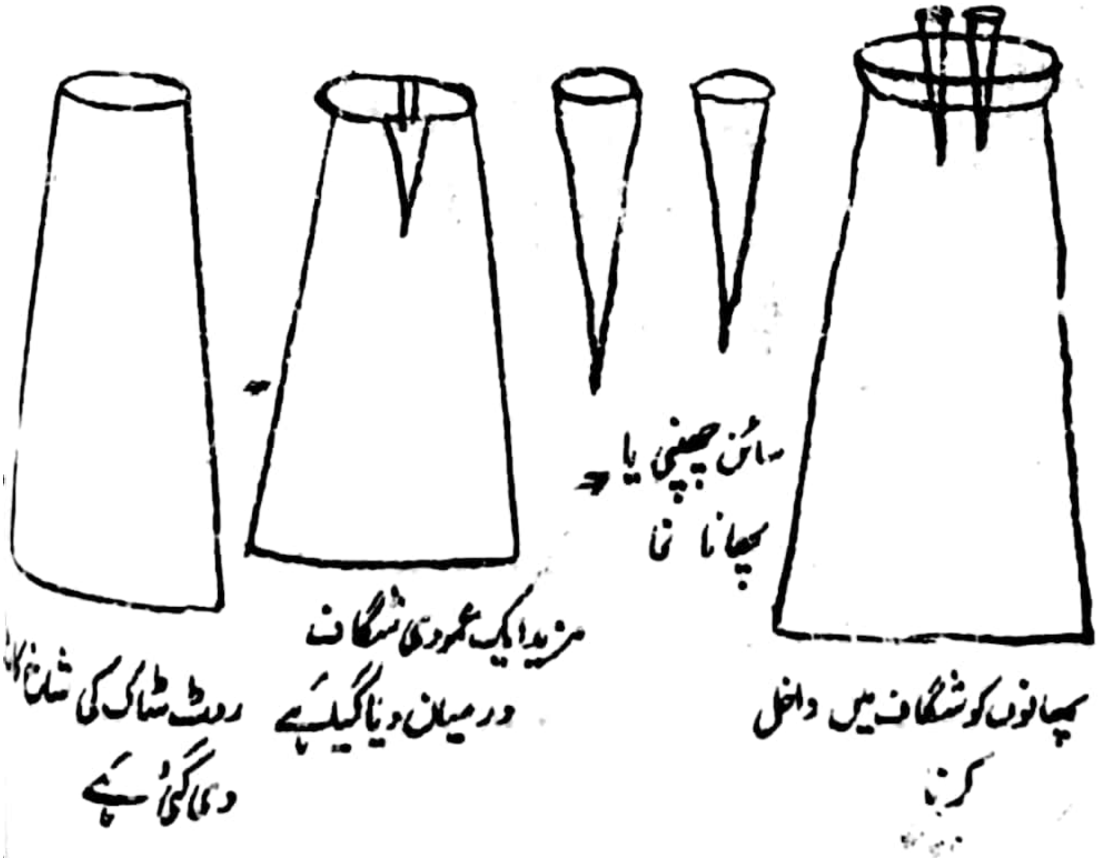


شاخ جس سے چھلہ اتارا جائے گا۔ — روٹ سٹاک چھلہ اتارنے کے بعد — روٹ سٹاک اور چھلہ

چھانانما پیوندی

ظاہری طور پر یہ طریقہ عجیب سا نظر آئے گا۔ اب تک جو طریقے بیان کیے گئے ہیں۔ ان میں شاخوں کو موٹائی سائن اور روٹ سٹاک دونوں میں برابر ہونا لازم تھا۔ لیکن اس طریقے میں ایسا نہیں ہے۔ روٹ سٹاک پر موزوں کی سی شاخ پسند کریں اور چاقو سے کاٹ دیں۔ ایک اور کٹ اُس دائرہ کے اندر دیں۔ جو کاٹنے سے بن گیا ہو۔ اور اسے قریباً ایک انچ گہرا لے جائیں۔

اب سائن اس طرح تیار کریں کہ اچھے پودے یا درخت کی تین چار انچ لمبی ٹہنیاں لیں جس پر آنکھیں موجود ہوں۔ انہیں چھینی کے انداز میں گھڑیں اور اسکے تپلے رخ روٹ سٹاک کے دراڑ میں داخل کرکے اوپر سے مومی فیتہ باندھ دیں۔ تین ماہ تک سائن کی آنکھوں پر شاخیں پھوٹ نکلیں گی۔



زبان نما پیوند: اس میں سٹاک اور سائن دونو کی موٹائی یکساں ہوتی ہے۔ دونوں پر لا کٹ اڑھائی تین انچ لمبا رہتے ہیں۔ اور دوسرا کٹ اس طرح دیتے ہیں کہ دونو جانب زبان سی بن جاتی ہے۔ دونوں کو والپس میں ملا کر مومی فیتے سے باندھ دیتے ہیں۔

پل نما پیوند: اس کا مقصد عام پودے سٹاک کہتے ہیں۔ گو سائن سے پیوند کر کے بہتر پورا کرنا نہیں ہے۔ بلکہ بعض پودے جن کی ایک ہی شاخ ہو اور وہ زخمی ہو جائیں۔ سوکھنے کا ڈر ہو تو ان کا زخم مندمل کرنا ہے۔

زخم والی شاخ پر اس طرح زخمی حصہ کاٹیں کہ صورت یوں ہے۔ جس طرح سائن سے چھلا اتار کر سائن کی بن گئی تھی۔ اب سائن سے جس کی موٹائی اتنی ہی ہو۔ بیرونی چھلکوں کے لمبے ٹکڑے کاٹیں۔ یہ چھلا اتری ہوئی جگہ پر پل بناتے گذر جائیں۔ ان پر مومی فیتہ لگا دیں۔ خوراک پہنچی شروع ہو جائے گی۔ اور شاخ نہ سوکھے گی۔

پیوند کا جدید طریقہ: اسے تم ... ب میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے یہ طریقہ نہایت اندال اور آسان ہے۔ گٹھلی کا سٹاک جس کی عمر تین ہفتے ہوتی ہے۔ گٹھلی کے گرد مٹی چڑھا کر اسے پولی تھین میں باندھ دیا جاتا ہے۔ اب اس سٹاک کو ترچھا کٹ لگاتے ہیں اور سائن کو بھی اور اوپر شاخ پر باندھ دیتے ہیں۔ اس میں مندرجہ ذیل فائدے ہیں۔

1. روٹ سٹاک کی عمر بہت کم ہوتی ہے۔
2. سائن کی عمر بہت کم ہوتی ہے۔

3 جوڑ کی کامیابی زیادہ ہے ۔

4 ایک درخت پر بہت سے پیوند کیئے جا سکتے ہیں ۔

5 پودے کی قیمت میں کمی ہو گئی ہے ۔

6 پودا کم عمر میں تیار ہوتا ہے ۔

7 وہ بہت سے تھوڑی دیر میں تیار کیئے جا سکتے ہیں ۔ یہ طریقہ ابھی تجربہ باقی مراحل کی آخری کڑیاں ختم کر رہا ہے ۔ بہت جلد اسکی کامیابی کے اعداد و شمار بھی عوام پر واضح کر دیئے جائینگے ۔

سکرز: ان چھوٹے چھوٹے پودوں کو کہتے ہیں ۔ جو کھجور ۔ کیلے ۔ انناس وغیرہ کے ساتھ نیچے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں ۔ نئے کیلے یا نئے کھجوران کی بدولت لگائے جاتے ہیں ۔ سکر دو موسموں میں لگائے جاتے ہیں ۔

۱ موسم بہار

۲ برسات:

بہار کا موسم بہتر ہے ۔ سکر مادر پودے سے اتارتے وقت یہ احتیاط لازم ہے ۔ کہ نہ سکر زخمی ہو اور نہ مادر پودا ۔ سکر علیحدہ کر کے پہلے الگ زمین میں لگا دیتے ہیں ۔ اور پھر جب اس زمین میں ایک موسم گذر جائے ۔ اپنی بہار کا لگایا ہوا ۔ سکر برسات کے زمین کو بنا دے تو گاچی کے ذریعے نئے باغ میں لگا دیتے ہیں ۔

ذیل میں بتا دیا جاتا ہے ۔ جس سے معلوم ہو گا کہ کونسی عمل افزائش کونسے پھل دار پودے کے لیے مفید ہے ۔

قلم ۔ فالسہ ۔ انگور ۔ انجیر ۔ میٹھا ۔ شہتوت ۔ کاغذی ۔ لیموں ۔ انار

زمینی داب (سادہ داب) موتیا ۔ چنبیلی ۔ کاغذی لیموں ۔ سٹرا بیری ۔ [illegible]

لیچی ۔

بغل گیر پیوند ۔ آم ۔ لیچی ۔ ایواکیڈو ۔ لوکاٹ ۔

ٹی نما چشمہ ۔ آلوچہ ۔ مالٹا ۔ شہتوت ۔ سنگترہ ۔ بیر

موقع پر چشمہ ؛ آم

چھلا نما چشمہ ۔ شہتوت ۔ آڑو ۔ لوکاٹ ۔ بادام ۔ آلوچہ ۔

پھانا نما پیوند   پت جھڑ پودوں میں ۔

زبان نما ۔   پت جھڑ پودوں میں

جدید طریقہ   آم

مندرجہ بالا جدول دیکھنے سے آپکو معلوم ہوگا کہ آم پر سب سے زیادہ طریقے کارآمد ثابت ہوتے ہیں ۔ بغل گیر پیوند کا رواج زیادہ ہے ۔ لیکن موقع پر چشمہ چڑھانا بھی خوب ہے ۔ اور اب جدید طریقے نے اپنا مقام بنانا ہے ۔ اور شاید دوسروں پر سبقت لے جائے ۔

اس طرح بغل گیر پیوند جہاں شہتوت ۔ آم ۔ لیچی ۔ ایواکیڈو ۔ لوکاٹ شہتوت سبھی شامل ہیں ۔ البتہ پھانا نما اور زبان نما پیوند صرف پت جھڑ پودوں میں مفید ہیں ۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے ۔ کہ اس کتاب کا مقصد صرف علمی طور پر پڑھنے والے کی رہنمائی کرنا ہے ۔ یہ باغبانی بھی ایک سائنس ہے ۔ اور جب تک سائنس مضامین کو عملی طور پر ہاتھ سے نہ کیا جائے ۔ اور بار بار اسکی پریکٹس نہ کی جائے ۔ تو جسطرح پنجابی میں کہتے ہیں ۔ ہاتھ صاف نہیں ہوتا یا ہاتھ میں صفائی نہیں آتی ۔ اس طرح عملی لحاظ سے مہارت حاصل نہیں ہوتی ۔

یہ سفارش کی جاتی ہے کہ یہ باب پڑھنے کے بعد اس کتاب کا پڑھنے والا کسی نزدیکی نرسری یا مستند باغ میں جائے۔ ان پیوند۔ داب قلم وغیرہ سے جو کچھ ملے۔ اسے ملاحظہ کرے۔ اور موسم آنے پر خود کرے

آم (MANGO)

آم کو پھلوں کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔ اس پھل کی اتنی اقسام ہیں۔ کہ منڈی میں جہاں آپ کو چند آنے سیر آم ملینگے۔ وہاں ایسے آم بھی موجود ہونگے جن کی قیمت تین روپے سیر زاید ہوگی۔ لذت اور بطور مخصوص غذائی خصوصیات کے ہر خاص وعام اسے پسند کرتے ہیں۔ قیام پاکستان کے وقت ہمارے ملک میں زیادہ تر دیسی اقسام کے باغ تھے۔ اعلیٰ اقسام محدود تھیں۔ لیکن اس بائیس سالہ عرصوں میں نہ صرف سرکاری بلکہ نجی حلقوں نے اس طرف کو الٹی لذت۔ سائنس اور دوسری خوبیاں بھارت کے آموں سے بڑھ گئی ہیں

مشرقی پاکستان میں پہلے ہی اچھے آم میسر آتے تھے۔ ان کا سلسلہ جاری ہے

مشہور آم

قیام پاکستان کے بعد جہاں پاکستان میں بھارت کے تمام مشہور آم اگائے گئے ہیں۔ وہاں لوگوں نے ان مشہور ناموں کے علاوہ نئے نام رکھ لیے ہیں۔ ان ناموں میں اتنا بڑا ہے کہ ایک آم جو ایک باغباں کے پاس ایک نام سے فروخت ہوتا ہے۔ دوسرے بڑے باغباں کے پاس کسی اور نام سے بکتا ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ ہر علاقہ کے مشہور آموں کے نام الگ الگ لکھے جائیں۔

ا۔ سابقہ پنجاب کے آم

1 لنگڑا
2 دسہری
3 ثمر بہشت
4 رٹول
5 مالدہ
6 الفانسو

ب سابقہ سندھ کے مشہور آم

۱۔ سندھڑی
۲ بیگن پالی
3 سوارنا ریکا
4 طوطا پری
5 نیلم

ج مشرقی پاکستان کے مشہور آم

1 فضلی
2 گوپال بھوگ
3 رانی پسند
4 کوہ نور

5 موہن بھوگ

6 کسن بھوگ

7 زرد آلو

د- **مختلف آم** : زمینداروں نے اپنے خاص آموں کے مختلف نام رکھ دیئے ہیں جن کا جاننا ضروری ہے۔ غلام محمد والا (ملتان) روسی دلہن۔ شمس الاشمار، بے نشان۔ نیک حبند والا، قمر زعفران۔ آب حیات فردوسیہ۔ زلف بنگال۔ رستم۔ لب شیریں۔ نورالہندی۔ حسن وجمال۔ میٹھا کتھا، لگھی۔ لوٹا۔ پیڑا۔ کریلہ۔ بلبل چشم۔ حسن آرا۔ فردوس بریں شہناز۔ وغیرہ کئی نام ہیں۔

غیر ممالک کے آم :

فلپائن کیرا باؤ۔ پیکو

ہوائی جزیرے آہ ینگ۔ گوزیا۔ جو دلیھم۔ اونو۔

تھائی لینڈ۔ کبھوسادت۔ اوکیرانگ

جزائر غرب الہند۔ جولی

مصر ہیروکا۔

پاکستان کا مشہور آموں کی شکل و شباہت :

پاکستان میں اس وقت بھارت کے بہترین آم اگائے گئے ہیں۔ اور اپنی کوالٹی میں ان میں سے بہتر ہے۔ ایک ایسے فرد کے لیے جو باغبانی میں قدم رکھ رہا ہو۔ یا اپنے باغ کو ترقی دینا چاہتا ہو۔ ان آموں کی شکل و شباہت اور دوسری

خصوصیات سے آگاہ ہونا ضروری ۔ اس باب کی تحریر میں ماہرین زراعت کے قائم کیے ہوئے عدد اور تحریروں سے مدد لی گئی ہے ۔

انور رٹول: یہ بھارت کا رٹول آم ہے ۔ بیضوی شکل کا ہوتا ہے ۔ سائز درمیانہ شانے گول ۔ چھلکا درمیانہ ۔ گودا بے ریشہ ۔ سرخی مائل زرد ۔ نہایت شریں اور لذیذ ۔ خوشبودار ۔ گٹھلی درمیانی ہوتی ہے ۔ جولائی میں پکتا ہے ۔

لنگڑا: یہ بنارس کا آم ہے ۔ پاکستان کا مقبول ترین آم تھا ۔ لیکن انور رٹول اس سے نمبر لے گیا ہے ۔ شکل بیضوی ۔ لمبوتری ۔ شانے نمایاں ۔ اس چھلکا ہلکا سبز رہتا ہے ۔ گودا سرخی مائل زرد ۔ بے حد شریں ۔ خوشبودار لذیذ ۔ بغیر ریشہ گٹھلی پتلی اور لمبوتری ہوتی ہے ۔ بھدے اور موٹے قسم کے لنگڑے سے فرق کریں ۔

آمن دسہری: اس کی شکل لمبوتری ہے ۔ سائز 9.4 ، 5.9 ، 5.2 ہے ۔ شانے نمایاں ہوتے ہیں ۔ اس کے چھلکے کا رنگ خوبانی کے رنگ کا ہوتا ہے ۔ گودا گہرا زرد ۔ ذائقہ لذیذ ۔ خوشبودار ریشہ کم ہوتا ہے ۔ جولائی میں پکتا ہے ۔

مالدہ: اس کی شکل بیضوی ۔ سائز 9.9 × 6.5 × 5.5 ۔ اس کا چھلکا ایک جیسا نہیں ہوتا ۔ بلکہ عموماً نچلے حصے میں سبز اور شانوں کے پاس زردی مائل ہوتا ہے ۔ مشرقی پاکستان کا آم ہے ۔
گودا سرخی مائل زرد ۔ بغیر ریشہ ۔ خوشبودار ۔ لیکن گھل جانے والا ہوتا ہے ۔ اس لیے پہلے تین آموں کے مقابلے میں کاٹ کر کھانے کے عمل میں اس کے گودے میں دستیابی نہیں ہوتی ۔

ثمر بہشت رام پور۔ سفیدی شکل کا ہے۔ اور دوسرے ثمر بہشت یعنی چونسے سے یہی بڑا فرق ہے۔ سائز چھوٹا چھلکے کا رنگ سبز۔ گودا نرم۔ ریشہ برائے نام۔ سفیدی مائل زرد۔ خوشبودار۔ گٹھلی درمیانہ۔ جولائی اور اگست میں پکتا ہے۔

ثمر بہشت چونسہ: یہ قسم رام پوری کے مقابلے میں زیادہ مقبول ہے۔ یہ قدرے لمبوترا ہے۔ اس کا سائز 5.4 × 5.9 × 9 ہے۔ شانے ڈھلکے ہوئے۔ چھلکا گہرے رنگ کا۔ گودا زرد۔ نہایت عمدہ خوشبودار۔ لذیذ۔ شیریں۔ گٹھلی پتلی اور لمبوتری۔ جولائی اور وسط اگست میں پکتا ہے۔

فجری: یہ بیضوی شکل ہے۔ سائز 5.6 × 6.2 × 9.2 سنٹی میٹر۔ اس کا چھلکا زردی مائل سرخ۔ گودا خرمانی کے رنگ کی طرح۔ نرم۔ ذائقہ اچھا خوشبودار۔ لذیذ۔ شیریں۔ جولائی میں پکتا ہے۔

طوطا پری: لمبوترا ہے۔ سائز 5.9 × 7.3 × 6.5 ہے۔ شانے نوک دار یکساں۔ چھلکا گیروے رنگ کا۔ باریک۔ گودا زردی مائل سرخ کھٹ میٹھا۔ کم ریشہ دار۔

سندھڑی: لمبوترا ہے۔ سائز 5.5 × 6.5 × 15.5۔ چھلکا زرد ہے۔ گودا۔ گہرا رنگ زرد۔ خستہ شیریں۔ نفیس۔ ریشہ بہت کم۔ گٹھلی لمبوتری۔ پکنے کا وقت جون، جولائی۔ مندرجہ بالا باقی آموں کے مقابلے میں دگنی مقدار میں فی درخت پھل لاتا ہے۔

بیگن پالی: بیضوی اور لمبوترا ہے۔ سائز 6.8 × 8.1 × 12.6 ہے۔ شانے ڈھلے ہوئے۔ چھلکا سنہری مائل زرد۔

گودا گہرے زرد رنگ کا۔ شیریں رس دار۔ گٹھلی پتلی۔

الفانسو: گول بیضوی شکل ہے۔ سائز 7.3 x 5.5 x 4.8 سنٹی میٹر۔ چھلکا زردی مائل سرخ۔ گودا۔ خوبانی کے رنگ کی طرح نرم۔ ذائقہ اچھا۔ خوشبودار۔ لذیذ۔ شیریں۔ جولائی میں پکتا ہے۔

سوارنا ریکھا: اسکی شکل بیضوی ہوتی ہے۔ سائز 16.2 x 7.4 x 6.2 سنٹی میٹر ہے۔ شانے ڈھلکے ہوئے۔ چھلکا گہرا زرد گودا۔ خوبانی کے رنگ کا۔ کھٹ میٹھا۔ پکنے کا وقت شروع اگست۔

آم کے لیے موزوں زمین اور آب وہوا: آم کے لیے جس قسم کی زمین اور آب وہوا درکار ہے اس کی تشریح پہلے ابواب میں کر دی گئی ہے۔

آم کی افزائش کے طریقے:

۱۔ تخمی

۲۔ پیوندی

یہ طریقے پہلے باب میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ یہاں مختلف نام لکھ دیے جاتے ہیں۔ اور آخری طریقے کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔ یہ طریقہ حال ہی میں زرعی یونیورسٹی لائل پور میں کامیابی کے ساتھ آزمایا گیا ہے۔ دوسری طور پر یہاں ہونگے۔

ا۔ پیوند یا انارچنگ

ب۔ موقع پر چشمہ لگانا

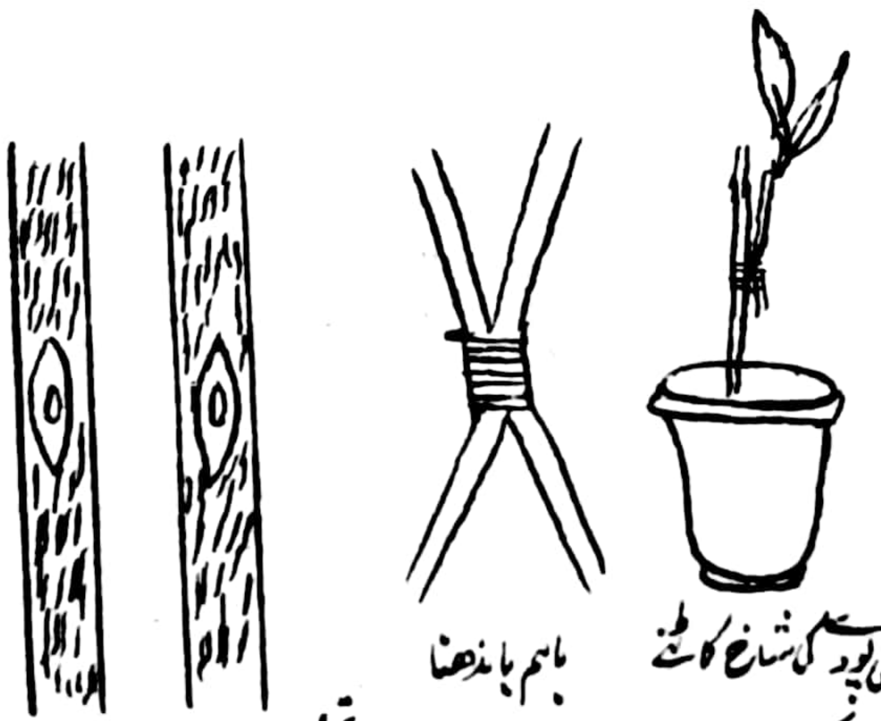
ج۔ قلمیں لگانا تراشے لگانا۔

د. گٹی کے ذریعے افزائش : یہ طریقہ ہندوستان میں آزمایا گیا ہے۔

ر. چپٹیوں نما چشمہ لگانا

س. وینیر گرافٹنگ .

پیوندا گملے میں لگے ہوئے تخمی پودے کو درخت کے پاس یا اونچائی پر جہاں مناسب شاخ ملے۔ رکھا جائے۔ پیوند کی جانے والی شاخ سے تقریباً دو انچ لمبا اور 1/8 انچ گہرا چھلکا اتارا جائے۔ تخمی پودے پر بھی دس انچ اوپر ایسا ہی شگاف دیا جائے۔ دونوں کٹی ہوئی جگہوں کو جوڑ کر باندھ دیں۔ پانی دیتے رہیں۔ اڑھائی تین مہینے کے بعد پیوند تیار ہوگا۔ اب تخمی شاخ کاٹ دیں۔ ایک ہفتے بعد پیوند شدہ شاخ کو تین چار انچ نیچے کاٹ دیں شکل نیچے دی جا رہی ہے۔

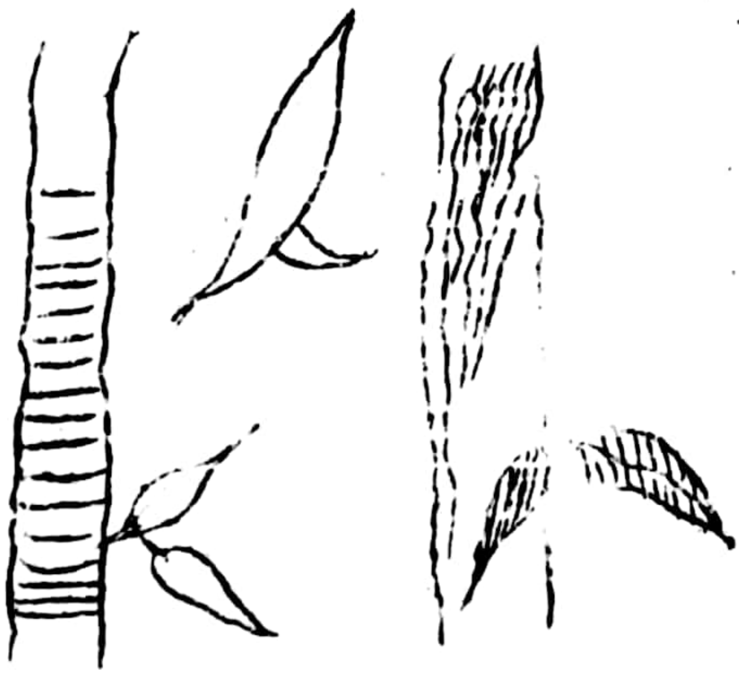


تخمی پودے اور ترقی یافتہ پودے کی ٹہنیاں چھلکا اتار کر

باہم باندھنا

تخمی پودے کی شاخ کاٹنے کے بعد

چشم کے ذریعے : ایک سال کی پختہ اور اچھی شاخ چن لیں۔ اوپر سے کچی لکڑی کاٹ دیں۔ جو کہ دس پندرہ دن بعد اس پر چشمے ابھریں گی۔ ان کے چشم والی لکڑی کاٹ لیں۔ تین سال کے تخمی پودے جن کی کونپلیں نکل چکی ہوں ہیں۔ اسکی تین شاخوں پر T شکل کا کٹ لگائیں۔ لیکن نچلی لکڑی کو نقصان نہ پہنچے۔ پیوند ہونے والی لکڑی سے چشم اتار لی جائے۔ اس کے ساتھ ڈیڑھ اینچ چھال بھی ہوگی۔ اب اسے T کٹ کے اندر اس طرح داخل کریں کہ اسے پودے کی کھال ڈھک دے چشمہ ننگا رکھا جائے۔ شگاف کو رسی یا فیتہ سے باندھ دیں۔ جب چشمے سے شاخ پھوٹ نکلے اور شاخ دور تک چلی جائے۔ تو تخمی پودے کو تین چار اینچ اوپر کاٹ دیں۔ تین چار ہفتے بعد رسی کھول دیں۔ شکل نیچے دی جا رہی ہے۔



ٹی بڈنگ — شاخ سے چشمہ اتارنے

نیا طریقہ: یہ طریقہ زرعی یونیورسٹی لائل پور نے ۱۹۶۶ سنہ میں ایجاد کیا اور تین سال سے کافی پودے اس طریقے پر پیوند کیئے جا چکے ہیں۔ اُن کے اپنے الفاظ میں طریقہ مندرجہ ذیل ہے:

گٹھلیوں سے اُگے ہوئے قریباً ایک ہفتے کی عمر کے ننھے ننھے پودے گٹھلیوں سمیت کیاریوں سے نکال لیے جاتے ہیں۔ اور گٹھلیوں پر تھوڑی سی نامعلوم مٹی لگادی جاتی ہے۔ پھر مٹی سمیت گٹھلیوں کو پولی تھین جس کو عام لوگ پلاسٹک کہتے ہیں، کی پوٹلیوں میں باندھ دیا جاتا ہے۔ اس طرح پوٹلیوں میں ہوا کا گزر تو ہو سکتا ہے۔ لیکن نمی باہر نہیں آسکتی۔ اور گٹھلیوں پر چڑھی ہوئی مٹی گیلی رہتی ہے جس سے ننھے پودے کو پیوند کے دوران پانی کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اسی عمل کے بعد آم کے جس درخت سے پیوند لینا مقصود ہو۔ اس سے ننھے پودے کے تنے کی موٹائی کے برابر نئی اُگی ہوئی شاخ چن لی جاتی ہے۔ پھر اس ننھے تخمی پودے کے تنے پر گٹھلی کے تین چار انچ اوپر تیز چاقو سے قریباً دو انچ لمبا قلم نما گہرا کٹ دے کر اوپر والا حصہ الگ کر دیا جاتا ہے۔ اس کے برابر [illegible] کی شاخ پر بھی کٹ لگایا جاتا ہے پھر دونوں کٹے ہوئے حصوں کو سختی سے کس کر باندھ دیا جاتا ہے۔ بندھے ہوئے حصے کو پالی تھین کے ٹکڑے سے ڈھانپ دیا جاتا ہے۔ تاکہ جڑے ہوئے حصے ہوا لگ کر خشک نہ ہو جائیں۔ اس عمل کے ذریعہ صرف تین ہفتوں میں جوڑ مکمل ہو جاتا ہے۔ احتیاطاً مزید ایک ہفتہ کے بعد تخمی پودے کو بڑے درخت سے پیوند شدہ شاخ سمیت کاٹ کر گملے یا زمین میں لگا دیا جاتا ہے اس طرح خالص نسل کا پودا تیار ہو جاتا ہے۔ جسے ایک سال کے بعد باغ میں

نصب کر دیا جاتا ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ طریقہ ارزاں اور وقت بچاتا ہے۔

آم کی بیماریاں

آم کی بیماریوں سے آم کے باغوں کو بڑا نقصان پہنچتا ہے۔ ان بیماریوں میں آم کا ٹھور سرفہرست ہے اور اسکے لیے حکومت مغربی پاکستان نے مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام بھی مقرر کیا تھا۔ لیکن کوئی خاطر خواہ علاج معلوم نہ ہوسکا۔

آم کا ٹھور

بعض آموں کے پودوں پر جب پھول آتے ہیں۔ تو اکثر ٹہنیوں پر خراب سی شکل کی پھولداریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ پھول دار شاخیں ایک گودام گچھے کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ یہ گچھا پہلے پھول نما ہوتا ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ سیاہ اور مردہ ہو جاتا ہے۔ اور ٹہنیوں پر بے کار لٹکتا رہتا ہے۔ کچھ آموں میں اتنے بڑے مخروط نہیں بنتے۔ بلکہ چھوٹے چھوٹے مردہ سے سیاہ ہو جاتے۔ جس طرح مندرجہ ذیل اشکال سے ظاہر ہے۔



تندرست بور





بیمار بور۔

علاج: اسکی وجہ پوری طرح دریافت نہیں ہوسکی۔ مندرجہ ذیل اقدامات اختیار کیے جاتے ہیں۔

۱ پودے کے بیمار حصوں کو کاٹ دیا جائے

۲ اگر پانی درست اور صحیح طور پر نہیں دیا جائے۔ تو اس کا انتظام کیا جائے اور کھاد ڈالیں

۳ کئی آموں کی قسمیں اس بیماری کا مقابلہ کرتی ہیں۔ مثلاً سلیم اور لنگڑا۔ انہیں کاشت کریں۔ یا انفرادی طور پر کئی پودے اس بیماری کا مقابلہ کرتے ہیں۔ ان سے نسل آگے بڑھائی جائے۔

آم کا سوکھا: آم کی مشہور بیماری ہے۔ اور اسکی چھوت پھیل جاتی ہے۔ ایک درخت پر بیماری نمودار ہوتی ہے۔ تو خواہ آپ کتنی حفاظت کریں۔ دوسرے درختوں کو لگ جاتی ہے۔

علامات: پتوں پر سیاہ دھبے نمودار ہوتے ہیں۔ پتے سوکھ کر گرنا شروع ہو جاتے ہیں۔ ٹہنیوں پر بھی یہی علامات ہوتی ہیں۔ وہ سیاہ ہو جاتی ہیں۔ پھل پر بھی بیماری حملہ کرتی ہے۔ ان پر سیاہ داغ پڑ جاتے ہیں۔ اور پھل وہاں سے گلنا شروع ہو جاتا ہے۔

علاج: بیمار درخت کے پتوں اور ٹہنیوں پر بورڈو مکسچر کا سپرے کریں۔ اس میں تین، [illegible] نیلا تھوتھا اور [illegible] پانی ملائیں۔ صرف ایک بار سپرے سے فائدہ نہیں ہوگا بلکہ [illegible] دوسرا [illegible] بعض آم کی فصل سے دوبارہ پیشتر اور ایک دفعہ پھل لینے کے بعد۔

احتیاط: بیمار پتے اور ٹہنیاں جو گر جائیں۔ انہیں ڈھیر بنا کر آگ لگا دیں

٢. بیمار درختوں سے پیوند نہ کریں ۔

آم کی پھپھوندی: اس پھپھوندی کے زیر اثر پتوں اور بور پر سفید دھبے پڑ جاتے ہیں ۔ جوں جوں یہ بیماری زیادہ ہوتی ہے ۔ پتے گرتے ہیں ۔ اگر بور متاثر ہو تو پھل بہت کم لگتا ہے ۔ بلکہ لگا ہوا پھل گر جاتا ہے ۔

علاج: پتوں اور بور پر گندھک چھڑکیں ۔

حفاظت اور احتیاط: گرے ہوئے پتوں اور خشک بور کو اکٹھا کر کے جلائیں تاکہ یہ بیماری اچھے بھلے درختوں کو متاثر نہ کرے ۔

آم کو چاٹنے والے کیڑے

آم کا تیلہ: یہ دراصل دو قسم کے کیڑے ہیں ۔ اول الذکر کا قد ١/٦ اور دوسرے کا ١/٢ انچ ہے ۔ متاثرہ باغ کے درخت سے نیچے اگر آپ کو گزرنے کا اتفاق ہو ۔ تو آپ کی معمولی آہٹ سے کیڑے اڑ کر پھر پتوں پر گرتے ہیں جس سے بارش ہونے کا شور سا پیدا ہوتا ہے ۔

علامات: یہ کیڑے پتوں کا رس چوستے ہیں ۔ پودے کمزور ہو جاتے ہیں اور ایک لیس دار رطوبت خارج کرتے ہیں جس سے پتے پر پھپھوندی لگ جاتی ہے ۔ پتے کمزور ہو جاتے ہیں ۔ پھل کم لگتا ہے ۔

علاج: دسمبر سے فروری تک کسی مہینے میں مندرجہ ذیل میں سے کوئی سپرے کریں ۔

١. گندہ بیروزہ سردیوں میں پانی میں تناسب ۔ ایک نسبت چھ ۔
٢. گندہ بیروزہ کا صابن " " " ایک نسبت چالیس

۳ ۔ میلاتھیان ۔ نصف پونڈ پانی ۔ یک صد گیلن ۔

۴ ۔ ڈائیازینان " " پانی ۔ یک صد گیلن ۔

۵ ۔ ڈی ۔ ڈی ۔ ٹی ۔ پیرا " " "

حفاظت : پرانی ٹہنیوں کی کانٹ چھانٹ کریں ۔

آم کی گدھڑی: یہ کیڑا نہ صرف آم بلکہ دوسرے پھلدار پودوں پر ملتا ہے اس کی مادہ کا رنگ سفید اور قد $\frac{3}{4}$ انچ ہوتا ہے ۔ نر کا رنگ قرمزی اور قد $\frac{1}{2}$ انچ ہوتا ہے ۔ یہ پردار ہوتا ہے ۔ مادہ

علامات: مادہ پتوں کا رس چوستی ہے ۔ جس سے پتے کمزور ہو جاتے ہیں ایک لیسدار رطوبت پیدا کرتی ہے جس سے پھپھوندی لگ جاتی ہے ۔

علاج: درختوں پر مندرجہ ذیل ادویات میں کسی ایک کا چھڑکاؤ سپرے کریں ۔

فالیڈال	0.03 فی صد
ڈایازنیان	.35 " "
میلاتھیان	.35 " "
نیماٹاکس	.35 "
لیبڑاکس	.35 " "
میٹاسسٹاکس	.3 " "

درختوں کے نزدیک ، اگر کوئی باڑ ہو تو اس پر سپرے کریں ۔ یہ سپرے ان دنوں کریں جب آم کی فصل نہ ہو پودوں کے گرد اگر وسمایڈ ڈسٹ ملا کر دھوڑا (۱ : ۱۵) زمین پر ڈالیں ۔ دوائی ڈالنے سے گدھڑی کے بچے ہلاک ہو جاتے ہیں ۔ اور درخت پر نہیں چڑھ سکتے ۔

تنے کے اوپر جو بچے موجود ہوتے ہیں۔ انکو تلف کرنے کے لیے مندرجہ ذیل میں کا سپرے کریں۔

ڈی۔ ڈی۔ ٹی	۰.۵ فی صد
بی۔ ایچ۔ سی	۰.۲ " "
نالڈران	۰.۱ " "
نیمانکس	۰.۱ " "
سسٹاکس	۰.۵ " "

آم کی مصنوعات: جب آم کا موسم آتا ہے تو آم ارزاں اور فراواں مقدار میں میسر آتے ہیں۔ ان دنوں کئی کمپنیاں آم کی مصنوعات تیار کر کے رکھ لیتی ہے۔ اور جن دنوں آم میسر نہیں آتے خوب منافع کماتی ہے۔ مثال کے طور پر آم کا سکواش پاکستان کی ایک بڑی فرم تین روپے بارہ آنے فی بوتل فروخت کرتی ہے۔ یہی حال جیلی جیم اور چٹنی کا ہے۔ بلکہ مربے کا بھی حال ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مندرجہ بالا مصنوعات میں زیادہ تر کسی قسم کی بڑی بڑی مشینوں کی ضرورت نہیں۔ معمولی سے سازوسامان اور تجربہ کے ساتھ یہ مصنوعات گھر میں نہایت ارزاں تیار ہو جاتی ہیں۔ یہ بہت بڑا مقصد ہے کہ آپ یہ مصنوعات خود ہی گھر میں تیار کر سکیں گے۔ اس لیے جو حضرات ان کو بنانا سیکھنا چاہیں وہ گورنمنٹ زرعی یونیورسٹی اور دوسرے اداروں میں سیکھ سکتے ہیں جو اس کے لیے علیحدہ کورس لگاتے ہیں۔ ان کورسوں سے عملی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

آم کا سکواش: مطابق پنجاب فروٹ بورڈ بلیٹن نمبر ۲ مئی ۱۹۶۲ء تیار ہوتا ہے۔ ترکیب مندرجہ ذیل ہے۔ چوسنے والے آم خریدیں اور انکو خوب دھو لیں۔ دستانے پہن کر ان کو نکالیں اور موٹی ململ کے دھلے ہوئے کپڑے میں نچوڑ لیں۔

اب مندرجہ ذیل چیزوں کا انتظام کریں ۔

۱	رس آم کی ۔	۱۵ پونڈ
۲	کھانڈ	½12 "
۳	سٹرک ایسڈ	۵ اونس
۴	پوٹاشیم میٹا بائی سلفائیڈ	معمولی مقدار
۵	پانی	۱۵ پونڈ

پانی کھانڈ اور سٹرک ایسڈ کو ملائیں ۔ اور آہستہ آہستہ گرم کریں ۔ حتیٰ کہ حل ہو جائیں ۔ اس میں رس ملا دیں ۔ تیار شدہ شربت کو دو بارہ ململ کے کپڑے میں چھان لیں کل شربت کے اگر سو پونڈ ہوں تو اس میں ایک اونس پوٹاشیم میٹا بائی سلفائیڈ ملائیں ۔ یہ دوائی زہریلی ہے ۔ اس لیے صحیح مقدار کا تعین کریں ۔

بوتلوں کو پہلے گرم پانی میں اچھی طرح دھو لیا جائے ۔ بوتلیں اگر چوڑائیم سے پاک ہوں تو بہت اچھی ہیں ۔ بوتلوں میں شربت بھر کے اس کے اوپر کارک لگا دیں اور پگھلی ہوئی موم یا لاکھ کے ذریعہ کارک کو بند کر دیں ۔

اگر عام آموں میں کچھ مالدے آم کا رس ملا دیا جائے ۔ تو خوشبو اچھی ہو جائیگی

آم کا جام یہ ناشتہ میں ڈبل روٹی کے ٹوسٹوں پر لگانے پر بھی لذیذ ہوتا ہے آم ایسی حالت میں خریدیں ۔ جب پکنے میں تھوڑی دیر باقی ہو ۔ انہیں دھو لیں ۔ اور چھیل کر گٹھلی سے الگ کریں ۔ اور پانی میں ڈال دیں ۔ برتن میں پانی اسقدر ہو کہ ٹکڑوں سے ایک انچ اوپر ہو ۔ اب درمیانی آگ پر اتنا پکائیں کہ گودا نرم ہو جائے ۔ اب کسی موٹے کھدر کے ٹکڑے میں ڈالیں ۔ اور ہاتھ سے ملیں اور دبائیں تاکہ رس نکل آئے ۔ اب کھانڈ مندرجہ ذیل نسبت سے ملائیں ۔

رس	۱۰ پونڈ
کھانڈ	½۷ "

اب تیز آگ پر پکائیں حتےٰ کہ قوام گاڑھا ہو جائے اور جب ڈوئی سے گرایا جائے تو قطرے نہ ہوں بلکہ ٹکڑے گریں۔ جب یہ صورت آ جائے تو آگ پر سے اتار دیں۔ ٹھنڈا ہونے پر اس پر جھاگ ہو گی۔ یہ اتار دیں۔ اور خشک بوتلوں میں بند کر دیں۔

آم کے اچار: آم کے اچار بنانے میں کوئی خاص حفاظت نہیں کرنی پڑتی۔ اس لیے دونوں اقسام کے نسخے تحریر کیئے جاتے ہیں۔ گھروں کی مستورات ان سے واقف ہوتی ہیں۔

	کچے اور ترش آم :	ٹکڑے ایک سیر
۱	نمک	دو تا تین چھٹانک
۲	ہلدی پسی ہوئی	ایک چھٹانک
۳	میتھی	"
۴	کلونجی	نصف چھٹانک
۵	سونف	¼ "
۶	کالی مرچ	¼ "
۷	سرخ مرچ پسی ہوئی	¼ "
۸	سرسوں کا تیل	½

دوسرا نسخہ۔ میٹھا اچار

کچے آم کے ٹکڑے	ایک سیر
نمک	ایک چھٹانک

چھوہارے پسے ہوئے	ایک چھٹانک
زیرہ سیاہ و سفید ملا ہوا	¼ "
ہلدی پسی ہوئی	¼ "
کالی مرچ	⅛ "
کھانڈ گاڑھا شربت	ایک سیر
سرسوں کا تیل	چار چھٹانک

آم کا جیم: پورے قد کے ذرا کچے پھل خریدیں اور دھو کر چھیل ڈالیں۔ اب انہیں کافی پانی میں ڈال کر ابالیں تاکہ نرم ہو جائے۔ اب ہاتھ دھو کر اسے مسل ڈالیں۔ گٹھلیاں علیحدہ ہو جائینگی۔ ایک سیر تیار شدہ اس طرح کے گودے میں جسے کسی کھدر کے ٹکڑے سے گزار لیا گیا ہو۔ ایک سیر کھانڈ ڈال کر ہلکی آنچ پر پکائیں۔ اتنی دیر پکاتے رہیں کہ خوب گاڑھا ہو جائے اور درجہ حرارت بھی کافی زیادہ ہو جائے۔ جب گاڑھا ہو جائے تو جیم تیار ہے۔ کھلے منہ والی بوتلیں جن کو دھو کر جراثیم سے پاک کر دیا گیا ہو۔ اس میں بھر دیں۔ اور کارک لگا دیں۔ کارک پر گرم موم یا لاکھ لگا دیں۔

ترشادہ پھل

اس عنوان کے تحت۔ مالٹا، سنگترہ۔ گریپ فروٹ۔ لیمن لیموں۔ وغیرہ کا ذکر کیا جائے گا۔ اس صدی کے آغاز میں جب پھلوں کو تجارتی پیمانہ پر ترقی دی گئی اور نہری علاقوں میں ترقی پسند زمینداروں نے باغبانی کی طرف توجہ دی تو سب سے پیشتر ترشادہ پھلوں کو اپنایا گیا۔ یہ اس دور کی بات ہے جب لوگ مالٹا کے نام سے ناواقف تھے۔

مغربی پاکستان کے بازار میں ناگپوری سنگترہ کا دور دورہ تھا۔ اور غریب طبقہ دیسی اور ادنیٰ کھٹے سنگتروں پہ گذارہ کرتا تھا۔ شہری آبادی میں جن لوگوں نے اس میدان میں خاص طور پہ کام کیا۔ ان میں مچل فروٹ فارم ضلع ساہیوال کا مقام سب سے آگے ہے۔ مچل نے کسان ریلوے سٹیشن سے رینالہ خورد ریلوے سٹیشن تک قریباً سات میل طویل باغ اس خوبصورتی سے لگایا اور طرح طرح کے ترشادہ پھل اتنی مقدار میں پیدا کیے کہ سابق پنجاب ترشادہ پھلوں کا گھر کہلانے لگا ان کی دیکھا دیکھی ضلع گوجرانوالہ اور سرگودھا میں ترشادہ پھلوں کی کثرت ہو گئی بالخصوص ضلع سرگودھا کی تحصیل پھلوال میں اس کی کثرت ہو گئی

1967ء تک یہ دور رہا۔ لیکن اس سال پھل کی اتنی کثرت ہوئی کہ منڈی میں مالٹے کا بھاؤ ۔ اڑھائی روپے سینکڑے تک گر گیا۔ دوسرے میکسی پاک اور دوسری میکسی کن گندم کی آمد کی وجہ سے گندم اتنی آمدنی دینے لگی کہ کئی لوگوں نے عام قسم کے مالٹے کے باغوں کو کاٹ کر ان میں گندم بو دی

دراصل مقصود صرف افراط کا ہی نہ تھا۔ اس میں کئی اور باتوں کا دھیان نہیں رکھا گیا۔ مثلاً منڈی میں پھل کو آہستہ آہستہ بھیجنے کا طریق کار۔ پھل کو محفوظ کرنا اور ان دنوں نکالنا جب مانگ بڑھ جائے۔ یا فالتو پھلوں سے ارزاں مصنوعات تیار کر لینا۔

ہر چند ترشادہ پھلوں کی افراط ہے۔ تاہم سنگترے میں کنو۔ فروٹرارلی کاغذی لیموں اور بلڈ ریڈ مالٹے کی اب بھی مانگ رہی ہے۔ اور باغبان کو ان باغوں کا خاصا فائدہ رہتا ہے۔ اور رقبہ بھی بڑھ رہا ہے۔ 1964ء میں مغربی پاکستان میں ترشادہ پھلوں کا رقبہ ۔ 95272 ایکڑ تھا جو 1966ء میں ایکڑ ہو گیا۔

ترشادہ پھل اور انسانی صحت؛ جس طرح پھلوں کی اہمیت کے باب میں بیان کیا گیا ہے۔ ترشادہ پھل کی سب سے بڑی خوبی اس میں حیاتین سی یعنی ج کی وافر مقدار کی موجودگی ہے۔ یہ حیاتین چونکہ جسم میں سٹور نہیں ہو سکتی اس لیئے روزانہ اسکی کچھ نہ کچھ مقدار جسم میں شامل ہونی چاہئیے۔ اس کے علاوہ اس میں حیاتین ا۔ب۔ کیلسیم۔ فولاد اور فاسفورس بھی پائے جاتے ہیں۔

پھلوں میں سٹرک ایسیڈ بھی پایا جاتا ہے۔ جو انسانی جسم کے اندر سٹریٹ میں بدل جاتا ہے۔ یہ نمک پیشاب آور ہوتا ہے۔ ہاضم ہوتا ہے۔ اس لیے انسانی جسم کے لیے از حد مفید ہے۔

امیر لوگ اور اعلےٰ درمیانہ درجہ کے لوگ اس پھل کی مصنوعات ان دنوں استعمال کرتے ہیں۔ جب پھل منڈی میں میسر نہیں آتا۔ بالخصوص سکویش کو بڑا مقام حاصل ہے۔ گو اس دور میں ایسی مشروبات کا رواج ہو گیا ہے۔ جن میں گیس بھری ملتی ہے۔ اور ہر روز نئی کمپنی اپنے مشروب کو رواج دینے میں پوری کوشش کر رہی ہے۔ لیکن جو لوگ سکویش کی ماہیت سے واقف ہیں۔ وہ اسے استعمال میں لاتے ہیں۔

آب و ہوا اور زمین] اس عنوان کے تحت پہلے ہی دو ابواب میں روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ اور یہ بھی بیان کر دیا گیا ہے۔ کہ کن علاقوں میں اسکی کثرت ہے۔

۱۹۶۴ء میں سرگودھا ڈویژن میں 27679 ایکڑ۔ اور ملتان ڈویژن میں 12573 ایکڑ پر اس کے باغات تھے۔ تیسرے درجہ پر 1114.8 ایکڑ بہاولپور ڈویژن کے تھے۔

ترقی یافتہ اقسام ا مالٹا: ا۔ موسمی: گول۔ موٹے کھردرے چھلکے والا پھل جلکے پیندے پر ایک گول سا دائرہ ہوتا ہے۔ اس میں مٹھاس زیادہ ہوتی ہے۔ اس ڈاکٹر اسے مریضوں کے لیے بھی تجویز کرتے ہیں۔ اس میں سٹروک ایسڈ کی مقدار کم ہوتی ہے۔ منڈی میں درمیانہ قیمت میں بکتا رہتا ہے۔ اور اپنی مخصوص خوبیوں کی وجہ سے اس کی مانگ ہمیشہ رہے گی۔ کھانڈ کی شرح 4.0 ٪ فی صد ہے۔

ب بلڈ ریڈ: رنگ گہرا نارنجی ہے۔ لیکن اس پر سرخ دھبے ہوتے ہیں۔ یہ قدو قامت میں چھوٹا ہوتا ہے۔ جب موسم خاصا ٹھنڈا ہو جائے۔ اور کورا پڑنے لگے تو یہ اندر سے سرخ ہو جاتا ہے۔ ایک وقت میں اسکا رنگ بہت پسند کیا جاتا تھا۔ اس میں کھانڈ کی شرح 9.0 فی صد ہے۔ یعنی موسمی سے کم ہوتا ہے

ج جافہ: اچھا مالٹا ہے۔ اور عام پسند کیا جاتا ہے۔

د ویلنشیا لیٹ: دس پندرہ سال پیشتر کی بات ہے جو شوقین مارچ کے مہینے میں تازے مالٹے پسند کرتے تھے۔ انہیں میسر نہ آتے تھے یا کولڈ سٹوریج کے مالٹے خریدنے پڑتے تھے۔ لیکن اس مالٹے کے رواج نے یہ مسئلہ حل کر دیا ہے۔ یہ مالٹا ماہ مارچ میں پکتا ہے۔ گو اس کا پھل اول الذکر تین قسموں سے کم ہوتا ہے۔ لیکن ماہ مارچ میں چونکہ مالٹے کی قیمتیں چڑھ چکی ہوتی ہیں۔ اس لیے باغباں فائدے میں رہتا ہے

مندرجہ بالا قسمیں سابقہ پنجاب کے حصے میں پیدا ہوتی ہیں اور کامیاب ہیں۔ لیشاور میں روبی بلڈ کے نام کا مالٹا پیدا ہوتا ہے جو ذرا چھوٹے قد کا ہے۔

سنگترہ کی ترقی پسند اقسام ا پندرہ بیس سال پیشتر پاکستان میں اچھا سنگترہ نہ تھا اور لوگ ناگ پوری سنگترے کو یاد کرتے تھے

لیکن اس وقت پاکستان میں دو اچھے سنگترے ملتے ہیں. جن میں آخرالذکر بہت ہی اچھا ہے۔

فیوٹرلز ارلی رنگت کے لحاظ سے سرخ لیکن چپٹا ہوتا ہے. قد درمیانہ ہے ماہ نومبر کے آخر اور دسمبر میں پک جاتا ہے. اچھی قسمیں میٹھی ہوتی ہیں. لیکن ادنیٰ قسمیں نہ صرف ترش بلکہ قد میں چھوٹی. اس لیے پودے لگانے میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے. خواہ اچھے پودوں کے زیادہ دام دینے پڑیں - اچھے پودے خرید کر لگائیں۔

کنو: اس سنگترے کی آمد سے ناگپوری سنگترہ کی یاد دلوں سے محو ہو گئی ہے غضب کا موٹا اور خوشبودار سنگترہ ہے. رنگ گہرا زرد. گول. چھلکا قدرے موٹا: لیکن سنگترے کی پھانکیں رس سے بھری ہوئیں۔

مالٹے اور سنگترے دونوں میں ایک وقت میں کھانڈ بھی ہوتی ہے. اور سٹرک ایسڈ اور اسکاربک ایسڈ (حیاتین سی) انکی وجہ سے مخصوص ذائقہ پیدا ہوتا ہے. جو صاحب یہ جاننا چاہیں کہ ان میں کھانڈ اور ان دو تیزابوں کی مقدار کتنی ہے وہ مندرجہ ذیل جدول دیکھیں - اور یہ اندازہ کریں کہ کس مقدار میں کھانڈ ذائقہ پر کیا اثر ڈالتی ہے۔

قسم مالٹا یا سنگترہ	مٹھاس	ترشی	
موسمی	10.4	0.29	ذائقہ بہت میٹھا ہے
جانا	14.8	.66	"
بلڈ رڈ	9.90	.61	
ویلنشیا لیٹ	8.8	.84	
روبی	9.2	.46	

کینو	14.0	1.1 ذائقہ بہت میٹھا ہے
نیوٹرزالی	12.5	.29

گریپ فروٹ: مالٹے اور اچھے قسم کے سنگتروں کا رقبہ ہر سال زیادہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ لیکن گریپ فروٹ میں زیادہ ترقی نہیں ہوئی تاہم اسکی مانگ مارکیٹ میں موجود ہے۔ اسکی ترقی پسند قسمیں مارش سیڈلیس ناسٹر اور ڈنکن ہیں۔

اس کا باغ مالٹے کے مقابلے میں قدرے کم پیداوار دیتا ہے۔ اور سنگتروں نیوٹرزارلی اصلی اور کنو سے کافی کم

لیموں کی اقسام: لیموں کے باغات کبھی بھی مالٹے اور سنگترے کے مقابلے میں کم ہیں۔ ضرورت یہ ہے کہ زیادہ باغبان لیموں لگائیں اس کا پھل بڑی دیر تک اترتا رہتا ہے۔

اچھی اقسام یورکھیا۔ لزبن۔ ٹیریکں۔

ترشادہ پھلوں کی افزائش نسل: ترشادہ پھلوں کی افزائش نسل میں یہ بات یاد رکھیں کہ تخمی طور پر اچھا پودا پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ عام طور پر دو طریقے آزمائے جاتے ہیں۔

۱۔ داب: یہ طریقہ کاغذی لیموں اور لیمن میں استعمال کیا جاتا ہے۔ کسی اچھے پودے کی جس کی عمر ایک سال ہو اچھی شاخ پسند کریں۔ اس پر نصف انچ چھلکا اتار دیں۔ اور گیلی مٹی سے کر زمین میں دبا دیں۔ دو تا اڑھائی مہینوں میں دبایا ہوا حصہ جڑیں پیدا کر دے گا۔ اور خوراک کے لیے اصلی پودے سے بے نیاز ہو جائے گا۔ اب اصلی پودے کی شاخ کاٹ دیں اور پودے کو ذخیرے میں منتقل کر دیں۔

۵۔ **بذریعہ چشم لگانا**: یہ طریقہ کار آم کے پیوند میں بیان کیا گیا ہے۔ اسے T بڈنگ کہتے ہیں۔ چشمہ لگانے کے لیے آپ تین اقسام کی کھٹی لگائیں جٹی کھٹی، ربلڈ۔ بڈ کا چشمہ اس پر خاص طور پر کامیاب ہوتا ہے۔ کھرنا کھٹا اس میں گریپ فروٹ اور بلڈرڈ مالٹا کا چشمہ موزوں بیٹھتا ہے۔ اور امریکی کھٹا (پشاور میں استعمال کریں۔ ربلی بلڈ کا چشمہ اس پر بہت اچھا بیٹھتا ہے۔

قلمیں لگانا: یہ طریقہ بھی بعض اوقات استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن اتنا تسلی بخش نہیں ہے۔ داب کے مقابلے میں بھی بہتر نہیں ہے۔ بہترین طریقہ پیوند بذریعہ چشم ہے۔ اور اسی کو عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

چشم لگانے میں بھی مہارت اور تجربہ کام آتا ہے۔ چشم لگانے کے بل بوتے پر تجربہ کار لوگ نرسریاں اُگاتے ہیں۔ اور پورے پیوند کر کے خوب دولت کماتے ہیں۔

لیکن یہاں بھی نرسریوں کو بڑی ذمہ داری اور کاروباری قدروں کا ثبوت دینا چاہیئے اور جو کچھ پیوند کریں۔ وہ کوالٹی کے لحاظ سے بہترین ہو اور فروخت کرتے وقت خریدار جس نے سینکڑوں پودے خریدے ہیں۔ اور جو کم از کم تین سال بعد پھل لائیں گے اُن کے ساتھ کاروباری دیانت ملحوظ رکھنی چاہیئے۔ سرکاری دولت مند اسی لیے نرسریوں کے لیے ایک قانون پر غور کر رہی ہے۔ تاکہ نرسریوں کا ایک اعلےٰ معیار قائم رکھا جا سکے۔

روٹ سٹاک تیار کرنا: اس میں بھی بڑی سوجھ بوجھ اور تجربہ کی ضرورت ہے بیج کاشت کرنے سے بیشتر زمین کی تیاری کریں گلی سڑی کھاد ڈالیں اور بڑی سی بنا دیں۔ بیج نکال کر تین چار دن تک کاشت کر دیں۔ اگر آپ زیادہ دنوں تک بیج رکھیں گے تو وہ خشک ہو جائے گا

پودوں کو پانی دیتے رہیں۔ جب پودے چھ انچ کے قریب ہو جائیں تو پنیری کو اچھی طرح پانی دیں اور پودے اکھاڑ کر تیار شدہ کھیت میں لگا دیں پودے قطاروں میں لگائے جائیں۔ دو قطاروں کا فاصلہ ڈیڑھ فٹ کے قریب ہو اور دونوں پودوں کے درمیان ایک فٹ سے زائد نہ ہو۔

پودے لگانا یہ موضوع پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ اور باغبانی کیلنڈر میں مختصر طور پر اسکا اعادہ ہوگا۔ اس لیے یہاں اسکی تفصیل کی ضرورت نہیں۔

آب پاشی مغربی پاکستان میں ترشادہ پھلوں کی افراط ہے لیکن موسم بہت گرم ہے اگر صحیح وقت میں پانی نہ دیا جائے۔ تو پھل سوکھ کر گرنا شروع ہو جاتا ہے۔ اور نقصان ہوتا ہے۔ موسم گرما میں اوّل تو ہفتے میں ایک بار ورنہ دس دن بعد پانی ضرور دیتے رہنا چاہیے اور موسم سرما میں دو ہفتے بعد اس کے علاوہ موسم گرما میں بڑے پودوں کے تنوں پر چونا لگا دینا چاہیے۔ اس سے تنا گرمی سے متاثر نہ ہوگا۔

پھل کی فروخت جسطرح پہلے تحریر کیا گیا ہے۔ ترشادہ پھلوں کی ارزانی میں صرف پھل کی زیادتی کو دخل نہیں۔ بلکہ دو طریقے کار غلط ہے جن سے پھل فروخت کیے جاتے ہیں۔ ضلع سیالکوٹ۔ لائلپور اور سرگودھا کی منڈیوں میں زمیندار چھکڑے بھر کر پھل لاتے ہیں۔ انہی چھکڑوں میں ہر قسم کا پھل توڑ کر ڈال دیا جاتا ہے۔ موسمی ہو یا جافہ۔ ریڈ بلڈ ہو۔ فروٹر اسلی ہو یا کنو۔ گڈمڈ سب اوپر نیچے موجود ہوتے ہیں۔ پھر ایک قسم کو لے لیجیے اس میں چھوٹے پھل بھی ہوتے ہیں۔ سڑے بھی اور سوکھے بھی۔ راقم الحروف نے منڈیوں میں ان طریق کار کا برا حشر دیکھا ہے۔ سینکڑے

سگنے کی کیسے فروخت ہوتی ہے۔ بڑی بڑی ڈیلیں چند دلوں میں فروخت کر دی جاتی ہیں اور باغبان پھل کی زیادتی کو اس کم قیمت کا ذمہ دار قرار دے کر گھبرا جاتا ہے۔

لیکن دکان دار اس پھل کی درجہ بندی کرتا ہے۔ وہ پہلے ہر قسم کو الگ کرتا ہے۔

موسمی۔

جافا

رڈبلڈ

فروٹر ڈلڑلی

کینو۔

پھر ہر قسم میں وہ چار درجے کرتا ہے۔

1 اعلیٰ قسم درجہ

2 درمیانی قسم کا درجہ

3 تیسرا درجہ

4 خشک سوکھے ہوئے

درجہ بندی کے بعد ان پھلوں کو دکانوں میں بیچا دیا جاتا ہے۔ اور جو پھل عام ڈلوں میں خریدا گیا تھا۔ بڑی قیمت پاتا ہے۔ خشک اور سوکھے ہوئے پھل منڈی ہی میں اونے پونے دے دیے جاتے ہیں۔

باغبان درجہ بندی کرے! اس صورت حال کا تقاضا ہے کہ باغبان خود درجہ بندی کرے۔ دور بھیجنے والے پھلوں کو کریٹوں میں بند کرے۔ اعلیٰ درجہ کے کریٹ الگ ہوں۔ درمیانہ قسم کے الگ تیسرے درجہ اور خشک سوکھے ہوئے پھلوں کو مقامی منڈیوں

میں فروخت کر دیں۔ اگر آپ نے پھل دور نہیں بھیجنے تو ٹوکروں میں اسی لحاظ سے بند کر دیں۔

درجہ بندی کرنے کے لیے ٹوکریوں کے درجہ بند بھی بنائے جاتے ہیں

پھلوں کی مصنوعات دوسرا طریقہ جس سے آپ پھلوں کی اچھی قیمت وصول کر سکتے ہیں۔ وہ سکواش، جام، شربت وغیرہ کی شکل میں تر شادہ پھلوں کو محفوظ کرنا ہے۔ جتنی مصنوعات تر شادہ پھلوں سے بنتی ہیں۔ شاید ہی کسی اور پھل سے بنتی ہوں۔ جو فرمیں پھلوں کی مصنوعات بنا رہی ہیں۔ وہ تمام فائدہ خود حاصل کر لیتی ہیں۔ اور باغبان سے کم قیمت میں تر شادہ پھل خرید لیتی ہیں۔

سکواش بنانا آج سے دس پندرہ برس پہلے کی بات ہے عام پڑھے لکھے افراد اس امر سے قطعی واقف نہ تھے کہ وہ تھوڑی سی تعلیم و تربیت حاصل کر کے سکواش ارزاں بنا سکتے ہیں۔ جبکہ فرمیں سکواش کی بوتل کے سوا تین اور ساڑھے تین وصول کرتی تھیں۔ اس باب کو اس طرح تحریر کیا گیا ہے۔ آپ گھروں میں آسانی سے سکواش بنا سکیں گے اور ڈیڑھ روپیہ میں آپ کو وہی سکواش میسر آئے گا۔ جو تین روپے سے زاید میں بازار سے ملتا ہے۔

بھاری قسم کے مالٹے خریدیں اور مشین کے ذریعے ان کا رس نکال لیں۔ رس کو دھلے ہوئے بھاری ململ میں چھان لیں۔ اب سکواش کا رس تیار ہے اس میں مقررہ مقدار چینی، سٹرک ایسڈ اور پوٹاشیم میٹا بائی سلفائیٹ ملائیں۔ بوتلیں جن کو پہلے گرم پانی میں دھو لیا گیا ہو۔ ان میں بند کریں اور کارک لگا دیں۔ کارک پر موم یا لاکھ لگا دیں۔ فارمولا مندرجہ ذیل ہے

۱	رس	۵ پونڈ
2	کھانڈ	۶ پونڈ
3	پانی	
۴	سٹرک ایسڈ	۳ اونس
5	پوٹاشیم میٹا بائی سلفائیڈ	۳ گرام
6	ماسیٹے کا رنگ	حسب ضرورت

اگر آپ تجارتی پیمانہ پر یہ کام کرنا چاہئیں تو گھریلو مشینیں کام نہیں دینگی۔ آپ کو بڑی مشین خریدنی ہونگی۔ تجارتی پیمانہ پر بھی مشینوں کا انحصار آپ کی تجارت کے معیار پر ہے۔ درمیانی انڈسٹری اور بڑی انڈسٹری کیلئے اس وقت بھی بڑی انڈسٹری نے بھاری مشین لگا رکھی ہیں۔ لیکن لائل پور کی زرعی یونیورسٹی میں درمیانہ درجہ کی مشینوں کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ یہ بہرحال آپ نے اپنی تجارت کے مطابق مشینوں کا فیصلہ کرنا ہے۔

نارمولا مندرجہ ذیل ہے۔

رس	100 پونڈ
کھانڈ	125 "
پانی	75 "
سٹرک ایسڈ	52 "
پوٹاشیم میٹا بائی سلفائیڈ	۳ اونس
ماسیٹے کا رنگ	حسب ضرورت

نوٹ: برتن جس میں رس ڈالا جائیگا۔ ایمل یا پلاسٹک کے ہوں۔

دوسرے ترشادہ پھلوں سے بھی سکوئیش بنائے جا سکتے ہیں۔ جن میں کینو اور لیموں بھی شامل ہیں۔ گذشتہ چند سال سے کینوں کا سکوئیش بنانے کا رواج پھیل نکلا ہے۔ یا لوگ خوشبودار اور اچھے ذائقہ کے لیے مالٹوں میں کچھ کینو نچوڑ دیتے ہیں۔

لیمن سکوئیش اگر گھریلو پیمانہ پر بنانا ہو۔ تو فارمولا مندرجہ ذیل ہے۔

رس	دس پونڈ
کھانڈ	12½ "
پانی	2½ "
پوٹاشیم میٹا بائی سلفائیڈ	۵ گرام

طریقہ کار وہی ہے جو مالٹے میں بیان ہوا ہے۔ برتن کے متعلق عام طور پر دھیان رکھیئے اور پلاسٹک یا اینل کا استعمال کریں۔ لیمن موسم سرما کے استعمال کریں۔

کئی لوگ لیمن بارلے سکوئیش بھی بناتے ہیں۔ اور یہ خیال کرتے ہیں کہ جو کی وجہ سے یہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔ فارمولا مندرجہ ذیل ہے۔ بنانے کی ترکیب ماہرین سے معلوم کی جا سکتی ہے۔

رس:	۱۵ پونڈ
کھانڈ	۲۵ "
جو کا پانی	۱۵ "
پوٹاشیم میٹا بائی سلفائیڈ	۵ گرام

اس کے علاوہ تجارتی پیمانہ پر ترشادہ پھلوں سے مارملیڈ اور ڈبے بھی تیار کیے جا سکتے ہیں۔ بلکہ اگر کوشش کی جائے تو یہ دونوں چیزیں

نہایت ارزاں طور پہ گھر میں بھی تیار کی جا سکتی ہے۔ کئی ادارے مثلاً زرعی یونی ورسٹی لائل پور میں پندرہ روزہ اور دو ماہ کے کورس لگائے جاتے ہیں۔ جن میں مارمیڈ اور درپے کا طریقہ عملی طور پر سکھایا جاتا ہے۔ جو لوگ ان چیزوں کی خواہش مند ہوں۔ وہ عملی تربیت حاصل کریں۔ کیونکہ صرف کتابی کوشش سے کامیابی نہیں ہوتی۔

ترشادہ پھلوں کی بیماریاں

ان میں بیماریاں بھی شامل ہیں اور نقصان پہنچانے والے حشرات بھی۔ خواہ آپ نے کتنی ہی اچھی قسم کے پودے کیوں نہ لگائے ہوں۔ جب تک آپ اپنے پودوں کو بیماریوں سے پاک نہ دیکھیں گے۔ اور اگر بیماری لگ جائے تو اس کا علاج نہ کریں گے آپ گھاٹے میں رہیں گے۔

راقم الحروف نے دیکھا کہ اکثر باغبان باقی تمام باتوں کی طرف دھیان دیتے ہیں۔ لیکن بیماریوں کی روک تھام کو اس طرح تصور کرتے ہیں۔ کہ یہ سرکاری افسران کی ذمہ داری ہے۔ اور اگر محکمہ کا ملازم کسی وجہ سے بروقت نہ پہنچ سکیں۔ تو باغبان بھی تن بہ تقدیر خاموش ہو کر بیٹھ جاتے ہیں اور نقصان ہو جاتا ہے۔

اب یہ دور نہیں۔ بالخصوص زہر رساں کیڑوں کی تلفی میں جہاں آپ کو سرکاری حلقوں سے امداد مل سکتی ہے۔ وہاں پرائیوٹ اداروں از قسم پی۔ این۔ او۔ اگری ڈویژن کراچی جعفر برادرز کراچی۔ ... اشیل کراچی اور ... لمیٹڈ سے بھی مشورہ کر سکتا ہے۔

سرکاری حلقوں میں زرعی ... لائل پور۔ پشاور۔ ٹنڈو جام اور اور کوئٹہ سے مشورہ کیا جا سکتا ہے۔

اور فیلڈ میں محکمہ زراعت کے عملہ سے متعلقہ امداد مل سکتی ہے۔ تاہم اس کتاب میں ابتدائی عملی باتیں بتائی جاتی ہیں۔

بیماریوں کی ترتیب پنیری سے لیکر جوان پودے تک دی جاتی ہے۔

پنیری کا مرجھانا اس بیماری میں پنیری کے چھوٹے پودے سوکھنے لگتے ہیں۔ جب ایک دفعہ یہ سوکھنے لگیں۔ تو اس کا علاج چنداں تسلی بخش نہیں ہوتا۔ لیکن وقت سے پیشتر آپ کچھ حفاظت کریں تو یہ بیماری نہ لگیگی۔ بیج کو کاشت کرنے سے پیشتر دوائی لگا دیں۔ ڈائی ایلڈرین۔ دو اونس ایک پونڈ بیج پر لگا دیں۔ تو پنیری کا مرجھاؤ واقع نہ ہوگا بشرطیکہ زمین میں نقص نہ ہو۔ زمین کو ایسی بیماری سے پاک کرنا چاہئیں تو زمین تیار کرتے وقت اس میں فارمیلین سلوشن ملائیں یا یہ چھڑک دیں۔

پتوں کا زرد ہونا یہ اُن معانی میں بیماری نہیں ہے۔ جن معانی میں جراثیم یا پھپھوندی یا حشرات والی ہوتی ہیں۔ بلکہ اس کی وجہ زمین میں بعض کھادوں اور نمکیات کی کمی ہے۔ جس سے پودوں کے پتے زرد ہوکر گرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اسی وقت تک کتاب کے ناظرین کو معلوم ہو چکا ہوگا کہ پتے دراصل ہوا سے نمی اور خوراک حاصل کرکے پودے میں سرگرم رہتے ہیں۔ جب پتے گرنے شروع ہوتے ہیں۔ تو پودے کو پوری خوراک نہیں ملتی اور اس کی بڑھوتری بند ہو جاتی ہے۔ یا اس میں کمی ہو جاتی ہے۔

عام طور پر کھاد دینے سے یہ صورت حال درست ہو جاتی ہے پودوں کو گوبر کی کھاد ڈالیں یا نیٹروجن کی مادہ یعنی نائٹروجن۔ یوریا، شورہ اور امونیم ملا کر دیں۔ اگر کسی ایک جز کی کمی ہو تو صرف وہی استعمال کریں۔

زنک سلفیٹ	ایک پونڈ
فیرس سلفیٹ	" "
پانی	۵۰ گیلن

سپرے اس وقت کریں۔ جب پودے کے ساتھ کوئی پھل موجود نہ ہو۔

ترشاوہ پھلوں کی جھری

اگر آپ پتوں پر سیاہ رنگ کے دھبے دیکھیں تو یوں سمجھئے کہ یہ ایک کیڑے کی کارستانی ہے اور اگر آپ اس کیڑے کو تلف کر دیں۔ تو اس طرح پتوں کو نقصان نہ ہوگا۔ اگر آپ سپرے کرنا چاہیں۔ تو نسخہ حسب ذیل ہے۔

دوائی کا سپرے ۲ دفعہ کر دیں۔ جب پھل نہ ہوں

ڈایزینان	۱،۰۰ پونڈ
انڈرین	۰،۶۵ "
پانی	۵۰ گیلن۔

اس وقت مارکیٹ میں حشرات تلف کرنے والی ایسی ادویات بھی آ گئی ہیں۔ جن کے استعمال سے سپرے نہیں کرنا پڑتا۔ آپ اس ضمن میں پی اے شل کراچی، جعفر سنز کراچی اور پی آئی این۔ اور ایگری ڈویژن کراچی سے مشورہ کریں اور ان ادویات کو بغیر سپرے استعمال کرنے کا جو طریقہ اُن کے ماہرین کی طرف سے بتایا جائے اس پر عمل کریں۔ یہ آسان ہوگا۔

سنگترے کا تیلا

یہ تیلا بھی چھوٹا سا کیڑا ہے۔ خود زندہ رہنے کے لیے پتوں کا رس چوستا ہے۔ لیکن پودے کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اس کی وجہ سے تازہ کونپل خشک ہو کر جھڑ جاتی ہے۔ پھول مرجھا کر گر جاتے ہیں۔ پھل کم لگتا ہے۔ اور جلد جلد باغ میں سے دونا پید

نہیں ہو سکتا۔ مندرجہ ذیل سپرے کر سکتے ہیں۔ اگر آپ موسم بہار میں کریں تو مفید ترین ہے۔

ڈائیزینان	8 اونس
پانی	۵۰ گیلن

یا

اینڈرین	3oz اونس
پانی	۵۰ گیلن

دوسری ادویات مثلاً۔ ڈائی الڈرین۔ نالی ڈالی۔ وغیرہ کے متعلق ماہرین سے مشورہ کرکے ان کا تناسب معلوم کرکے سپرے کر سکتے ہیں۔

اس ضمن میں آپ اگر سپرے کے بغیر علاج کرنا چاہیں۔ تو آپ نئی ادویات کے متعلق۔ ہر ماشل کراچی۔ جعفرسن کراچی اور پی۔ این او کراچی کے ماہرین سے مشورہ کریں یا مقامی زراعت انسپکٹر سے مشورہ کریں۔

کئی اور حشریات بھی قابل ذکر ہیں۔ ان میں ایک لیف مائنر کہتے ہیں۔ اگر آپ پتوں اور شاخوں پر سفید سی لکیریں دیکھیں تو اس کیڑے کی کارستانی ہے۔ پرانا طریقہ سپرے کا ہے۔

۰۵ پونڈ	میٹاسسٹاکس
پانی ۱۰۰ گیلن	

یا

اینڈرین ۰.۵ پانی ۱۰۰ گیلن کا سپرے کریں

یا

نئی ادویات بغیر سپرے والا کے متعلق ماہرین سے مشورہ کریں۔

کیلا

یہ استوائی خطے کا پھل ہے۔ اور جس طرح استوائی خطہ گرما اور سرما کے موسموں سے بے نیاز ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ پھل بھی موسموں سے بے نیاز ہے اور استوائی خطوں میں آپ سال کے ہر موسم میں کیلا حاصل کر سکتے ہیں استوائی خطوں میں پاکستان کے علاوہ مندرجہ ذیل ممالک میں کیلا بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ گو برازیل میں دنیا بھر میں اسکی مقدار سب سے زیادہ ہوتی ہے۔

برازیل۔ ہنڈراس۔ گوئٹے مالا میکسیکو۔ جزائر غرب الہند۔ پانامہ جزائر شرق الہند جو ممالک استوائی خطے میں نہیں۔ لیکن اسکے نزدیک پڑتے ہیں۔ دوسرے درجہ پر انکا نمبر آتا ہے۔ مثلاً ہندوستان اور پاکستان میں استوائی خطے سے ملحقہ علاقے۔ نیوزی لینڈ۔ وغیرہ۔

بات دراصل یوں ہے۔ کہ کیلا استوائی علاقے کا پھل ہے جسے ملحقہ علاقوں میں اپنا لیا گیا ہے۔ اور رفتہ رفتہ آب و ہوا میں کام دے گیا ہے۔

مشرقی پاکستان آزادی سے پیشتر بھی کیلے کا گھر تھا۔ اور آج بھی ہے۔ اضلاع ڈھاکہ۔ میمن سنگھ۔ رنگپور۔ راج شاہی کھلنا۔ پبنہ۔ دیناج پور۔ اور فرید پور میں بہت کیلا پیدا ہوتا ہے لیکن آج سے دس پندرہ برس پہلے اچھے کیلے کی کاشت مغربی پاکستان میں مفقود تھی۔ بلکہ یہ خیال تھا کہ مغربی پاکستان میں کیلا اول تو پیدا ہی نہ ہوگا۔ تو اسکی کوالٹی اچھی نہ ہوگی۔

لیکن حیدرآباد ڈویژن میں سرکاری اور غیر سرکاری باغبانوں نے جو کام کیا ہے۔ وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس وقت مغربی پاکستان میں کیلے کا رقبہ دن بدن زیادہ ہو رہا ہے۔

مغربی پاکستان کی ہر منڈی میں کیلے کی مناسب مقدار مل جاتی ہے۔ بڑھتی ہوئی پیداوار کے ساتھ منافع کی وہ حد تو نہیں رہی جو دس سال پیشتر تھی۔ اکثر اصحاب میں حضرات کو یاد ہوگا کہ سنہ ۱۹۶۲ء کے قریب ایک شخص کا اخباری بیان شائع ہوا تھا کہ اس کی صرف آٹھ یا بارہ ایکڑ زمین حیدرآباد میں تھی جس سے وہ پہلے غافل تھا۔ اور سبزیوں کا کاروبار کرتا تھا۔ لیکن بدلے ہوئے حالات کے بعد اس نے وہ پیشہ ترک کر دیا اور کیلے کا باغ لگایا جس میں اسے تقریباً پانچ ہزار روپیہ فی ایکڑ آمدنی حاصل ہونے لگی۔

اس باب میں کیلے کے متعلق جو کچھ لکھا ہے۔ وہ زیادہ تر مغربی پاکستان کے حالات کے مطابق ہے۔

آب وہوا اور زمین

آب وہوا کے متعلق پہلے ابواب میں تحریر کیا جا چکا ہے۔ یہ امر بہت ضروری ہے۔ صرف زمین ہی اصل موضوع نہیں۔ مغربی پاکستان کے درمیانی اضلاع مثلاً لائل پور اور ملتان میں ابتدائی کیلا اگانے کی کوششیں ہوئیں۔ ان کے گرد اگرد دیسی کیلے کے درخت لگائے گئے۔ موسم سرما میں انہیں کورے سے محفوظ رکھنے کے تمام جتن کیے گئے۔ لیکن پورے کورے کی تاب نہ لا سکے۔ بلکہ ۱۹۶۴ء اور ۱۹۶۵ء کے درمیان کورا اتنا زیادہ پڑا کہ حیدرآباد ڈویژن میں بھی کیلے کی فصل بری طرح

متاثر ہوئی۔ اس لیے جب تک ایسی اقسام دریافت نہیں ہوتیں۔ جو کورے کا مقابلہ کر سکیں۔ حیدرآباد ڈویژن سے شمالی اضلاع میں خطرہ ہے۔ اور اکثر باغبان جنہوں نے خطرہ مول لے کر بھی باغ لگائے تھے نقصان اٹھا چکے ہیں۔ اس لیے سفارش کی جاتی ہے۔ کہ فی الحال حیدرآباد ڈویژن میں اسکی کاشت میں اضافہ کیا جائے۔

ترقی یافتہ کیلہ کی اقسام

حیدرآباد ڈویژن کے لیے بسرائی یعنی ہری چھال کیلہ موزوں ترین ہے

کیلہ کی کاشت حیدرآباد ڈویژن میں جہاں درجہ حرارت کے لحاظ سے یہ خطہ کیلے کے لیے موزوں ترین ہے۔ وہاں یہ علاقہ بحیرہ عرب کی طرف سے آنے والی ہواؤں کی زد میں بھی ہے۔ کیلے کے لیے یہ نقص والی بات ہے۔ ہواؤں کا مقابلہ یوں سے اسی طرح کر سکتے ہیں۔ کہ باغ سے دور بشیشم۔ جامن۔ وغیرہ کے درخت لگا دیئے جائیں۔ اور بطور باڑھ ڈھانچا کی باڑ لگا دیا جائے۔

باغ کی تیاری بیل اور گڑھوں کا طریقہ کار پہلے ہی بیان ہو چکا ہے۔ بسرائی کیلے کے لیے دو پودوں اور دو قطاروں کے درمیان چھ فٹ کی جگہ کافی ہے۔ اس طرح ایک ایکڑ میں 1210 پودے لگائے جا سکتے ہیں۔

جب پیداوار دینے کے لیے لحاظ سے ہری چھال کیلہ زیادہ بہتر ہے

اصلی ہے اور ایک ایکڑ سے 450 من سکڑ (؟) کی برداشت کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ ہر چند مغربی پاکستان میں کیلہ درجنوں کے حساب سے فروخت ہوتا ہے۔ لیکن اگر ایک من کی قیمت کا اندازہ دس روپے بھی لگایا جائے تو ایک ایکڑ سے 4500 روپیہ کی یافت ہو سکتی ہے۔

سکر لگانا: سکر چھوٹے بچوں کو کہتے ہیں۔ جو بڑے کیلوں کے نیچے از خود پیدا ہو جاتے ہیں۔ سکر کا انتخاب کرتے وقت صرف اُن پودوں کو درمیان میں رکھیں۔ جن کے اوپر بڑے قدو قامت کے کیلے لگتے ہوں۔ گچھوں کی تعداد زیادہ ہو اور پکنے پر کیلے کی خوشبو اور موزونیت اچھی ہو۔ اس موقعہ پر دھیان دینا ہے۔ اچھے باغ کا پیش خیمہ ہے۔

سکر لگانے کا موسم باغبانی کیلنڈر میں بھی بیان کیا گیا ہے اور حیدرآباد ڈویژن میں نصف فروری سے شروع ہو کر آخری دن فروری تک ہے۔

پانی کی ضرورت: کیلے کا پتہ ملاحظہ کیجئے۔ کسی فصل یا پھل کے درخت کا پودا اتنا وسیع و عریض نہیں ہے۔ پودے اپنی جڑوں کے ذریعے زمین سے پانی حاصل کرتے ہیں۔ اور پتوں کے ذریعہ فضا میں بطور بخارات بکھیر دیتے ہیں۔ اگر یہ اندازہ لگانا چاہیں کہ کوئی پودا کتنا پانی فضا میں بکھیرتا ہے تو سمجھئے کہ جتنا اس کا پتہ وسیع و عریض ہوگا۔ اسی قدر پانی بھی فضا میں زیادہ بھیجے گا۔

اس لیے حیدرآباد ڈویژن میں موسم گرما میں پودے کو ہر سات روز بعد پانی دیں اور موسم سرمایہ میں دس دن سے دو ہفتے تک۔ یہ چار

دن کا انحصار اس بات پر ہے کہ زمین کی حالت کیسی ہے۔

کھاد اور گوڈی کیلے کے پودوں کو کھاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ گوبر کی کھاد بہترین ہے۔ اگر گوبر کی گلی سڑی کھاد پودے کو میسر آتی رہے۔ تو پودا صحیح طریقے سے نشونما پاتا رہتا ہے۔ اسی طرح گوڈی بھی مفید ہے

فالتو سکر کاٹنا پودے کے ساتھ سکر بھی پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس سے وہ خوراک جو اصلی پودے کے جزو بدن بنتی ہے۔ وہ سکر بھی حاصل کرتے ہیں۔ باغبان کے لیے سب سے اہم بات یہ ہونی چاہیے کہ اس کا پودا اپنی نارمل مدت میں پھل دینے کے قابل ہو جائے۔ لہٰذا وہ کسی حالت میں یہ برداشت نہ کرے گا۔ کہ پودا جوان ہونے سے پیشتر اپنی خوراک سکر کو دیتا رہے۔

اس لیے سکر کو بڑھنے نہ دیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ کاٹتے رہیں۔ لیکن یہ دھیان رہے کہ سکر کاٹتے وقت پودے کو نقصان نہ پہنچے

کیلے کا پکانا کیلا جب گچھے سے توڑا جائے تو کھانے کے قابل نہیں ہوتا۔ اسے پکانا پڑتا ہے۔ جس کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ دور بھیجنے کا طریقہ۔

۲ مقامی طور پر پکانے کا طریقہ۔

دور بھیجنے کا طریقہ اگر آپ نے کیلا دور بھیجنا ہو تو انگر کاٹ لیں۔ کوشش یہ ہو کہ گاڑھی رطوبت جو کاٹتے وقت نکلتی ہے۔ کیلوں پر نہ گرے۔ اب انہیں کیلے کے پتوں یا کسی اور

قسم کے ہوا میں ڈھانک کر کریٹوں کے ذریعے دوسری منڈیوں میں روانہ کر دیں
منڈی میں پہنچنے تک گرمی اور چھ سات روز کی مدت میں کیلا تیار
ہو کر کھانے کے قابل ہو جائے گا۔

مقامی طور پر پکانے کا طریقہ یہ نزدیکی منڈی میں پھل فروخت کرنے کا طریقہ ہے۔ دراصل اصول یہ ہے
کہ کیلے کو ۶۷ تا ۵۸ درجہ کی حرارت دی جائے اور کھلی ہوا میں رکھنے
کی بجائے پہلے بند فضا میں رکھ دیا جائے۔ عملی طور پر اس مقصد
کو بند کمروں میں کیلا رکھ کر حاصل کرتے ہیں۔ یا ایک محدود سی جگہ
پر کیلے رکھ کر اور اوپر ترپال کی کر کے ایک سوراخ سے دھواں دیتے ہیں
یہ عمل یعنی دھواں دیتے ہیں۔ یہ عمل یعنی دھواں دینے کا عمل کیلے
کو سبز سے پیلا کر دیتا ہے۔ اور اس پر براؤن رنگ کی چتریاں نمودار
ہو جاتی ہیں۔ بازار میں اس کیلے کو چتری دار کیلا کہتے ہیں۔ اور عام سبز
رنگ کی بجائے پسند کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر اسے جلد استعمال نہ کیا
جائے تو ایک دن بعد سڑنا گلنا شروع ہو جاتا ہے۔

دھواں دینے کے بعد کیلے کو نکال لیں۔ اور اب کھلی فضا میں تین دن
رکھیں۔ دھوئیں کا اثر دور ہو جائے گا۔ اور ذائقہ درست ہو جائے گا

دیسی قسم کے کیلے چنداں قابل ذکر نہیں۔ یہ زرد رنگ کے انداز
فروخت ہوتے ہیں۔ اور مغربی پاکستان کے شمالی حصوں میں اگائے جاتے
ہیں۔

کیلے کو نقصان پہنچانے والے کیڑے اور بیماریاں دوسرے پھلوں اور فصلات کی طرح

کیڑے اور بیماریوں کا مسئلہ اہم ہو گیا ہے۔ حکومت نے کیڑے مارنے والی خدمات جنہیں (PLANT PROTECTION) کہتے ہیں۔ آج سے دس سال پیشتر مرکزی حکومت۔ آج سے دس سال پیشتر مرکزی حکومت کی ذمہ داری میں دی ہوئی تھیں۔ لیکن سنہ ١٩٦١ کے بعد یہ صوبائی حکومتوں کی تحویل میں دے دی گئیں۔ اور کارکن عملہ میں PLANT PROTECTION ASSTT کا کام صوبائی کارکن سرانجام دینے لگے۔

لیکن اب طریق کار میں ایک اور تبدیلی آ رہی ہے۔ اور یہ کہ پرائیویٹ فرموں کو اس طرف متوجہ کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ برما شیل لمٹیڈ۔ پی۔ این اور زرعی ڈویژن اور جعفر سنز کراچی نے کیڑے مارنے والی ادویات اور خدمات کا بیڑا اٹھایا ہے۔ چنانچہ باغبان جہاں سرکاری اداروں کے کارکنوں سے مشورہ کریں گے۔ وہاں انہیں ان فرموں کے لٹریچر اور ماہرین کی آراء بھی میسر ہونگی۔ اس کتاب میں جن بنیادی بیماریوں اور کیڑوں کا ذکر ہوگا جو حضرات اچھے اچھے باغات کے مالک ہیں۔ اور ان مسائل سے دوچار ہیں۔ وہ سرکاری و غیر سرکاری ماہرین سے مشورہ کرتے رہتے ہیں۔

جونڈی۔ یہ کیڑا نئے نکلنے والے پتوں پر پلتا ہے۔ اس سے نہ صرف پودے کے پتے متاثر ہوتے ہیں۔ بلکہ کیلے کا پھل اور اس کا ذائقہ اور خوشبو بھی متاثر ہوتا ہے۔

اس کا علاج مندرجہ بالا زہریلی ادویات یا ڈی۔ ڈی۔ ٹی۔ اور بی۔ ایچ۔ سی کے چھڑکاؤ میں ہے۔

پھپھوندی سے لگنے والی ایک بیماری جیسے پانامہ کی بیماری کہتے

ہیں۔ اس ملک میں گو زیادہ اور وسیع انداز میں نہیں پھیلی۔ لیکن بہت خطرناک ہے۔ سب سے بڑی مشکل یہ ہے۔ کہ ابھی تک اس کا کوئی علاج دریافت نہیں ہو سکا۔

پرانے باغبانوں کو چاہیئے۔ اگر وہ دیکھیں کہ پتے یک دم سوکھنے شروع ہو گئے ہیں۔ تو یہ بیماری ہوگی۔ غنیمت یہ ہے۔ کہ ابھی تک اس کا اثر مشرقی پاکستان میں ہے، شاید کہیں مغربی پاکستان میں اس نے سر اٹھایا ہو۔ اگر کہیں آ چکی ہو تو ماہرین کو بلوا کر باغ کا ملاحظہ کرائیں۔ وہ بیمار پودوں کو اکھاڑ کر جلا دینا مفید ہے۔ اور نئے سرکاری پودوں سے حاصل کئے جائیں۔ یعنی ان علاقوں سے لئے جائیں۔ جو اس سے محفوظ ہوں۔

امراض کا دائرہ کافی وسیع ہے۔ اور اچھے باغبان کو اپنا علم ذہن میں اچھی طرح تازہ رکھنا چاہیئے۔ بہتر یہ ہے کہ مندرجہ ذیل افسران سے رابطہ رکھیں۔

پشاور ریجن میں	فروٹ سپیشلسٹ پشاور
سابقہ پنجاب	" " لائلپور
سابقہ سندھ	" " ٹنڈو جام
سابقہ بلوچستان	" " کوئٹہ

امرود

امرود کو سستا اور ارزاں پھل تصور کر کے باغبان اس کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ حالانکہ آب و ہوا اور زمین کے لحاظ سے اس میں بہت آسانیاں ہیں۔ مختلف قسم کی زمینوں میں یہ کامیابی سے اگایا جا سکتا ہے۔ اور مختلف آب و ہوا اسے راس آتی ہے۔ جہاں تک کھانے والوں کا تعلق ہے۔ ان میں امراء طبقہ اس کی طرف چنداں راغب نہیں ہوتا۔ لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ پھلوں کا مشہور تحفہ حیاتین سی درجہ کی اس میں اتنی مقدار موجود ہے جتنی ترشادہ پھلوں میں بھی نہیں ہوتی۔ دوسرے یہ پھل فولاد اور کئی دیگر اہم خوراکوں سے مالا مال ہے تو ہمیں اس کی افادیت کا احساس ہوتا ہے۔ اس میں بڑی خوبی یہ ہے۔ امیر اور غریب دونوں سے کھا سکتے ہیں۔ یعنی اتنا سستا ہے کہ غریب لوگ بھی اسے باآسانی خرید سکتے ہیں۔

خواندہ حضرات چونکہ اس کی افادیت سے واقف ہو رہے ہیں۔ اس لئے اب زیادہ شوق سے کھانے لگے ہیں۔

مشہور اقسام: جس طرح ہم آموں اور ترشادہ پھلوں میں مختلف قسم پیدا کرتے چلے آ رہے ہیں مثلاً لنگڑا، الفانسو، انور رٹول، ترشادہ میں جافا، ریڈ بلڈ، کنو وغیرہ۔ [illegible] مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان کے امرودوں کو ان پر منطبق کیا جا سکتا ہے۔ ایک باغ میں آپ کو مختلف اقسام کے امرود ملیں گے۔ ان کا نام کیا رکھا جائے۔ اگر یہ کہا جائے کہ کسی کا رنگ سفید ہو گا کسی کا رنگ اندر سے سرخ ہو گا۔ کوئی گول ہو گا کوئی لمبوترا۔

...امی کی سی شکل کے ہونگے۔ یا ناشپاتی کی شکل کے ہونگے۔ کئی ایسے ہوں گے جن کے اندر بیج کی بھرمار ہو گی۔ ایسے امرود زیادہ پسند نہیں کئے جاتے۔ کئی ایسے جن میں بیج چھوٹے بڑے ہوتے ہیں۔

امرود کی نسل بڑھانا۔ امرود کی نسل بڑھانے میں عام باغبانی طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔ جو دوسرے پھلوں میں ہوتے ہیں۔

۱۔ **بیج لگانا۔** بہترین قسم کے امرود کا بیج تیار شدہ زمین میں یا گملوں میں لگائے جائیں۔ لیکن بیج کے ذریعے پودے تسلی بخش پیدا نہیں ہوتے۔ ان میں ادنےٰ خاصیت آ جاتی ہے۔ اس لئے جب پودے اس عمر کو پہنچ جائیں۔ کہ ان کو اچھی قسم کے پودوں سے پیوند کر دیا جائے۔ تو اچھی قسم کے ساتھ بغل گیر پیوند کریں۔

قلمیں لگانا۔ یہ طریقہ کار زیادہ مروج پذیر نہیں ہے۔ تاہم اس ضمن میں کچھ نہ کچھ کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔ قلمیں ٹہنیوں کی بجائے جڑوں کی لگانی ہوں گی۔

بغل گیر پیوند۔ سب سے اچھا اور تسلی بخش طریقہ ہے۔ جن باغبانوں نے بہترین قسم کے پودے تیار کرنے ہوں۔ اس کو بغل گیر پیوند کے ذریعے بہترین پودوں سے پیوند لینا چاہیئے۔

بغل گیر پیوند کا طریق کار وہی ہے جو آم اور ترشاوہ پھلوں میں رائج ہوتا ہے۔

بیج یعنی تخم سے پیدا کردہ پودے جب ذرا بڑے ہو جاتے ہیں تو دوسری جگہ تبدیل کر دیتے ہیں۔

داب لگانا۔ اس کا طریق کار ترشاوہ پھلوں سے ملتا جلتا ہے۔

وہ شاخ جو زمین کے نزدیک ہو۔ اُسے زمین میں دبا دیا جاتا ہے۔ زمین گیلی رکھی جاتی ہے۔ چند مہینوں میں جڑیں نکل کر زمین کے اندر چلی جاتی ہیں۔ اب اس شاخ کو باقی پودے سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ اور گاچی نکال کر دوسری جگہ لگا دیا جاتا ہے۔

پودے لگانا۔ اس ضمن میں ضروری باتیں پہلے ابواب میں بیان کر دی گئی ہیں۔ کہ کس طرح گڑھے کھودے جائیں گے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ دو پودوں کا فاصلہ ۲۰ فٹ کا ہو۔ باغبانی کیلنڈر میں وہ مہینے لکھ دیئے گئے ہیں۔ جب گڑھے کھودے جائیں گے اور ان میں ان مہینوں میں پودے لگائے جائیں گے۔

پودوں کو پانی دینا۔ اچھا باغبان اس امر سے واقف ہے۔ کہ چھوٹے پودوں کو اگر بار بار ... میں ایک بار پانی نہ دیا جائے۔ تو وہ اکثر سوکھ جاتے ہیں۔ لیکن جوں جوں وہ عمر میں بڑھتے جاتے ہیں۔ اُنکی پانی کی ضروریات کم ہوتی جاتی ہیں۔ لیکن باغبان کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ جب پودے پھل پر آتے ہیں تو انہیں زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے

یہ امر یاد رہے۔ کہ درختوں کو کھاد کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔ گوبر کی کھاد اچھی ہے۔ ہماری عام زمینوں میں چونکہ نائٹروجن کی کمی ہے اس لئے یوریا یا امونیم سلفیٹ کی کھاد ڈالیں۔ بالخصوص جب پودا پھولوں پر آئے۔

پھلوں کی برداشت پھلوں کی برداشت میں کئی باتوں کا دھیان رکھنا چاہیئے۔ پہلی یہ کہ خود ہی گریڈنگ کر لیں۔ اور اگر آپ کے پاس مختلف اقسام ہوں تو ایک ہی ٹوکرے میں تمام اقسام کے امرود نہ ڈالیں۔ بلکہ

ہر قسم کو الگ ٹوکرے میں ڈالیں :-

دوسری چیز یہ ہے۔ کہ ادنے اور بہت چھوٹے گلے سڑے پھل ٹوکروں کے نیچے ڈال کر اوپر اچھے پھل ڈال کر ٹوکرا بھر دینے کی روایت ختم کر دیں۔ بہتر یہ ہے کہ ادنے اور گلے سڑے پھر منڈی میں روانہ ہی نہ کریں۔

امرود کو نقصان رساں کیڑے

آپ نے موسم گرما میں یہ دیکھا ہو گا۔ کہ امرود میں کیڑے پڑے ہوتے ہیں ایسے امرود کو منڈی میں ناپسند کیا جاتا ہے اور کوئی اچھا خریدار انہیں لینے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ اگر آپ باغوں میں جائیں۔ تو بعض جگہ پر پھل گرا ہوا نظر آتا ہے۔ اتنا پھر گرتا ہے کہ باغ نقصان میں رہتا ہے۔ یہ بھی کیڑوں کی وجہ سے یہ کیڑے دراصل سنڈیاں ہیں یعنی لدرشے۔ امرود کی خاص مکھیاں ہوتی ہیں۔ جو موسم برسات میں سوئی نما ہتھیار کے ذریعے امرود کے اندر انڈے دیتی ہیں۔ جہاں بچے نکلتے ہیں اور بڑے ہو کر سنڈیاں بن جاتی ہیں جنہیں ہم کیڑے کہتے ہیں۔ اگر اس طرح کے بیمار امرود زمین پر پڑے رہیں۔ تو ان کے کیڑے مکھیاں بن جاتی ہیں۔ اور اس طرح اچھے بھلے امرودوں کو خراب کرتی ہیں۔

علاج :- ماہ مئی میں ایک ایک ہفتے کی مدت بعد تین بار سپرے کریں۔ سپرے میں آپ انڈرین یا ڈیپٹرکس استعمال کریں۔ لیکن یہ سپرے اس وقت ہو۔ جب امرود بالکل چھوٹا اور سبز ہو۔

کیڑے مارنے والی نئی ادویات کی شکل جو دانہ دار آتی ہے اس کے استعمال کے متعلق آپ براہ راست یا اپنے زراعت انسپکٹر سے مشورہ کریں

شاید سپرے کی ضرورت ہی نہ رہے۔
امرود میں کیڑوں کی موجودگی ایک ایسا نقص ہے جس کی وجہ سے تیار شدہ فصل تیار ہو کر بے کار ہو جاتی ہے۔

امرود کی خوبیاں اور خامیاں

امرود کی خوبیاں، اس کی حیاتین ج میں مضمر ہیں۔ باغبانی کے نکتہ نظر یہ ہے کہ امرود بہت سی زمینوں اور آب و ہوا میں کامیابی سے اگایا جا سکتا ہے۔
تیسری خوبی یہ ہے کہ سال میں دو فصلیں دیتا ہے۔
خامیاں یہ ہیں کہ ان خوبیوں کے باوجود بھی امرود کے باغ سے باغبان کو وہ آمدنی نہیں ہوتی جو آم ترشاوہ اور کیلے سے ہوتی ہے ایک اندازے کے مطابق امرود سے ۵۰ من سے ۱۰۰ من تک پھل حاصل ہوتا ہے۔ منڈیوں میں امرود کے متعلق بھاؤ بھی چنداں تسلی بخش نہیں رہتا۔ اس لئے ایک ایکڑ کی آمدنی ایک ہزار کے قریب ہی لگانی چاہیئے۔
یہ باتیں اس لئے تحریر کی جا رہی ہیں کہ باغ لگاتے وقت ان کو مدنظر رکھیں۔ اگر آپ زیادہ زمین میں آم اور ترشاوہ پھلوں میں کنوں لگا سکتے ہیں تو امرود کا خیال ترک کر دیں۔ یا دوسرے درجہ کی زمین کے لئے وقت رکھیں۔

امرود کی مصنوعات

آم اور ترشاوہ پھلوں کی طرح امرود سے بھی کئی مصنوعات تیار کی جا سکتی ہیں۔ گو مارکیٹ میں اس کی وہ قیمت وصول نہیں ہوتی۔ لیکن غذائی اعتبار سے اس میں حیاتین ج کی بڑی مقدار موجود ہوتی ہے۔ اور یہ صحت

گے لئے بڑی اچھی ہوتی ہے۔ گھریلو طور پر تیار کر کے رکھ لینی چاہیئے۔

امرود کی مٹھائی

ایک مٹھائی کا فارمولا درج ہے۔

امرود کا گودا	ایک پونڈ۔
کھانڈ	۱½ "
مکھن	۲ اونس
ست لیموں	ایک گرام
نمک	نصف چمچہ۔

گودا بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ امرود کے ٹکڑے پانی میں ابال کر اور یک جان کر کے چھلنی سے گزاریں۔ اب گودا۔ کھانڈ اور مکھن کو دیگچے میں ڈال کر آنچ پر گاڑھا کریں۔ جب گاڑھا ہو جائے اس میں ست لیموں اور نمک ڈال دیں۔ اور چوڑی پلیٹ پر بکھیر دیں۔ جب ٹھنڈا ہو جائے تو ٹکڑے کاٹ لیں۔

کھجور

کھجور سرزمین عرب کا پودا ہے۔ عربوں کی آمد اس برعظیم میں محمد بن قاسم کی آمد سے پیشتر ہو گئی تھی۔ محمد بن قاسم کی آمد کے ساتھ ساتھ عرب کی کھجوروں کا رواج پڑا اور جہاں جہاں عرب حکمران اور تاجر پہنچے۔ اور آب و ہوا اس کے موافق تھی۔ کھجوروں کی خودرو کاشت کا انتظام ہوتا گیا۔ اس لئے آپ دریا کے کناروں پر جگہ جگہ کھجوروں کے جھنڈ دیکھتے ہیں۔

کھجوروں کے باغات کی شکل میں یا تو سرکاری فارموں میں رواج دیا گیا ہے یا خیرپور میں۔ ورنہ باقی جگہ بے ترتیب جھنڈ ہی ملتے ہیں۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان بھی کھجوروں کے لحاظ سے اہمیت کی حامل ہے۔

اضلاع جن میں کھجور کامیابی سے کاشت کی جا سکتی ہے

پہلے ابواب میں زمین اور آب و ہوا کے تحت یہ بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ کھجور کو کس قسم کی آب و ہوا اور زمین کی ضرورت ہے۔ مغربی پاکستان میں۔ قلات، مکران۔ خیرپور، ملتان۔ بہاول پور۔ جھنگ، رحیم یار خان۔ بہاول نگر، مظفر گڑھ۔ ڈیرہ غازی خان وہ اضلاع ہیں۔ جہاں کھجوروں کی کامیاب کاشت کے مواقع موجود ہیں۔ اس لئے کھجوروں کا یہ باب لکھتے وقت پیش نظر روئے سخن ان حضرات کی طرف سے ہے جو ان اضلاع میں باغ لگانا چاہتے ہیں۔ تاکہ بنیادی اور مخصوص اطلاعات انہیں میسر آ سکیں۔ اور وہ اس لٹریچر کی مدد سے اس قابل ہو سکیں۔

کھجور کی ترقی دادہ اقسام:- کھجور کی یوں تو بہت سی ترقی دادہ اقسام مغربی پاکستان میں موجود ہیں۔ لیکن اہم مندرجہ ذیل ہیں۔

اگیتی اقسام۔ جن میں پھل۔ جون یا جولائی کے اندر آجاتا ہے۔

نام کھجور	رنگ	ذائقہ
شاکری	سبزی مائل سُرخ	اچھا
ربیعی	گلابی	"
آب بورن	ہلکا پیلا	"
پنجابی	سبزی مائل پیلا	"
پیلی ڑبری	ہلکا پیلا	"
لال ڑبری	سُرخ	"

درمیانی موسم کی اقسام۔ جن میں پھل ماہ اگست میں آتا ہے۔

حلاوی	سنہری	خوش ذائقہ
خودروی	سبزی مائل پیلا	ذائقہ اچھا
شامران	ہلکا پیلا۔ سبز سرخ	خوش ذائقہ
زاہدی	پیلا	ڈوکا قدرے کڑوا
زیری	سرخی مائل جامنی	ڈوکا کڑوا سا
اصیلی	رنگ ہلکا پیلا	خوش ذائقہ
ڈھاڈی	گلابی	اچھا
نرادتی	رنگ سرخ	اچھا

پچھیتی۔ جو پھل ستمبر میں پکتا ہے۔

ڈکی	سیاہی مائل	اچھا

نسل کی افزائش ۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی قسم گٹھلی کے ذریعے ہے لیکن اس میں بڑی خامیاں ہیں۔ اس سے اچھا پودا پیدا نہیں ہوتا۔ دوسرے اس صورت میں نر پودے بھی اتنی ہی تعداد میں اُگ آتے ہیں۔ جتنے مادہ کیونکہ اور عملی طور پر یہ بڑا گھاٹے کا سودا ہے۔ جب پودوں کو حقیقی طور پر پرکھا جائے تو اتنے نر پودوں کی ضرورت نہیں۔

سکر کے ذریعے ۔ یہ طریقہ بہتر ہے۔ اس میں سکر لیتے وقت آپ اگر مادہ پودے لیں گے تو مادہ ہی ہونگے، جس پودے کے سکر لیں گے۔ سکر بڑھ کر اپنی خصوصیات کا علمبردار ہوگا۔ اس لئے نئے باغ لگانے میں یہی طریقہ کار اختیار کیا جاتا ہے۔

باغ کی داغ بیل۔ باغ کی داغ بیل لگانے کا طریقہ پہلے باب میں بیان کردیا گیا ہے۔ اسی طرح باغبانی کلنڈر میں بھی یہ بیان کر دیا گیا ہے کہ آپ کو نسے مہینوں میں گڑھے کھودیں گے اور سکر کونسے مہینوں میں لگائیں گے۔ اس کلنڈر میں اشارتاً یہ بھی بتایا گیا ہے کہ سکر علیحدہ کرتے وقت اس بات کا دھیان رکھا جاتا ہے کہ سکر تین سے چار سال کی عمر کا ہو۔ اس کا وزن کم نہ ہو۔ اور جب علیحدہ کریں۔ تو خاص دھیان رکھیں کہ نہ سکر زخمی ہو نہ مادہ پیڑ۔

پودوں کا درمیانی فاصلہ ۲۵ فٹ ہونا چاہیئے۔ اب آپ معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ ایک ایکڑ میں کتنے پودے لگیں گے۔

پانی دینا۔ اس سے پیشتر بیان کیا جا چکا ہے کہ کھجور ایسی آب وہوا میں خوب ہوتی ہے جہاں سر پر زوروں کی گرمی پڑے اور پاؤں پانی کے اندر ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ دریاؤں کے کناروں پر یہ پودا خوب پروان چڑھتا ہے جب سکر علیحدہ کر کے لگائے جائیں۔ تو شروع میں روز پانی دیا جائے۔

جب پودا اپنی جگہ قائم ہوجائے، تو تبدریج پانی میں کمی جاسکتی ہے۔ حتیٰ کہ تین ماہ کا ہوجائے،

زمین کی زرخیزی بحال رکھنا۔

ہر چند کھجور مختلف قسم کی زمینوں میں ہوجاتی ہے بالخصوص جب اسے مندرجہ بالا دو بنیادی باتیں میسر آتی رہیں۔ لیکن زمین کی زرخیزی کو بحال رکھنا ازبس ضروری ہے۔ جس طرح کتاب کے دوسرے حصوں میں بیان کیا گیا ہے، پھلی دار اجناس زمین میں نائیٹروجن فکس کرتی ہیں۔ اس لئے آپ۔ گوارا۔ مونگ، ماش۔ برسیم، سینجی اور چنے کاشت کرسکتے ہیں۔ سبزیات بھی کاشت کی جاسکتی ہیں۔ بشرطیکہ آپ سبزیوں کو پوری کھاد مہیا کریں۔

کھجور کے نر اور مادہ پودے

جن لوگوں نے اسلامی مذہبی کتابیں پڑھی ہیں۔ انہیں معلوم ہوگا کہ ایک دفعہ ہمارے رسول اکرمؐ نے لوگوں کو یہ عمل کرتے دیکھا تھا۔ کہ وہ بعض موٹے درختوں کی پھولدار ٹہنیوں کو پتلے درختوں کی ٹہنیوں پر جھاڑ رہے تھے۔ گویا آج سے چودہ سو برس پیشتر بھی لوگوں کو یہ معلوم تھا۔ کہ اگر موٹے درختوں پر جن پر کثرت سے پھول ہوتے ہیں۔ پتلے درختوں کے پھولوں پر جھاڑا جائے تو پھل بہتر پیدا ہوتا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ کھجوروں کے درختوں میں بعض درخت نر ہوتے ہیں ان کے تنے موٹے اور ان میں کثرت سے پھول آتے ہیں۔ اور پتلے مادہ درخت پتلے ان کے پتے کم اور نرم ہوتے ہیں سا اور پھول کم ہوتے ہیں۔

اور ویرمیں آتے ہیں۔

ترقی پسند باغبان نر پودے کو پھولوں کی ٹہنی لے کر مادہ پھولوں پر مارتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ یہ عمل ایک ہی دفعہ ختم نہ کیا جائے۔ بلکہ چند دنوں کے وقفہ سے تین بار کیا جائے

پھل کو درختوں پر محفوظ کرنا۔

مادہ درختوں پر جب پھلوں کا گچھا بن جائے تو وہ مٹی دھول۔ پرندوں طوطوں اور گلیہریوں کی زد میں ہوتا ہے۔ اگر اچھی طرح اس کی حفاظت نہ کی جائے تو پھل کا نصف سے زائد حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔ اور وہ زمین پر گرجاتا ہے پھل کو بارش سے بچانا ازبس ضروری ہے۔ زیادہ بارش پھل کو خراب کردیتی ہے۔ ان تمام چیزوں کا علاج پالی تھین وکو بازار میں عام طور پر پلاسٹک کہا جاتا ہے۔ کے تھیلوں میں پھول کو محفوظ کرنا ہے۔ جب پھل توڑنے کا وقت آجائے تو پالی تھین کا تھیلا پھاڑا جاسکتا ہے۔

ڈوکا کو قبل از وقت پکانیکا طریقہ

آپ نے بازار میں کئی دفعہ ڈوکا کی بجائے نرم کھجور خریدی ہوگی تو اسکا ذائقہ نمکین معلوم ہوا ہوگا۔ یہ کھجور کا ذائقہ قدرتی نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں ڈوکا کو ولبہ پکانے والا کا ہاتھ ہے پرانا طریق کار یہ تھا کہ ایک کورے گھڑے ڈوکے ڈال کر اس میں کچھ نمک ڈال دیا جاتا تھا۔ اور پھر نصف گھنٹہ تک ہلاتے تھے اس کے بعد گھڑے وبند کر کے رات بھر زمین میں دبا دیتے تھے صبح تک ڈوکا پنڈ کی شکل اختیار کرچکتا تھا۔

محکمہ زراعت کے ماہرین نے بھی اس ضمن میں تجربات کئے۔ اور صرف نمک کی بجائے مندرجہ ذیل نسخہ استعمال کیا۔

نمک	حسب ضرورت
ایسٹک ایسڈ	ایک چمچہ
پانی	"
ڈرکے	پانچ سیر

پنڈ کھجور بنانے میں یہ مصلحت ہے کہ لوگ ڈرکہ کی بجائے لونی پنڈ یا پنڈ کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اور اس کے زیادہ دام دیتے ہیں۔

فالتو کھجور کو دوسری شکلوں میں پیش کرنا

کھجور سال میں ایک دفعہ پھل دیتی ہے۔ جس طرح پہلے تحریر کیا گیا ہے۔ کہ کئی کھجوریں ایسی ہیں جو صرف جولائی میں پک جاتی ہیں۔ اور تمام پھل اسی مہینے اتارنا ہوتا ہے۔ دوسری قسم وہ ہے جو ماہ اگست میں پکتی ہے۔ اس موسم میں بارشیں بھی شروع ہوتی ہیں۔ اس لئے سارا پھل اسی مہینے میں اتارنا ہوتا ہے۔ پھر جن علاقوں میں کھجوریں لگائی گئی ہیں۔ یا خودرو پیدا ہوئی ہیں۔ ان میں کھجوروں کی اتنی کثرت ہے کہ پورا پھل ڈرکے یا پنڈ کی شکل میں نہیں فروخت ہوتا۔ اس لئے بعض تراکیب سے کھجور کو اس قابل بنایا جاتا ہے۔ کہ وہ طویل عرصے تک محفوظ رکھا جا سکے۔

پرانا طریقہ کار جو اب بھی دیہاتی کثرت سے استعمال کرتے ہیں یہ ہے کہ پھل کی ہتھوں کو چٹائیوں پر بچھا دیا جاتا ہے۔ اس موسم میں سورج بھی زوروں پر ہوتا ہے۔ جب یہ چٹائیاں سورج کی گرمی میں رکھ دی جاتی ہیں۔ تو کھجور

سوکھنی شروع ہوتی ہے۔ لیکن یہ موسم مرطوب ہوتا ہے اور کیڑے مکوڑوں اور مکھیوں کی کثرت ہوتی ہے۔ اگر پھل کے اوپر ململ کے کپڑے کی تہ ڈال دی جائے تو کھجور خشک ہو جائے گی۔ اور ان کیڑوں اور مکھیوں کے بد اثرات سے محفوظ بھی رہے گی۔

چھوہارے بنانے کا عمل

آپ نے بازار میں چھوہارے دیکھے ہونگے، یہ بھی کھجور کی ایک شکل ہے اور آپ از خود چھوہارا بنا سکتے ہیں۔
اس کی ترکیب یہ ہے کہ ڈوکا کھجور کو پانی میں ڈال کر اسے لوہے کے برتنوں میں ابالتے ہیں۔ اس طریق کار سے کھجور کا بیرونی خول قدرے نرم پڑ جاتا ہے اب اسے دھوپ میں چٹائی پر ڈال کر اوپر سے ململ کا ٹکڑا ڈال دیا جاتا ہے۔ صرف تین چار دن کی تیز دھوپ سے ڈو کے چھوہارے بن جاتے ہیں۔ انہیں سال سے زائد عرصے کے لئے سٹور کیا جا سکتا ہے۔

کھجوروں کی شراب اور سرکہ

کھجوریں نشاستہ والے اجزا کی بھرمار ہے۔ اس وجہ سے کھجور سے نہ صرف سرکہ بن سکتا ہے۔ بلکہ شراب بھی بن سکتی ہے۔ سرکہ بنانے کے لئے کھجور کو خمیر دینا ہو گا۔ گرم کرنا ہو گا۔ اور ایک موزوں گرمی پر یہ دو تین مہینے پڑی رہینگی۔ آہستہ آہستہ اس کا تیزابی مادہ بڑھتا جائے گا۔ اس مدت کے بعد یہ سرکہ بن چکی ہو گی۔ اسی طرح شراب دیسی قسم کی بنائی جا سکتی ہے۔

کھجور کا لگاتار استعمال :- جن جگہوں پر لوگ مرد کھجور کا استعمال بطور غذا کرتے ہیں۔ ان میں بعض غذائی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں کیونکہ کھجوریں کچھ حیاتین نہیں ہوتیں۔ اس لئے ایسے افراد کو کھجوروں کے ساتھ ساتھ سبزیاں اور اصلی گھی بھی استعمال کرنا چاہیئے۔

نقصان رساں کیڑے :- دوسرے پھلوں کی طرح کھجور کے درخت کو بھی کئی کیڑے نقصان پہنچاتے ہیں۔ ان میں سے کچھ تو تنے کی بھونڈیاں ہیں۔ جو سوراخ کر کے تنے کے اندر گھس جاتی ہیں۔ نتیجۃً طور پر خوراک پتوں اور گچھوں تک نہیں پہنچ سکتا ہے اور سوکھ جاتا ہے۔

کئی بھونڈیاں پتوں کو کھانے لگتی ہیں۔ پتے ہی اصل خوراک پیدا کرنے والا حصہ ہیں۔ اس وجہ سے بھی درخت سوکھ جاتا ہے۔

اس کا علاج یہ ہے کہ پتوں پر مختلف ادویات اور زہروں کے سپرے کریں۔ ڈی۔ ڈی۔ ٹی اور بی۔ ایچ۔ سی محلول کا سپرے مفید ہے۔

نئی زہریں جو دانوں کی شکل میں بازار میں آگئی ہیں۔ اس وقت بعض فرموں مثلاً برما شیل جعفرسن اور رایا ئرلمیٹڈ یا پی۔ این۔ او کی طرف سپلائی ہو رہی ہیں ان فرموں نے ماہرین تحفظ نباتات کو بھی ملازم رکھا ہے۔ ان سے مشورہ کریں کہ آیا بغیر سپرے یہ ادویات ڈالی جا سکتی ہیں۔ اور یہ(؟) پانی دے کر درختوں کے پتوں پر بیٹھی ہوئی بھونڈیوں کو مارا جا سکتا ہے کیونکہ کئی فضلات نذار کپاس میں یہ تجربہ کامیاب ہو چکا ہے۔

فالسہ

فالسہ ان پھلوں میں سے ایک ہے۔ جن کا نام لیتے ہی منہ میں پانی آنے لگتا ہے۔ یہ بازار میں صرف چند دن دستیاب ہوتا ہے۔ لیکن شوقین حضرات اسے شوق سے کھاتے ہیں اور انہی دنوں حکیم لوگ شربت فالسہ بنا کر اسے محفوظ کر لیتے ہیں اور سکوئش بنانے والی فرمیں فالسہ سکوئش بناتی ہیں۔ موسم گرما میں جب گرمی کی حدت کی وجہ سے انسانی طبیعت مفرح اور سکون بخش مشروبات چاہتی ہے۔ فالسے کا شربت اور سکوئش گھبرائی ہوئی طبع کو سکون بخشتا ہے۔ تازہ پھل میں خاص قسم کے نمکیات ہوتے ہیں۔ جو ہاضم اور مفرح ہوتے ہیں۔ لیکن ان خوبیوں کے باوجود نئے باغبانوں کو مشورہ دیا جاتا ہے۔ کہ ایسے باغات جو شہر سے دور ہوں اور جن میں روزانہ یا توڑے ہوئے پھل کو اسی روز شہر میں بھیجنے کی سہولتیں میسر نہ ہوں فالسہ کاشت نہ کریں۔ کیونکہ فالسہ بہت جلد گل سڑ جاتا ہے۔ اور مقامی طور پر اس کی مانگ زیادہ نہیں ہوتی۔ آم اور ترشاوہ پھلوں کے مقابلہ میں اس کی آمدنی کم ہے۔

فالسہ کی اقسام } فالسہ کی خاص اقسام نہیں ہیں۔ نئے باغبانوں کو اس بات کا دھیان رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ اپنے پودے موٹے موٹے فالسوں کے بیجوں کے ذریعے پیدا کریں۔

فالسہ کا بیج بونا } جس طرح اوپر تحریر کیا گیا ہے۔ فالسہ کے موٹے بیجوں سے اس کی نسل کی افزائش کی جاتی ہے بعض نرسریوں سے قلمیں بھی سپلائی کی جاتی ہیں۔

بیج کاشت کرنے سے پہلے زمین اچھی طرح تیار کریں۔ ان میں کھاد گلی سڑی ڈالیں۔ اور کیاری بنالیں۔ تین انچ کے فاصلے پر بیج کاشت کریں۔

آب وہوا اور زمین :۔

گذشتہ ایک باب میں یہ ذکر کیا گیا ہے۔ کہ پھلوں کو کس قسم کی آب وہوا چاہئیے۔ اور کون ساکون سے پھل کس قسم کی آب وہوا میں پروان چڑھتے ہیں۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوگا۔ کہ آپ اسے بآسانی مغربی پاکستان کے سبزی علاقوں میں کاشت کرسکتے ہیں۔ اور یہ ان علاقوں میں خوب پھل دیتا ہے۔ یہی اس کی بڑی خوبی ہے۔

موسم سرما میں اس کے پتے سردی کی تاب نہ لاتے ہوئے گر جاتے ہیں لیکن اس کو شاخوں اور ٹہنیاں پر سردی کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ موسم بہار آنے پر پتے نکل آتے ہیں۔ پودا ایک بار پھر ہرا بھرا نظر آنے لگتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ پھل بھی لگنے لگتا ہے۔

داغ بیل لگانا۔ داغ بیل لگانے کے طریقہ بھی ایک علیحدہ باب میں بیان کر دیا گیا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ باغ مربع شکل میں لگایا جائے اور پودوں کا باہمی فاصلہ آٹھ فٹ رکھا جائے۔ جو فارمولا اس باب میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق معلوم کریں تو آپ کو اندازہ ہوگا ۶۸۰ پودے ایک ایکڑ میں لگیں گے۔

باغبانی کیلنڈر میں وہ مہینے لکھ دیئے گئے ہیں۔ جب آپ نئے پودے منتقل کرنے کے لئے گڑھے بنائیں گے اور جن مہینوں میں نئے پودے منتقل کرینگے۔ ماہ فروری کے آخیر میں پودے لگ جانے چاہئیں۔ کیونکہ

ماہ مارچ میں اس کے شگوفے اور پتیاں فروری پر نکلنے لگتی ہیں۔
یہ بات یاد رہے کہ پودے کو منتقل کرتے وقت احتیاط لازم ہے تاکہ پودے کو نقصان نہ پہنچے۔ ورنہ سوکھ جانے کا ڈر ہے۔ اور پتوں اور ٹہنیوں کا توازن ٹھیک ۔۔ ہے اور اوپر سے پودا کاٹ دیا جائے، تو بہتر ہے۔

پانی دینا۔ فالسہ زیادہ پانی کا طالب نہیں۔ بلکہ ان علاقوں میں جہاں بارش خاصی ہو جاتی ہے۔ صرف بارانی طور پر زندہ نہیں رہ سکتا۔
نہری علاقوں میں بھی اگر اسے کم پانی دیا جائے تو بخوبی کامیاب رہتا ہے لیکن جن دنوں پھل پیدا ہوتا ہے۔ اسے ہفتے میں دو بار یا دس دنوں بعد پانی دینا لازم ہے۔ عام دنوں میں تیسرے ہفتے پانی دیتے رہیں تو بہتر ہے۔
گوڈی لازم ہے۔ مٹی جڑوں پر چڑھانا بہتر ہے۔ اس پودے کو کھاد دینا بہتر ہے۔ پھل لگنے سے پیشتر کیمیاوی کھاد دے سکتے ہیں اور عام دنوں میں گلی سڑی گوبر کی کھاد۔

شاخیں کاٹنا۔ اس سے پیشتر بتایا گیا ہے کہ موسم سرما میں اس کے پتے گر جاتے ہیں۔ شاخیں برہنہ رہ جاتی ہیں۔ ان دنوں شگوفے نہیں پھوٹتے۔ باغبان ان دنوں پودوں کو بنیاد سے ڈیڑھ دو فٹ اوپر کاٹ دیتے ہیں۔ جو کہ زراعت نے جو تجربات کئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ موسم سرما میں ان کو بنیاد سے اوپر ڈیڑھ دو فٹ کی بجائے تین چار فٹ اوپر کاٹنا بہتر ہے اور پودا زیادہ پھل دیتا ہے۔ چنانچہ باغبانوں کو چاہئیے کہ ہر سال موسم سرما میں شاخیں اسی طرح کاٹیں۔ باغبانی کلینڈر میں وہ مہینہ ظاہر کیا گیا ہے۔ جس میں شاخیں کاٹنی ہونگی

پھل کو منڈی میں روانہ کرنا! جس طرح پہلے بیان کیا گیا ہے۔ کہ پھل ذرا خراب ہو جاتا ہے۔ اس لئے جتنا پھل

روز توڑا جائے۔ اسی دن منڈی میں روانہ کر دیا جائے،

فالسہ کی مصنوعات

فالسہ کا شربت۔ ایک وہ شربت ہے جو حکما تیار کرتے ہیں۔ طریق کار حکما اور پنساریوں کی کتب سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔

فالسہ کا سکوئیش:۔ یہ سکوئیش ترشاوہ پھلوں کے سکوئیش کے اصول پر تیار کیا جاتا ہے۔ یعنی کچی رس کو کھانڈ میں ملا دینا۔ کھانڈ بذات خود ایک ایسی چیز ہے۔ جو محافظ ہے۔ اور کچا رس جراثیم کا شکار نہیں ہوتا۔ جہاں ترشاوہ پھلوں میں کھانڈ کم ملاتے ہیں۔ اور سکوئیش کو جراثیم سے پاک رکھنے کے لیے اس میں پوٹاسیم میٹا بائی سلفائیٹ ملاتے ہیں۔ اس میں کھانڈ کی مقدار زیادہ کر دیتے ہیں۔ اور یہ دوائی نہیں ملاتے۔

اس لئے فالسہ کا رس نکالیں۔ جو فالسہ انتخاب کریں۔ وہ موٹا ہو اور اسے کچھ دیر کمرے کے اندر رکھ دیں۔ تاکہ اس کا گودا نرم ہو جائے اور رس نکلے، رس کو الگ برتنوں میں رکھ دیں۔ لیکن یہ برتن بغیر قلعی کے نہ ہوں اب پلاسٹک کے برتن مارکیٹ میں آ گئے ہیں۔ وہ استعمال کریں۔ بوتلوں کو نصف گھنٹہ گرم پانی میں ابالیں۔ اور الٹی رکھ کر خشک کر دیں۔ ان میں گردن تک کھانڈ ڈالیں۔ اب آہستہ آہستہ اس میں اتنا رس ڈالیں کہ گردن تک آ جائے پھر کارک لگائیں اور موم یا لاکھ لگا کر بند کر دیں۔

موسم گرما کا بے نظیر تحفہ ہے۔

پپیتا

مغربی پاکستان کے جنوبی حصوں میں پپیتا کی کاشت نے مانگ پوری کر دی ہے۔ جو اس کار آمد پھل کے لئے مغربی پاکستان میں شروع سے محسوس کی جا رہی تھی۔ اس کی افادیت کا اندازہ لگائیں۔ تو یہ نہ صرف خوش ذائقہ پھل ہے بلکہ کار آمد اور مفید دوائی ہے۔ اس لئے لوگ اسے نہ صرف پھل بلکہ دوائی کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کی خوبیوں کو بیان کر دیا جائے۔

۱۔ بطور پھل کھایا جاتا ہے۔
۲۔ اس کی مصنوعات تیار کی جاتی ہیں۔ اچار۔ مربہ۔ جیلی اہم ہیں۔
۳۔ اچھا مشروب بن سکتا ہے۔
۴۔ سرکہ بنایا جا سکتا ہے۔

بطور دوائی:-

۱۔ اس میں پیکٹن اور پیپین موجود ہوتی ہیں۔ پیپین معدے کے لئے مفید ہے۔
۲۔ ہاضمہ درست کرتا ہے۔
۳۔ پیشاب آور ہے۔
۴۔ بلغم صاف کرتا ہے۔
۵۔ خواب آور ہے۔
۶۔ پیاس بجھاتا ہے۔

۷ ۔ اس کے بیج ملیٹس کا کام دیتے ہیں ۔

۸ اس کے بیج گوشت گلانے کا کام دیتے ہیں ۔

اقسام :۔ دنیا میں گرم مرطوب آب و ہوا مالک کے ملکوں اور خطوں میں پپیتے کی کئی اقسام ملتی ہیں ۔ لیکن اس مغربی پاکستان میں جو پپیتا لایا گیا ہے ۔ وہ بمبئی میں کاشت کیا جاتا تھا لال ڈنڈل والا واشنگٹن کہلاتا ہے اور ایک دوسرا گجرات ۔

چونکہ کاشت زیادہ تر تخم سے کی جاتی ہے اور تخم اکٹھا کرنے کا خاص انتظام نہیں ۔ بازار سے جو بیج ملتا ہے ۔ وہ ملا جلا ہوتا ہے ۔ اس لئے باغ لگاتے وقت بازاری بیجوں پر اعتبار نہ کریں ۔ اور کسی مستند ادارے سے بیج منگائیں ۔ تاکہ جو قسم آپ کو مطلوب ہو ۔ صرف وہی کاشت ہو سکے ۔

زمین ۔ اس میں ایک باب میں ہر پھل کے لئے مناسب زمین تحریر کی گئی ہے ۔ زمین ایسی ہو جس میں پانی دیر تک کھڑا نہ رہے ۔ بھاری میرا زمین بہتر ہے ۔ سیم زدہ علاقوں میں پپیتے کے پودے مر جاتے ہیں ۔

آب و ہوا ۔ اس پر بھی ایک باب تحریر کیا گیا ہے ۔ کہ مختلف پھلوں کو کس قسم کی آب و ہوا موزوں رہتی ۔ آپ اگر اس باب کو از سر نو دیکھ لیں تو معلوم ہو گا ۔ کہ یہ گرم مرطوب آب و ہوا کا پودا ہے ۔ جس میں کورا نہ پڑتا ہو کیلے کی طرح کورا پپیتے کا بھی دشمن ہے چھوٹے پودوں کا خاص طور پر دشمن ہے ۔

اس کے علاوہ موسم سرما کے آخر میں جو سرد ہوائیں چلتی ہیں وہ بھی پپیتے کی دشمن ہیں ۔ اس لئے یہ کوئٹہ کی آب و ہوا میں نہیں ہو سکتا ۔ ضرورت سے زیادہ گرم اور خشک ہوا بھی اس کے لئے مضر ہے ۔ مغربی پاکستان

میں حیدرآباد ڈویژن کا علاقہ اس کی کاشت کے لئے موزوں ہے ۔

نسل بڑھانا اس باب میں پہلے بھی تحریر کیا گیا ہے ۔ کہ یہ پودا پیوند کر دیا جائے تو اچھے نتائج نہیں دیتا ۔ اور بیج ہی سے پیدا کیا جاتا ہے ۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل باتوں کی سفارش کی جاتی ہے

۱ ۔ کسی مستند فارم سے بیج حاصل کریں ۔
۲ ۔ گلی سڑی کھاد ڈال کر بیج بونے کی زمین تیار کی جائے ۔
۳ ۔ ہر روز ان کیاریوں کو ہلکا پانی دیں ۔
۴ ۔ فروری اور مارچ میں بیج کاشت کریں ۔
۵ ۔ بیجوں کی پود مارچ اور اپریل میں لگائیں ۔
۶ ۔ ایک ایکڑ میں ۱۲۰۰ تا ۱۴۰۰ پودے لگائیں ۔
۷ ۔ کورے کے ایام میں پودوں کو بچائیں ۔

پودے لگانا ۔ اس ضمن میں گڑھے کھودنے اور پودے لگانے کا طریقہ الگ باب میں بیان کر دیا گیا ۔ باغبانی کلینڈر میں وہ صحیح وقت موجود ہے ، جب آپ گڑھے کھودیں گے اور پودے لگائیں گے ۔ پودوں کا باہمی فاصلہ پانچ سے دس فٹ تک رکھا جا سکتا ہے ۔

نر پودے کی پہچان ۔ جوان ہونے تک نر اور مادہ پودوں کی کوئی پہچان نہیں ہو سکتی ، حالانکہ باغبانی کے لحاظ سے یہ بڑا ستم ہے کہ اتنے مادہ پودوں کے ساتھ اتنے ہی نر پودے بھی تیار ہو جاتے ہیں ۔ لیکن موجودہ تحقیق چھوٹے پودوں میں نر اور مادہ کی تفریق نہیں کر سکی ۔ اس لئے جب تک یہ تحقیق باغبان کی مدد نہیں کرتی ۔ اس کے باغ میں پودے نر اور مادہ نصفا نصفی ہونگے ۔

پیداوار:۔ پیداوار اور قیمت کے لحاظ سے پپیتا پاکستان میں دوسرے کسی پھل سے کم آمدنی نہیں دیتا۔ جن جگہوں پر نہر کا پانی میسر آتا ہے اور نزدیک اچھی مارکیٹ موجود ہوتی ہے۔ وہاں یہ اچھے آم کے ہم پلہ آمدنی دیتا ہے لیکن جہاں پانی کا خرچ بھی باغبان کی کمر توڑتا ہے۔ وہاں خرچ بھی زیادہ آجاتا ہے
دراصل پاکستان میں قیمتوں کی سطح کا اندازہ کرتے ہوئے مصنوعی کھاد کی قیمتیں زیادہ ہیں۔

پھل توڑنا:۔ صرف وہی پھل توڑیں۔ جو ذرا زردی کا اظہار کریں۔ لکڑی کے ڈبوں میں بند کرتے ہی سے پھل ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجا جا سکتا ہے کیونکہ یہ پھل بہت نرم ہے اس لئے توڑنے اور ڈبوں میں بند کرنے دیں خاص احتیاط کرنی لازم ہے۔

پپیتے کی بیماریاں

دنیا کے مختلف حصوں میں پپیتے کو بہت سی بیماریاں کا مقابلہ کرنا ہوتی ہے۔ لیکن مقام مسرت ہے کہ ابھی تک مغربی پاکستان میں بیماریوں کا مسئلہ چنداں اہم نہیں۔ ویسے اس پودے کو انٹ، گردن یا گلنا ورم، فروٹ واٹ، اور کئی بیماریوں کا خطرہ بیرونی ممالک میں ہے۔

کھاد:۔ جہاں تک کھاد ڈالنے کا تعلق ہے۔ یہ ازبس ضروری ہے۔ کھاد والے باب میں اس پر کچھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ گوبر کھاد اس کے لئے ازبس ضروری ہے۔ ایک ایکڑ کو ہزار من کھاد گوبر دی جاتی ہے۔ اگر اتنی کھاد دی جائے۔ تو مصنوعی کھاد کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اگر یہ گوبر کی کھاد نصف کر دی جائے۔ تو کیمیاوی کھاد ڈالنی جائیگی۔

لیچی

یہ پھل اپنی انفرادیت کے لحاظ سے آم سے بھی نمایاں ہے۔ اور بہت سے امیر کبیر، اعلےٰ خاندانوں اور رؤسا کی میز کی زینت بنتا ہے۔ یہ صرف اعلےٰ اور بڑی اد کالونی پر دستیاب ہوتا ہے۔ اور سال کے تھوڑے وقفے میں اپنی بہار دکھاکر آئندہ سال کے لئے اس کا منتظر رہنا ہوتا ہے۔

لیچی کے متعلق اچھے اچھے باغبانوں کی معلومات بھی کم ہیں اور بہت کم رقبہ لیچی کے باغات میں شامل ہے۔ آپ یہ پڑھ کر حیران ہونگے۔ کہ لیچی کا درخت ہوتا ہے۔ جس کی اونچائی تیس چالیس فٹ ہوتی ہے۔ چھتری نما سایہ دار درخت بہت بھلا معلوم ہوتا ہے۔

مغربی پاکستان کے مقابلے میں مشرقی پاکستان میں اس کا رقبہ بہت زیادہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ گرم مرطوب آب و ہوا کا پھل ہے۔ اور یہی خاص ہے۔ جس کی وجہ سے مغربی پاکستان میں آج تک اس کا رقبہ محدود چلا آتا ہے جن باغبانوں نے اس کو اگانے کی کوششیں کی ہیں۔ انہیں بہت محنت کرنی پڑی ہے۔

پھول آتے ہیں تو درخت پر زردی مائل سے گچھے نظر آتے ہیں۔ پھل کو دیکھئے۔ تو عجب سی صورت ہے، گلابی رنگ کا پھل ہے۔ جو باہر سے سخت اور کھردرا سا ہے۔ لیکن اندر نرم شہد دار گودا ہے۔ جس کے نیچے گٹھلی ہوتی ہے۔ کھانے کے ساتھ چند دانے یا شام کی چائے کیساتھ چند دانے کھانے والے کو بہترین ذائقہ مہیا کرتے ہیں۔

پھل میں بڑی خصوصیت اس کی شکر ہے جس کا تناسب ۱۲.۰ ۴ فی صد ہے حیاتین بھی خاصی ہیں۔ اور سٹرک ایسڈ بھی ہے۔

زمین اور آب وہوا ۔ اس کا ذکر متعلقہ باب میں کیا گیا ہے۔ اگر آپ وہاں دیکھیں۔ یا آپ کو یاد ہو۔ تو بہترین زمین اس کے لئے بھاری میرا ہے، لیکن یہ زمین بھی وہ پسند کرتا ہے جس میں نمی بہت زیادہ نہ ہو۔ مشرقی پاکستان موزوں ترین زمین ہے۔ لیکن مغربی پاکستان میں بھی زمینیں بہترین ہیں۔ حیدرآباد ڈویژن میں زمین موزوں ہونے کے علاوہ آب وہوا بھی موزوں ہے۔

آب وہوا گرم و مرطوب ہونی چاہیئے۔ لیکن بارش ضرورت سے زائد نہ ہو۔ ورنہ وہ پھول گرا دیتی ہے۔ اور پھل کم لگتا ہے۔

درختوں اور پودوں کی افزائش

گزشتہ ایک باب میں ہم ہوائی داب کا ذکر کر چکے ہیں۔ ہوائی داب لیچی کا خاصہ ہے۔ اس کی تصویر ملاحظہ کرنے سے آپ کو طریق کار کی تفصیلات معلوم ہو جائے گی۔ پاکستان میں یہی طریقہ کارآمد ہے۔ چین کے حالات لیچی کی پیدائش کے لئے زیادہ سازگار ہیں۔ وہاں بغل گیر پیوند سے بھی۔ اس کی افزائش ہوتی ہے اس لئے ترقی پسند باغبانوں کو چاہیئے کہ وہ پہلے مشرقی پاکستان میں اور اگر کامیابی ہو جائے تو مغربی پاکستان میں بغلگیر پیوند آزما دیکھیں اسمیں بڑی محنت کرنی پڑے گی۔ لیکن طریقہ کار آسان ہو جائے گا۔

جب موجودہ طریقہ سے جڑیں نکل آتی ہیں۔ تو انہیں گملوں میں لگا دیا جاتا ہے بعض ممالک میں لیچی کی شاخیں اتنی نیچے آجاتی ہیں۔ کہ زمینی یعنی سادہ داب لگا دی جاتی ہے۔ اور کامیاب رہتی ہے، جب جڑیں نکل آئیں۔ تو اسے

منتقل کر دیا جاتا ہے۔

بہر حال مغربی پاکستان کے ترقی پسند باغبانوں کے لئے یہ چیلنج ہے۔

پانی دینا - لیچی چین سے در آمدہ پودا ہے اور مشرقی پاکستان میں اس کی کاشت خوب ہوتی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ گرم مرطوب آب و ہوا پسند کرتا ہے۔ لیکن مغربی پاکستان کے اکثر حصوں کی آب و ہوا گرم و خشک ہے۔ لاہور ڈویژن میں بارش ۱۲ تا ۱۵ انچ سالانہ ہے۔ ملتان ڈویژن میں اس سے کم ہے۔ سرگودہا ڈویژن میں کم و بیش ملتان ڈویژن والی صورت ہے۔

اس درخت پر جون اور جولائی میں پھول آتے ہیں۔ اور پھل لگتا ہے۔ لہذا ان دنوں پانی کی اشد ضرورت ہے۔ ان دنوں ہر ہفتہ پانی دیں البتہ موسم سرما میں دو ہفتہ میں ایک بار پانی دیا جا سکتا ہے۔

کانٹ چھانٹ - مناسب کاٹ چھانٹ کریں۔ اس طرح کانٹ چھانٹ کی جائے۔ کہ گرم لو پھل پر نہ پڑے۔

کورے سے بچاؤ - اس سے پیشتر بھی لکھا جا چکا ہے۔ کہ لیچی پودے یعنی کم عمر پودے کورے سے بڑی طرح متاثر ہوتے ہیں۔ ہم نے جو باب کورے پر لکھا ہے۔ اسے ایک بار پڑھ لیں۔ اس میں دو باتیں بطور خاص درج ہیں۔

ا - پودے کو سرکنڈا۔ وغیرہ سے بچانا۔

ب - پودے کو فراواں پانی دینا۔

کورے میں اسباب کا بھی دھیان رہے کہ اچھے باغبان کی حیثیت سے آپ کو کورے کی آمد کا ہر وقت پتہ چل جانا چاہیئے۔ اس کے لئے آپ

۱ - اخبار -
۲ - موسمی حالات
۳ - ریڈیو کی موسمی خبریں -
۴ - ٹیلیفون -

کے ذریعہ اپنا علم اس قابل رکھیں - کہ آپ کو بر وقت اطلاع ملتی رہے اور آپ مناسب اقدامات کرتے رہیں -

پھل کی مارکیٹنگ - مغربی پاکستان کی منڈی لیچی کے لئے موزون ہے - لیچی کا نرخ ۴ روپے سیر سے اوپر ہی رہتا ہے - اور بعض دکان دار جوار زال کر کے بیچتے ہیں - وہ ٹہنیاں بھی تول دیتے ہیں - جن کے ساتھ پھل ہوتی ہیں - یعنی اصلی نرخ چار روپے سیر سے اوپر ہی رہتا ہے - کوئی پھل اتنا گراں نہیں بکتا - اس لئے پھل اتارتے وقت اور منڈی میں بھیجتے وقت معمولی سی کوتاہی بڑی رقم پر پانی پھیر سکتی ہے -

مندرجہ ذیل احتیاط کریں -

۱ - پھلوں کو علیحدہ نہ توڑیں - بلکہ ڈنڈی سمیت توڑیں -
۲ - موزون گہری ٹوکری میں ڈالیں -
۳ - اوپر بھیگا ہوا کپڑا یا بوری کا ٹکڑا ڈالیں -
۴ - فوراً منڈی میں روانہ کریں - تاخیر سے پھل گل جائے گا -
۵ - منڈی میں آپ کی ساکھ ہونی چاہیئے -
۶ - اگر آپ کا باغ شہر کے نزدیک ہو - تو اپنی سیل بٹی کریں - تاکہ باغ میں پھل بک جائے ،

ناریل

مشرقی پاکستان میں ناریل کی پیداوار ہی کو کل پاکستان کی ناریل کی پیداوار کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ جہاں مشرقی پاکستان میں پچاس ہزار ایکڑ کے قریب ہے۔ وہاں مغربی پاکستان میں صرف کراچی میں ناریل اگانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور یہ بھی ابھی ابتدائی حالت میں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جہاں کراچی کی آب و ہوا اور زمین ناریل کے لئے موزوں ترین ہے۔ وہاں فرق یہ ہے کہ یہاں پانی کی شدید قلت ہے۔ اگر پانی کا انتظام ہو جائے تو ہزاروں ایکڑ رقبہ میں ناریل کے باغات لگائے جا سکتے ہیں۔ اور لاکھوں منوں ناریل مغربی پاکستان میں پیدا کیا جا سکتا ہے۔ بالخصوص مغربی پاکستان میں ساحلی علاقہ ناریل کی کاشت کے لئے موزوں ہے۔ اگر سرکاری طور پر کوئی کارپوریشن اس کام کو ہاتھ میں لے لے، تو نہ صرف ناریل کی کاشت میں اضافہ ہو گا۔ بلکہ کھانے والے تیل کی صنعت کو بھی زیادہ تقویت حاصل ہو گی۔

آب و ہوا:- ہم نے اس ضمن میں ایک علیحدہ باب تحریر کیا ہے کہ مختلف قسم کے پھلوں کو کس قسم کی آب و ہوا درکار ہوتی ہے۔ یہ میدانی علاقے میں لیکن کم بلندی تک بھی ہو سکتا ہے۔ اگر آپ دنیا کے ممالک کا جائزہ لیں۔ تو آپ کو معلوم ہو گا۔ کہ ناریل ان علاقوں میں پیدا ہوتا ہے۔ جو منطقہ حارہ میں واقع ہیں۔ مثلاً بھارت، مشرقی پاکستان۔ ملایا۔ انڈونیشیا۔ ہوائی۔

یہ پالا یعنے کہر برداشت نہیں کر سکتا،

زمین:- اس کے لئے چنداں بھاری زمین کی ضرورت نہیں۔ ریتلی میرا اس کے لئے موزوں ہے۔ ساحل کے نزدیک زمین اس کے لئے موزوں ترین

ہے۔ بشرطیکہ وہ ریتلی میرا کی خصوصیات پوری کرے۔

پودے کی تیاری۔ ناریل کا بیج ہوتا ہے اور مغربی پاکستان میں اسے بمبئی۔ گوا اور لنکا سے منگواتے ہیں۔

یہ بیج دراصل تیار شدہ اور بھاری ناریل ہے۔ جسے کیاریوں میں لگا دیتے ہیں۔ یہ دیر میں اُگتا ہے اور دیر میں بڑھتا ہے۔ پودا پھوٹنے کو کلہ پھوٹنا کہتے ہیں۔ جب پودا تین فٹ کا ہو جائے۔ تو دوسری جگہ لگا دیتے ہیں۔

پودے لگانا۔ زمین تیار کریں۔ اور پودے قطاروں میں لگائیں۔ پودوں کا درمیانی فاصلہ ۲۵ فٹ ہو۔ گڑھے کھودنے کے متعلق ہم الگ باب میں بیان کر چکے ہیں۔

آبپاشی۔ کراچی کے نزدیک آبپاشی ضروری ہے۔ اور اس ضمن میں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ناریل ان علاقوں کا پودا ہے۔ جہاں بارش بکثرت ہوتی ہے۔ ادھر کراچی میں گو ساحل موجود ہے۔ لیکن بارش کی شدید قلت ہے۔

ان دونوں سروں کے درمیان ملا کر پورا کرنے ہی میں ناریل کی کامیابی مضمر ہے۔ ابھی تک سرکاری تحقیق گاہوں میں ایسے تجربات زیادہ نہیں ہوئے۔ جن سے معلوم ہو کہ کراچی میں مصنوعی طور پر کتنے پانی درکار ہونگے۔ لیکن اغلب یہی ہے۔ کہ ناریل کو زیادہ پانی کی ضرورت ہے۔

جہاں منظم طرح ناریل کا باغ لگانا مقصود ہو۔ وہاں پانی کا انتظام پہلے کریں ٹیوب ویل بہترین ہے۔ کسی جھیل سے اگر آپ لفٹ لگا کر پانی ڈال سکتے ہیں تو بہت اچھا ہے۔

کھاد۔ اگر آپ کھاد والا باب پڑھیں تو آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ اقوام متحدہ کے ادارہ

خوراک نے کئی ممالک میں کام کیا۔ اور اپنے نتائج شائع کیے۔ جو اس باب میں دیئے گئے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ پاکستان میں زمین کی کیمیاوی ساخت اور دوسرے ممالک میں فرق ہے لیکن اصولی طور پر اگر ایک اچھا باغبان اپنے باغ کی منصوبہ بندی کے دوران اپنی زمین کا امتحان کرا لے۔ تو زیادہ صحیح کھاد معلوم ہو سکے گی۔

اگر امتحان کے مواقع موجود نہ ہوں۔ تو یہ یاد رکھیئے کہ پاکستان میں نائٹروجن کی کمی ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ کچھ ملکوں میں کھاد کی ضرورت لکھ ڈالوں

پہلا تجربہ:

صرف نائٹروجن کھاد سے	33 ناریل دس درختوں پر
" فاسفورس "	77 " " " "
" پوٹاشش کھاد سے	273 " " " "
تینوں کھاد میں ملا کر	603 " " " "

ایک اور سفارش مندرجہ ذیل ہے۔

یوریا	2 پونڈ
ایمونیم سلفیٹ	2 "
پوٹاشش	2 "
گوبر کی کھاد	100 "

لنکا میں جب ایک اور تجربہ کیا گیا تو تینوں کھادیں ملائی گئیں تو پیداوار دگنی ہو گئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ لنکا میں پوٹاشش کی کمی ہے لیکن مغربی پاکستان کی زمینوں میں پوٹاشش کی کمی نہیں ہے۔

درمیانی فصلیں: ناریل کا تنا پچاس فٹ سے اوپر تک سیدھا جاتا ہے اس لیے دوسری فصلوں کے لیے بڑی جگہ موجود ہوتی

ہے۔ اگر زائد پانی کم قیمت پر میسر آ جائے۔ تو پھل دار فصلیں اور سبزیات کی کاشت کی جا سکتی ہے۔ اس طرح زمین کی ذرخیزی بھی بحال رہے گی۔ دوسری چیز یہ ہے۔ کہ اگر پانی کافی گراں ہو۔ اور مالی لحاظ سے پھل دار اجناس فائدہ مند نہ ہو اور جتنے زیادہ تر سائلی رطوبت سے استفادہ کرنا ہو تو پھل دار اجناس کا خیال چھوڑ دیں۔

ناریل کب پھل دیتا ہے

ناریل بڑا سست رفتار درخت ہے باغ کی منصوبہ بندی کرنے والوں کو اس کا دھیان بخوبی کرنا چاہیئے اور صرف اس کو کاروبار نہ سمجھ لینا چاہیئے دس سال تک کہیں جا کر ناریل پھول دیتا ہے۔ اور ایک آدھ سال میں پھل دینے کے قابل ہوتا ہے۔

اسکا تمام پس منظر یہ ہے کہ جب ایک بار پودے کو لگا دیا جاتا ہے۔ اور وہ بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ تو اسکے بعد مالک باغ کی طرف سے کوئی خرچ نہیں ہوتا ہے۔ لیکن آمدنی کا کوئی ذریعہ بارہ سالوں سے قبل نہیں بنتا۔

دراصل موزوں آب وہوا میں ایسے درخت خود رو قسم کے ہوتے ہیں اس لیے طویل گھڑیاں گننے کا وہاں مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن مغربی پاکستان میں یہ مسئلہ طویل ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے فوری نتائج حاصل کرنے ہوں وہ اس تجارت میں روپیہ نہ لگائیں۔

کتنے ناریل فی درخت دستیاب ہوتے ہیں

اس میں بڑا اختلاف ہے۔ اگر آپ لنکا کے اوسط اعداد و شمار کو دیکھیں

تو وہ درخت جنہیں بغیر کھاد کے چھوڑ دیا گیا تھا۔ اُن سے کچھ وصول ہوتا ہے وہ 3.3 ناریل فی درخت تھا۔ لیکن جُوں جُوں کھاد ڈالی گئی۔ ناریل کی تعداد میں زیادتی گئی۔ جب پوٹاشش کی کمی دور کی گئی۔ تو قریباً 28 ناریل فی درخت ملے۔ جب تینوں کھادیں ملاکر دی گئیں تو ۵۷ ناریل فی درخت اوسط طور پر میسر آئے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ ایسے درخت بھی تھے جن میں ناریل کی تعداد ۶۰ سے زیادہ تھی۔ یہ بات یاد رہے کہ اس تجربہ میں گوبر کی کھاد کا ذکر نہیں۔ شاید گوبر کی کھاد کا اضافہ کیا جاتا تو مقدار اور زیادہ ہو جاتی۔ کئی کتب یہ بتاتی ہیں کہ لنکا اور دوسرے گرم مرطوب علاقوں میں ۱۰۰ ناریل فی درخت بھی میسر آتے ہیں۔

پھل کس وقت توڑا جاتا ہے

مشرقی پاکستان میں ہر بستی کے پاس ناریل کا جُھنڈ ہے۔ اور جہاں کہیں کوئی مہمان آیا۔ بستی کا کوئی فرد بھاگا۔ درخت پر چڑھ گیا اور ناریل لے آیا۔ ایک بڑے چھرے سے اس کے دو حصے کر دیئے اور ناریل کا دودھ مہمان کو پیش کر دیا۔ گویا۔ ناریل کی یہ رطوبت مغربی پاکستان میں دیہات کی لسی۔ دودھ اور اب کسی حد تک۔ چائے کا نعم البدل ہے۔ اس وقت ناریل کچی حالت میں ہوتا ہے۔ لیکن ناریل خود بخود گر جاتا ہے۔ اور اس وقت کھوپرہ بنانے کے کام آتا ہے یا بیج کے طور پر۔

مغربی پاکستان میں ناریل کی بیماریاں

مغربی پاکستان میں ابھی تک ناریل کو کوئی بیماری درپیش نہیں۔ برخلاف اس کے مرطوب ممالک میں جن میں ناریل ہوتا ہے۔ ناریل کی مکھی پیدا ہوتی ہے۔
جہاں ناریل کی پاکستان میں کاشت ہو رہی ہے۔ وہاں خطرہ ہے، کہ وہی بیماریاں اور حشرات اس خطہ میں بھی وارد ہونگی۔

ناریل کا روشن مستقبل۔

مغربی پاکستان میں پھلوں کے میدان میں جو کام ہوا ہے اور جس طرح پھل کی کمی کو دور کیا گیا ہے۔ وہ بہت روشن ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کوششوں کی داد دی جائے جن سے خلا کو کافی حد تک پر کر دیا ہے۔

اعلیٰ سیب :- مری کی پہاڑیوں پر امری سیب پیدا کرکے
" کیلا بصرائی کیلا حیدرآباد ڈویژن میں۔
" آم مختلف آم۔ رٹول۔ ثمر بہشت جوری۔ لنگڑا۔ مالدہ
" پپیتا۔ کراچی کے نزدیک پیدا کیا گیا ہے۔
" سنگترہ ناگپوری کا نعم البدل کنو ہے۔

یہ تمام پھل تقسیم سے قبل اس علاقے میں بھارت سے آتے تھے۔ اور تقسیم ملک کے بعد اچانک ان کی سپلائی رک گئی تھی۔ اب سوال صرف ناریل کا رہ گیا ہے۔ یہ پاکستان کے ترقی پسند نجی حلقوں اور سرکاری حلقوں کے لئے چیلنج ہے۔ امید ہے نہ صرف اس چیلنج کو قبول کیا جائیگا۔ بلکہ اس مقدار تک ناریل پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ کہ نہ صرف گری کھانے کیلئے

بلکہ سر پہ تیل لگانے کی صنعت اور بناسپتی گھی کی صنعت بھی ترقی کرے۔
اس ضمن میں اگر سرکاری طور پہ صرف تجرباتی سطح پہ کام کیا جائے تو مفید ہوگا۔
اور نجی حلقے ان نتائج سے فائدہ اٹھائیں گے۔

بیر

بیر کو ارزاں پھل قرار دیئے جاتے ہیں۔ بلکہ اسے غریبوں کا پھل کہتے ہیں۔
ممکن ہے اس میں بیر کے گرنے کی سستائی کو دخل ہو یا اس کے دیر سے ہضم
ہونے کو دخل ہو۔ لیکن جب ہم اسے پھل کے اعتبار سے جانچتے ہیں۔ تو پہلے
حیاتین سی (ج) کا نام آتا ہے۔ اس کتاب کے ناظرین یہ دیکھ کر حیران ہونگے
کہ بیر میں حیاتین ج ترشادہ پھلوں سے بھی زائد ہے۔ جو حیاتین ج کے نام سے
مشہور ہیں۔ شاید قدرت کو یہی منظور ہے کہ اس کی بنائی ہوئی دنیا کے غریب
لوگ عام پھلوں سے وہی کچھ حاصل کریں جو امراء اور رؤسا قیمتی پھلوں سے
حاصل کرتے ہیں۔ اور غیر ارادی طور پہ ان پھلوں کو بے کار سمجھ کر پھینک
دیتے ہیں۔

بیر بڑا سخت جان پودا ہے۔ غیر آباد جنگلوں میں چھوٹا سا خودرو بیر
پیدا ہوتا ہے۔ اور بھولے بھٹکے مسافروں کی خوراک کا سامان بنتا ہے۔
راقم الحروف نے سندھ کے لق و دق جنگلوں میں جا بجا چھوٹے بیروں کے
پیڑ دیکھے ہیں۔ غریب لوگ جو ان جنگلوں میں راستہ بھول جاتے ہیں۔ کوئی مدد
ملنے تک اس پھل پر گزارہ کرتے ہیں۔ سابقہ پنجاب میں دیسی سرخ بیروں کی

کبھی کثرت تھی، لیکن محکمہ زراعت کی کوششوں سے ان بیروں کو پیوند کر دیا گیا ہے اب درمیانہ قد کے سرخ بیر کبھی کبھار نظر آتے ہیں۔ باقی پیوند شدہ بیر ہیں۔

بیروں کی اقسام :- لائیل پور کی تجربہ گاہوں میں مندرجہ ذیل بیروں کی اقسام پیدا کی گئی ہیں۔

عمران۔	بڑا۔ خستہ۔ شیریں۔
نمبر ۱۲	چھلکا پتلا۔ گودا شیریں۔ لذیذ۔ خوشبودار۔
نمبر ۱۵	تقریباً نمبر ۱۲ سے پایا جاتا ہے۔
بیحو نخل	بڑے سائز کا ہوتا ہے۔
نمبر ۱	چھلکا زرد۔

اس کے علاوہ اور قسمیں بھی ہیں۔

آب و ہوا :- اسی کتاب میں ایک باب اس بیر پر لکھا گیا ہے۔ کہ کون سے پھل کے لئے کس قسم کی آب و ہوا درکار ہے۔ بیر بڑا سخت جان پودا ہے۔ اور میدانی علاقوں یعنی مغربی پاکستان میں ہر جگہ خوب پھلتا پھولتا ہے بلکہ قدرے بلندی پر بھی بخوبی ہوتا ہے۔

جہاں تک پانی کا تعلق ہے۔ اس لحاظ سے بھی بیر سخت جان ہے کم پانی میں بکثرت پھلتا پھولتا رہتا ہے، موسم سرما میں کورے کو برداشت کرتا ہے۔ اور کورے کا موسم ختم ہوتے ہی پھل بہار میں کھانے کے قابل ہو جاتا ہے۔ نہری علاقوں میں خوب جوبن پر ہوتا ہے۔

زمین :- زمین کے لحاظ سے بھی بیر کسی خاص قسم کی زمین کے لئے محدود نہیں۔ ریتلی زمین نہ ہو۔ اس کے علاوہ پتھریلی نہ ہو۔ ریتلی میرا سے لے کر میرا تک ہر زمین میں بیر ہو سکتا ہے۔

پودے لگانا۔ گٹھلی سے کاٹھے بیر کے پودے ایک ایکڑ میں چالیس لگا لیں۔ قریباً دو سال میں پودا اس قابل ہو جاتا ہے۔ کہ اس کو پیوند کر دیا جائے، بیروں کی پیوند کاری اب کوئی راز نہیں ہے، محکمہ زراعت کے پیوند کاروں نے اس ضمن میں بہت کام کیا ہے اور باغبان فیلڈ سٹاف سے پیوند کاری کا عملی طریقہ فیلڈ ہی سیکھ سکتا ہے، بلکہ وہ گاؤں کے دوسرے افراد کے کام بھی آ سکتا ہے۔

اگر آپ پیوند کاری کا باب پڑھیں تو اس میں ایک شوق آ چشمہ کی ہے یہ آ چشمہ زیادہ تر ترشادہ پھلوں میں استعمال ہوتا ہے۔ لیکن بیروں کے لئے یہی طریقہ کارآمد ہے۔ اور اسی طریقے محکمہ زراعت کے فیلڈ سٹاف نے تمام بیروں کا رخ بدل ڈالا ہے۔ چشمہ لگانے کا بہترین وقت اپریل اور مئی ہے لیکن موسم برسات میں بھی پیوندی ہو سکتا ہے۔ چونکہ چشمہ موقع پر چڑھایا جاتا ہے اس لئے آپ پودا کا پورا درخت پیوندی بیر میں تبدیل کر سکتے ہیں۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ سر پر کی شاخ کو پیوند کر دیں۔ اور چھوٹی شاخیں موسم سرما میں کاٹ دیں۔ موسم بہار کی آمد سے قبل پیوند شدہ شاخوں سے نئی شاخیں پورے زور سے پھوٹیں گی۔ اور پورا کا پورا درخت پیوند شدہ میں تبدیل ہو جائے گا۔

شاخ تراشی۔ یہ درخت موسم سرما میں بڑی حد تک شاخ تراشی چاہتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زیادہ پھل نئی شاخوں پر لگتا ہے۔ آپ موسم سرما میں جتنی شاخ تراشی کریں گے، اسی قدر نئی شاخیں نکلیں گی۔ اور پھل زیادہ لگے گا۔

پھل کی برداشت { مغربی پاکستان میں جب بیر ہاں پھل دینے میں آتی ہیں۔ تو بازار میں پھل کی بھرمار ہو جاتی ہے۔

یہ ایسا پھل ہے جو دوسرے شہروں اور دور دراز منڈیوں میں کم ہی بھیجا جاتا ہے، اور نہ ہی نرم پھلوں کی طرح ٹھیس لگنے سے گلتا سڑتا ہے اس لئے وہ حفاظتیں جو آم، لیچی وغیرہ کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ اس کے لئے ضروری نہیں ہوتیں۔

مارچ اپریل کے مہینے میں پھل بازار میں بھرمار کر دیتا ہے۔ بازار میں اسکی قیمت بھی ارزاں ہوتی ہے۔ اس لئے بیریاں زیادہ تعداد میں باغبان نہیں لگاتے بلکہ ایسی جگہ لگاتے ہیں۔ جہاں زمین فالتو ہو، باغ کا کوئی کونہ ہو۔ اور خراب قسم زمین ہو۔

بیر کی بیماریاں اور نقصان پہنچانے والے کیڑے

جس طرح سے پہلے تحریر کیا گیا ہے۔ بیر ایک سخت جان پودا ہے۔ اس کو یہاں ہر قسم کی آب و ہوا خوب رہتی ہے۔ پانی کی کمی برداشت کر لیتا ہے۔ وہاں اسے بیماریاں بھی کم لگتی ہیں۔ شاید یہ بات ہو۔ کہ یہ مرطوب علاقوں کا پھل نہیں۔ بلکہ گرم خشک علاقوں کا پھل ہے۔

ایک اہم کیڑا بھونڈی کہلاتا ہے۔ جو ماہ اگست میں پتوں میں سوراخ کرتا ہے اور اگر بہت سے پتے اسی طرح خراب ہو جائیں۔ تو اگلے موسم میں پھل کم لگے گا۔ زہریلی ادویات کا سپرے مفید رہتا ہے۔ مندرجہ ذیل ادویات میں سے کسی کا سپرے کر سکتے ہیں۔

ڈی۔ڈی۔ٹی۔بی۔ایچ۔سی کا محلول۔

سیون کا سپرے۔ مطابق طاقت متعلقہ باب

الڈرین اور ڈائی الڈرین	کا سپرے ماہرین کے مشورہ کے مطابق محلول بنا کر ہو سکتا ہے۔

لیکن مندرجہ ذیل باتیں یاد رکھیں۔

۱۔ یہ ادویات زہریلی ہیں۔ بچہ ان کو ہاتھ نہ لگا سکے۔

۲۔ خالی ڈبے کسی اور کام کے لئے استعمال نہ کریں۔

۳۔ درخت کے نیچے کوئی خوراک نہ ہو۔

۴۔ ہاتھ پر پوری طاقت کی دوا نہ لگنے پائے،

۵۔ سپرے کے بعد صابن سے ہاتھ دھو ڈالیں۔

لوکاٹ

لوکاٹ کی اہمیت آم اور انگور کے مقابلہ میں زیادہ نہیں لیکن اس میں ایک خوبی ایسی ہے جس کی وجہ سے اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ یہ ان دنوں مارکیٹ میں آتا ہے جن دنوں بازار میں کوئی خاص پھل موجود نہیں ہوتا۔ اور قیمت بھی ایسی موزوں ہوتی ہے۔ کہ غریب درمیانہ طبقہ اور امیر ہر کوئی اسے خرید سکتا ہے،

لوکاٹ میں دوسرے پھلوں کی طرح حیاتین ج ہوتی ہے۔ اور شیرینی بننے کا دورانیہ اس میں شکر کا تناسب زیادہ ہوتا ہے۔

یہ پھل ان علاقوں میں ہوتا ہے۔ جہاں گرمی مقابلتاً کم پڑتی ہے۔ مثلاً لاہور، ڈویژن۔ پہاڑ کے دامن کے علاقے۔ ویسے ملتان ڈویژن میں ضلع ساہیوال میں لوکاٹ پیدا ہوتا ہے۔ دراصل یہ پھل گرمی اور زیادہ سردی برداشت نہیں کر سکتا۔ زیادہ گرمی سے اس کا پھل چھوٹا رہجاتا ہے۔ اور بازار میں کم قیمت پاتا ہے۔ کئی باغبان اسے بڑے درختوں کی اوٹ میں لگاتے ہیں

تاکہ براہ راست گرمی سے محفوظ رہے۔ اور پھل کا سائز بڑا ہو۔ سردی بھی اس کے پھل کے قد کو چھوٹا کرتی ہے۔ یا پھل کم لگتا ہے۔ جوں جوں اسے بلندی پر بویا جاتا ہے۔ پھل کا سائز کم ہوتا چلا جاتا ہے۔

ترقی دادہ اقسام:۔ محکمہ زراعت نے اپنی لائلپور کی تجربہ گاہ میں چند ترقی دادہ اقسام آزمائی ہیں اور وہی سابقہ پنجاب میں رواج پذیر ہیں۔ اور نرسریوں سے ان کے پودے مل سکتے ہیں۔ یہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ نٹاکا

۲۔ ہیچ لیس

۳۔ تھامسن پرائیڈ۔

نیا باغ کہاں لگایا جائے۔ یہ پھل ایک جگہ سے دوسری جگہ مشکل سے پہنچتا ہے۔ اور راستہ میں خراب ہونے کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے نئے باغ لگانے والوں کو مشورہ دیا جاتا ہے۔ کہ وہ لوکاٹ کے باغ اول تو کسی بڑے شہر سے چند میلوں کے فاصلہ پر لگائیں۔ جہاں سے چند گھنٹوں میں فروٹ منڈی میں پہنچ سکے۔

وہ جگہیں جو کسی ریلوے اسٹیشن سے نزدیک ہیں۔ اور موزوں وقت پر بڑی منڈی میں پھل پہنچا دیتا ہے۔ دوسرے درجہ پر آتی ہے۔ تیسرے درجہ پکی سڑک کا راستہ ہے۔ کیونکہ جب تک مال اتنا زیادہ نہ ہو کہ پورا ٹرک کرایہ پر لیا جائے راستہ کی لاری یا سڑک پر اعتبار کرنا مال کو خراب کرنا ہے۔

نسل کی افزائش۔ بازار سے موٹی موٹی لوکاٹ کی گٹھلیاں حاصل کریں اوران کا سٹاک بنا دیں۔ سٹاک بوسنے کے لئے گملا استعمال کریں۔ جب سٹاک ڈیڑھ فٹ کا ہو جائے۔ تو حجی لوکاٹ کیساتھ عمل گیرینڈ کرائیں۔ پیوندکنے

کے لئے بہار اور خزاں دونوں درست ہیں۔

ایک ماہر کی رائے میں T چشمہ بھی لگایا جا سکتا ہے۔ کسی ترقی پسند باغبان کو اس ضمن میں تجربہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ بغل گیر پیوند کی بجائے T چشمہ میں خرچ کم آتا ہے۔

آب و ہوا و زمین۔ اس کتاب میں ایک باب زمین پر لکھا گیا ہے۔ اور دوسرا آب و ہوا پر۔ اگر آپ یہ پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ لوکاٹ ہر اچھی زمین میں ہو سکتی ہے۔ میرا زمین اس کے لئے اچھی ہے۔ آب و ہوا کے لحاظ سے درمیانی بارش، نہر کا پانی، اور کم گرمی ہو۔ تو لوکاٹ خوب کامیاب رہے گی۔ زیادہ گرمی اور زیادہ سردی اس کے لئے اور اس کے پھل کے لئے نقصان دہ۔ پھل گرمی اور سردی دونوں کی وجہ سے چھوٹا رہ جاتا ہے۔

نئے پودے لگوانا۔ ایک الگ باب میں گڑھے کھودنے اور ان میں پودے لگانے کی تفصیل دی گئی ہے۔ یہاں اتنا کہنا کافی ہے کہ پودے ماہ فروری اور ستمبر میں لگائے جائیں۔

پودوں کے درمیان آپ پھلدار قسمیں بیج سکتے ہیں۔ برسیم اور گوارا کو زمین میں دبا دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ ایک ایکڑ میں ۱۰۰ پودے کاشت کئے جاتے ہیں۔

موسم گرما میں پودے کو پانی کی بڑی ضرورت ہے۔ ہفتے میں ایک بار پانی دیں۔ ورنہ پودا مرجھا جائے گا۔ لیکن موسم سرما میں کئی دن بعد بھی پانی دے سکتے ہیں۔

پیداوار کی برداشت

جس طرح میں نے بتلایا تھا ۔

ا۔ یہ پھل اُن دنوں مارکیٹ میں آتا ہے۔ جب دوسرے پھل شاید ہی بازار میں ہوتے ہیں۔ اس لئے باوجود اس بات کے پھل میں زیادہ تر گٹھلیاں ہی ہوتی ہیں۔ اچھی قیمت پاتا ہے۔ آجکل کے دور میں اچھی فصل بشرطیکہ اس کا پھل بڑا ہو۔ پندرہ سو روپیہ فی ایکڑ حاصل کر لیتی ہے۔

ب۔ پھل کو مارکیٹ میں بھیجتے وقت پیک کرنے میں بڑی احتیاط کریں۔ پھل کے چاروں طرف کاغذ اور گھاس رکھیں۔ اگر باغ سے شہر نزدیک ہو تو کھلی ٹوکری میں بھیجا جا سکتا ہے۔ پابند کرتے وقت کوئی دباؤ نہ ڈالا جائے۔

بیماریاں اور کیڑے :۔ یہ مقام مسرت ہے کہ لوکاٹ کو زیادہ شدید قسم کی بیماریاں نہیں لگتیں۔ اور نہ ہی نقصان پہنچانے والے حشرات کا حملہ ہوتا ہے۔

لوکاٹ کے باغبان کے لئے مندرجہ ذیل باتوں کا جاننا ضروری ہے۔

۱۔ گرمی اور سردی سے بچاؤ،
۲۔ باغ شہر کے نزدیک ہو،
۳۔ باغ کسی ریلوے سٹیشن کے نزدیک ہو۔
۴۔ اگر باغ گرم علاقے میں ہو تو سایہ دار درختوں کی اوٹ میں پودے لگائیں۔
۵۔ سٹاک کو بغل گیر پیوند کرتے ہیں۔
۶۔ ترقی پسند باغبان ٹی چشمہ بھی آزما سکتا ہے۔ اور اپنے نتائج سے عوام کو روشناس کرا سکتا ہے۔
۷۔ اس پھل کی زیادہ اہمیت مناسب موسم کی وجہ سے ہے۔
۸۔ پھل اور پودے پر بیماریاں کم حملہ کرتے ہیں۔
۹۔ اس کا منافع آم۔ کنو کے مقابلے میں کم ہے۔ لیکن کئی پھلوں کے

مقابلے میں زیادہ ہے۔

مثلاً۔ بیر۔ فالسہ۔ امرود۔

١٠ پھل شیریں اور لذیذ ہے۔ لیکن اعلےٰ کوالٹی اور ادنےٰ کوالٹی میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ اس لئے پیوند کرا تے وقت صرف اعلےٰ کوالٹی کا پودا منتخب کریں۔

١١۔ پھل منڈی میں بھیجتے وقت مناسب طور پر پیک کریں۔

١٢۔ اچھی۔ درمیانی اور ادنےٰ لوکاٹ الگ ٹوکریوں میں ڈال کر منڈی میں روانہ کریں۔

١٣۔ خراب لوکاٹ منڈی میں نہ بھیجیں۔

انگور

انگور دنیا کے مختلف ممالک میں پیدا ہوتے ہیں۔ فرانس کا نمبر انگوروں کی پیداوار میں پہلا ہے۔ یہاں بہت زیادہ انگور پیدا ہوتا ہے۔ وہاں شراب کی کشید سب سے بڑا کام ہے۔ اسی طرح دنیا کے دیگر ممالک جن میں بحیرہ روم کے خطے کے ملک شامل ہیں۔ مثلاً اٹلی۔ سپین۔ یونان۔ ترکی۔ مصر وغیرہ ہیں۔ انمیں انگور پیدا ہوتا ہے۔ یہ در اصل سرد معتدل آب وہوا رکھنے والے ممالک کا خاصہ ہے۔

پاکستان کے پڑوسی ملکوں میں افغانستان اور ایران انگور پیدا کرتے ہیں۔ پاکستان میں انگور پیدا کرنے کے دو علاقے ہیں۔

ا۔ اچھے انگور۔ کوئٹہ اور قلات

ب۔ ادنےٰ انگور۔ پشاور کی وادی۔

ج۔ موٹی دابہ والے انگور۔ سابقہ پنجاب کے پہاڑی اور میدانی علاقے،

سابقہ پنجاب علاقوں میں گو اچھا انگور پیدا نہیں ہوتا۔ تاہم ترقی پسند باغبان کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ کہ اچھی قسم کے انگور پہاڑی علاقہ کے دامن میں اور نہری علاقوں میں پیدا کئے جائیں۔ راقم الحروف نے کئی کوششیں دیکھی ہیں۔

جہاں تک سرکاری کوششوں کا تعلق ہے۔ لائیلپور کے سرکاری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں چند اقسام پر کام کیا گیا ہے اور ان میں سے تسلی بخش مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ فاسٹر سیڈلنگ

۲۔ قندھاری

۳۔ ہندھاری

۴۔ دالتھم کراس

۵۔ بلیک ہمبرگ

۶۔ داخ

۷۔ بلیک پرنس

یہ مجموعہ چونکہ زیادہ تر سابقہ پنجاب کے ناظرین کی نظر سے گزرے گا۔ اس لئے اسمیں ایسی باتوں کا ذکر زیادہ کیا جائیگا۔ جو سابقہ پنجاب کے متعلق ہوں ویسے کوئٹہ اور پشاور کے متعلق بھی کچھ نہ کچھ روشنی ڈالی جائے گی۔

آب وہوا۔ ہم نے اس کتاب میں ایک ایسا باب دیا ہے۔ جس میں ہر پھل کی آب وہوا دی گئی ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے

کہ تین ہزار سے زاید بلندیوں پر ہوتا ہے۔ انگور کی بیل سردی کو بخوبی برداشت کر لیتی ہے۔

انگور سابقہ پنجاب میں کیوں نہیں ہوتا۔ یا اچھا کیوں نہیں ہوتا۔ اس ضمن میں دو باتیں بڑی اہم ہیں۔

ا۔ یہاں اسے نیم گرم فضا میسر نہیں۔ جہاں اسے ۱۰۰ تا ۱۰۵ درجہ حرارت چاہیئے۔ وہاں سابقہ پنجاب کا درجہ حرارت ۱۱۵ تا ۱۱۸ ہو جاتا ہے۔ اور انگور کی کھال موٹی ہو جاتی ہے۔ اور یہ داخ کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔

ب۔ بارشیں ماہ جولائی کی شروع میں اپنا کام شروع کر دیتی ہیں۔ ان کے باعث پھل گل سڑ جاتا ہے

زمین۔ اس کے متعلق بھی اگر آپ متعلقہ باب دیکھیں۔ تو معلوم ہو گا۔ کہ بھاری چکنی زمین کی بجائے ملکی چکنی زمین درست رہتی ہے۔ کنکری زمینوں پر سابقہ پنجاب کے پہاڑی ڈھلانوں پر اگر پانی میسر ہو۔ تو انگور ہو سکتے ہیں۔ سابقہ پنجاب میں سوال اگر نہری علاقوں کا لیا جائے۔ تو ہر قسم کی زمین میں ماسوائے ریتلی زمینوں کے انگور پیدا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن نامناسب آب و ہوا کے باعث دانے بن جاتا ہے۔

پودوں کی افزائش۔ قلم سے کی جاتی ہے۔ گو اس کی تفصیل متعلقہ باب میں کی گئی ہے۔ لیکن یہاں یہ بیان کرنا ہے۔ کوئٹہ اور قلات میں سردی کے آخیر یا موسم بہار کے شروع میں یک سالہ پودے سے قلم بنا کر لگاتے ہیں۔ سابقہ پنجاب کے میدانی علاقوں میں قلمیں فروری کے شروع میں لگا دی جاتی ہیں۔

پودے کی افزائش عام داب کے ذریعے بھی کی جا سکتی ہے۔

آبپاشی:۔ سابقہ پنجاب کے زرعی پودوں میں چھوٹی بیلوں کو آٹھ دس دن بعد پانی دیں۔ ہفتہ میں ایک بار پانی دینا صحیح ہے۔ جوان اور زیادہ عمر کی بیلوں کو مہینے میں دو بار پانی دے سکتے ہیں۔ سابقہ پنجاب میں موسم گرما میں خاص طور پر خیال رکھیں۔ اگر بیلیں مرجھانے لگیں۔ تو اس سے بیشتر بھی پانی دے سکتے ہیں۔

بارش سابقہ پنجاب میں جون کے اخیر میں بارشوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور مون سون بارشیں جولائی اور اگست میں خوب اپنا رنگ دکھاتی ہیں۔ اس دوران میں پانی کی بچت ہو جاتی ہے۔ کم پانی دینا ہوتا ہے۔ لیکن یہ بارشیں تیار پھل جو پکنے والا ہوتا ہے۔ اس کے حق میں اچھی نہیں ہوتیں۔

کھاد۔ کھاد اس وقت ضروری ہوتی ہے۔ جب موسم بہار شروع ہو لیکن کھاد ڈالتے وقت زمین کی زرخیزی کا خیال بھی کر لیں۔ سابقہ پنجاب میں زمین میں نائیٹروجن کی کمی ہے۔ تاہم زمینوں میں فرق ہوتا ہے۔ زرخیز زمین میں امونیم سلفیٹ ملانا الٹا نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ کیونکہ پتوں کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

گوبر کی گلی سڑی کھاد خوب ہے۔ اس میں جہاں درمیانی سی نائیٹروجن موجود ہے۔ وہاں اس میں فاسفورس اور پوٹاش بھی ہے اور یہ توازن پتوں اور پھل میں توازن رکھیگا۔

بیلوں کو سوہانا۔ انگور کی بیل ہے جو ہر چیز پر چڑھتی چلی جاتی ہے۔ جو اس کے سامنے آ ئے۔ اس لئے انگور کی بیل کو زمین پر چلانے کی بجائے مختلف طریقوں سے سدھا کر حسب پسند طریقے پر چلاتے رہتے ہیں۔ ہر دفعہ مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ انگور کی شاخیں اور بیلیں کسی اونچی۔ تار دار یا

فیرم والی جگہ پر چڑھتی جائیں۔ اس میں کئی طریقے ہوتے ہیں۔ جن میں خندق کا طریقہ۔ ہیڈ
سسٹم۔ تار گیر طریقہ اہم ہیں۔

پھل کی برداشت۔ سابقہ پنجاب میں درجہ حرارت ۱۰۵ سے بڑھ کر
۱۱۵ اور ۱۲۰ ہو جاتا ہے اور یہ گرمی انگور کو ولکیا دیتی ہے۔ ماہ جون کی شروع
میں سابقہ پنجاب کا انگور بہری علاقوں کا تھوڑی مقدار میں بازار میں آجاتا ہے۔
اور ارزاں بکتا ہے۔ پھر بھی اسے احتیاط سے مارکیٹ میں بھیجنا چاہئیے۔ کیونکہ
آخر انگور ہے۔ اور نازک ہے۔

اس کے بعد سابقہ پنجاب کے نیم پہاڑی علاقوں کا انگور آتا ہے۔ یہ
اس سے قدرے بہتر ہوتا ہے اسے دور روانہ کرنا ہو تو ٹوکریوں میں گھاس پھوس
ڈال کر روانہ کریں۔

انگور کی تیسری کھیپ پشاور کی ہوتی ہے جو کریٹوں میں بند ہو کر آتا ہے۔
یہ درمیانہ درجہ کا انگور ہے۔ اس میں بھیجتے وقت بعض نا عاقبت اندیش باغبان ایک
چالاکی یہ کرتے ہیں۔ کہ اوپر موٹے انگور ڈال دیتے ہیں۔ اور نیچے چھوٹے اور سبز
رنگ انگور۔ یہ طریقہ تجارتی اقدار کے منافی ہے۔

راقم الحروف نے منڈیوں میں دیکھا ہے کہ جسے بعض باغبان چالاکی سمجھتے ہیں
اس کی وجہ سے خریداروں کا اعتبار ان کریٹوں پر اٹھا ہوا ہوتا ہے۔ اور وہ بہت
کم دام ان انگوروں کا لگاتے ہیں۔

اس لئے باغبانوں کو سفارش کی جاتی ہے کہ وہ اپنے باغ میں پیک کرنے
سے قبل ہی گریڈنگ کر دیں۔ اچھے اور موٹے انگور اگر الگ کریٹوں میں بھیجے
جائیں۔ اور کریٹوں پہ باقاعدہ کوئی نشان لگا دیا جائے تو وہ زیادہ قیمت پائیں گے
اور باغبان فائدے میں رہیں گے۔

اچھا اور بہترین انگور سابقہ پنجاب کی منڈیوں میں چمن کے انگور کے نام سے بکتا ہے۔ حالانکہ چمن تو صرف ریلوے اسٹیشن کا نام ہے۔ جو کوئٹہ ریلوے کا آخری ٹرمینل ہے۔ اب کوششوں کے باعث شاید ریل افغانستان کے اندر تک چلی گئی ہو۔

اس نام سے جو انگور بکتا ہے۔ وہ کوئٹہ قلات اور قندھار کا ہوتا ہے۔ اور اعلیٰ کوالٹی کا ہوتا ہے یہ گاؤدم ٹوکروں میں بند ہو کر آتا ہے اور ستمبر اکتوبر میں جوبن پر رہتا ہے۔ یہ درست پیک شدہ ہوتا ہے۔

انگوروں کی بیماریاں

انگوروں کی بیلوں کو کئی بیماریاں لگ جاتی ہیں۔ اس دور ترقی میں اگر بیماریوں اور حشرات کے علاج کی طرف توجہ کی جائے تو باغبان بڑے نقصان سے بچ جاتا ہے۔ اگر توجہ نہ دی جائے تو نقصان ہو جاتا ہے۔

انگور کی میلی بگ

ہم نے آم کی گدھیڑی کا نام آم کے بیان میں پڑھا تھا۔ یعنی سفوف والا ملی بگ یہ اس سے ملتا جلتا ہے۔ اور جس طرح وہ آم کے پتوں کا رس چوستا تھا۔ اور اس کی وجہ سے پھل اور پودے کو نقصان پہنچاتا تھا۔ اسی طرح یہ بگ انگور کی شاخوں، پتوں اور پھلوں پر حملہ کرتی ہے۔

اس کا علاج ان زہریلی ادویات میں ہے جن کا سپرے ہو سکتا ہے۔

ڈی۔ڈی۔ٹی 0.5 فی صد محلول کا سپرے کریں۔

یا فالیڈال ۱ء۰ فی صد کا سپرے کریں۔

یا

ٹیاسکٹس ۱۲ اونس فی ۱۰۰ گیلن سپرے کریں۔

انگوروں کے باب میں یہ بات یاد رہے کہ کوئٹہ اور قلات میں وہ رقبہ بہت کم ہے۔ جہاں پانی میسر آتا ہے۔ اگر پانی میسر آسکے۔ تو وہیں انگور زیادہ پیدا کیا جا سکتا ہے۔ مغربی پنجاب کے باقی علاقوں میں جہاں آب و ہوا کوئٹہ سے قلات کو ملتی ہے۔ یعنی موسم سرما میں بارش اور موسم گرما میں سرد خشک موسم جہاں درجہ حرارت ۱۰۰ تک ہو۔ جہاں بھی میسر ہو۔ وہ جگہ انگور کے لئے خوب ہو گی۔ بشرطیکہ پانی میسر ہو، کیا کوئی ترقی پسند باغبان آگے بڑھیگا۔

انار

یہ بنیادی طور پر سردی برداشت کرنے والا پھل ہے قندھاری انار جب مغربی پاکستان کے بازاروں میں بکنے کے لئے آتا ہے تو میدانی علاقے کے لوگ اسے خریدنے کے لئے ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اس کا رنگ اس کی خوشبو اور رس سے بھرے ہوئے دانے خریداروں کی توجہ اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ امرا رس نکلوا کر لیتے ہیں۔ اور غربا دانے چباتے ہیں۔ کئی باغبان یہ خواہش رکھتے ہیں کہ کاش وہ ایسا انار میدانی علاقے میں کاشت کر سکتے ہیں۔ اگر ایسا ہو سکتا تو آج نہری علاقوں کی لاکھوں ایکڑ زمین شاید قندھاری انار کے لئے وقف ہو چکی ہوتی۔ اول تو اس قسم کے انار کی پرورش میں کامیابی نہیں ہوتی۔ اگر انار جوان ہو جائے تو میدانی علاقوں میں اس کی خوبیاں قائم نہیں رہتیں،

حکماء نے انار کی بہت خوبیاں بیان کی ہیں۔ یہ مفرح ہے۔ بخار میں تسکین دیتا ہے۔ صفرا کے بڑے اثر کو ختم کرتا ہے۔ دستوں میں مفید ہے۔

چھلکا سخت ہوتا ہے۔ اس میں TANNIC ACID ہوتا ہے۔ اس لئے جہاں پنساری لوگ دستوں کے لئے اس سے شربت ارزاں قسم کا بنا لیتے ہیں۔ وہاں یہ صنعت میں کام آتا ہے۔ علاوہ ازیں حکیم انار کے چھلکے کو پیٹ کے کیڑے مارنے کے لئے بطور دوائی استعمال کرتے ہیں۔

نہری علاقوں میں انار پیدا کیا جا سکتا ہے۔ ضلع مظفر گڑھ میں عمل پودے کی حصول۔ ملتان کی تحصیل اس لحاظ سے اہم ہیں۔ ایک تو رقبہ زیادہ نہیں ہے دوسرے یہ انار میٹھا تو ہوتا ہے۔ لیکن دانے اس کے چھوٹے بھی سخت ہوتے نرم ہو سکتے۔

کوئٹہ اور قلات میں اچھا انار پیدا ہوتا ہے۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ رقبہ کم ہے۔ اس پورے خطہ کی آب و ہوا بحیرہ روم کے خطے کی آب و ہوا سے ملتی ہے لیکن پانی کی کمی ہے۔ اگر پانی کی کمی کا انتظام ہو سکے تو یہ خطہ آلو بچہ، انگور، انار، سردا، گرما، خوبانی اتنا پیدا کر سکتا ہے کہ نہ صرف پاکستان کے عوام نہیں خرید سکیں بلکہ دوسرے ممالک میں برآمد ہو سکے۔

اقسام:۔ میدانی علاقوں میں

دیسی۔ بانا۔ کھٹا۔ بے دانہ

پہاڑی علاقوں کی۔

پانی دینا:۔ سابقہ پنجاب کے میدانی علاقوں میں انار بہت پانی چاہتا ہے۔ ملتان اور مظفر گڑھ کے ان علاقوں میں انار کاشت شدہ ہے وہ علاقے دریا کے نزدیک ہیں۔ موسم گرما میں ہفتہ میں ایک بار اور موسم سرما میں ... دو

پانی دینا ہوتا ہے۔

لورالائی ۔ گلستان میں انار پیدا ہوتا ہے ۔ رقبہ کم ہے ۔ لیکن ان علاقوں میں ہے جہاں پانی موجود ہے۔

کھاد ۔ سابقہ پنجاب کے میدانی علاقوں میں نائٹروجن کی کمی ہے ۔ لیکن گوبر کی کھاد جہاں نائٹروجن فراہم کرتی ہے ۔ وہاں اس میں فاسفورس اور پوٹاش بھی موجود ہوتی ہے اور ایک خاص توازن کے ساتھ اس سے پیشتر ایک جگہ پھل پھٹنے کا ذکر کیا گیا ہے ۔ وہ جہاں گرمی کے باعث ہوتا ہے ۔ وہاں اس میں کھاد کی کمی کو بھی دخل ہے ۔

جن صاحبان نے انار کے باغات لگائے ہیں وہ اس امر سے واقف رہیں کہ گوبر کی کھاد کی مناسب مقدار ماہ فروری میں اسے مہیا کرتے رہیں ۔ ۴۰۰ من فی ایکڑ مہیا کریں ۔ اگر اتنی کھاد زیادہ کا انتظام ہو سکے تو نصف گوبر کی کھاد دیں ۔ اور باقی نصف کے لئے امونیم سلفیٹ یا یوریا کی متعلقہ مقدار دیں ۔

باغبانوں کو چاہیے کہ اپنی زمین کا ملاحظہ کرائیں ۔ خاص طور پر جب نشوونما یا فرق ہو ۔ پھل پھٹتا رہا ہے ۔ اگر نائٹروجن کے ساتھ فاسفورس کی کمی ہو تو کھاد ڈالیں ۔ فاسفورس کی طرف بھی توجہ دیں ۔ اور سپر فاسفیٹ بھی ڈالیں ۔

شاخ تراشی ۔ سوکھی ٹہنیاں کاٹ دیں اور بیماری سے محفوظ رکھیں ۔

پھل کی برداشت

انار کا ہر درخت عام حالت میں پانچ سال کی عمر سے پھل دینا شروع کر دیتا ہے ۔ درخت کا فاصلہ ۔۔۔ دو سرے پھلوں کا فائدہ ۔۔۔ دونوں

پھل گرنا اور پھل پھٹ جانا دو بڑی قباحتیں ہیں ۔ اگر ان پر قابو پالیا جائے ۔ تو آمدنی زیادہ ہو سکتی ہے ۔ اس سے آمدنی دو ہزار ایکڑ کے قریب ہے ۔

پھل کے گرد سخت چھلکا ہے اگر پھل کو دور بھی بھیجنا پڑے تو اس کی حفاظت کرتا ہے ۔ اس لئے دور بھیجنے میں چنداں احتیاط کی ضرورت نہیں ۔

انار کا استعمال

۱ ۔ کھایا جاتا ہے ۔

۱ ۔ رس نکال کر پیا جاتا ہے ۔

۳ ۔ حکیم شربت بناتے ہیں ۔

۴ ۔ حکیم رُبِ انار بناتے ہیں ۔

انار کا موحقہ

یہ ضرر رساں کیڑا ہے ۔ اس کے بچے انار کے چھلکوں پر حملہ کرتے ہیں ۔ اور پھل کے اندر بیٹھے ہیں ۔

علاج ۔ ڈی ۔ ڈی ۔ ٹی یا بی ۔ ایچ ۔ سی سپرے میں سے ۔ دونوں کو ملا کر بھی سپرے کیا جا سکتا ہے ۔ ماہرین سے مشورہ کریں ۔

سیب

انگریزی کا ایک مشہور مقولہ ہے۔ کہ جس فرد کو ایک سیب روزانہ کھانے کو ملے۔ اس فرد کو ڈاکٹر کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی - یعنی وہ بیمار نہیں ہوتا۔

قیام پاکستان سے بہتر اعلیٰ سیب کشمیری پہاڑیوں سے آتا تھا - یہ سرخ ہوتا تھا - درمیانی قسم کا سیب جس کو نہ ہو اور زرا کچھ کھٹا میٹھا ہوتا تھا - کلو کا سیب کہلاتا تھا - اور کلو کی پہاڑیوں پہ ہوتا تھا - پہاڑی علاقوں میں چھوٹا سا سیب پیدا ہوتا تھا - اور اس کی کاشت اب بھی جاری ہے - اسے عام طور پر جنگلی سیب اور انگریزی میں CRAB-APPLE کہتے ہیں - یہ ادنیٰ قسم کا سیب ہے

اگر غذائی اعتبار سے دیکھا جائے تو سیب میں فولاد کا تناسب بہت سے پھلوں سے زیادہ ہے - اور جتنی بلندی کا یہ سیب ہوگا - خوبصورت بھی ہوگا - اور غذائی اعتبار سے اتنا ہی بہتر ہوگا۔

قیام پاکستان کے بعد حکومت پاکستان نے مغربی پاکستان کو سیب کا گھر بنانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا - راقم الحروف اس دن کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہے۔ جب مغربی پاکستان کے بازاروں میں سیب کی بڑی ارزانی ہوگی اور ایک اعلیٰ فرد کے بقول راول ڈیم کے پانی میں جابجا سیب تیرتے نظر آئیں گے۔ حکومت اس ضمن میں ہر سال ایک لاکھ پودے بلا قیمت مری کی پہاڑیوں اور دیگر بلند علاقوں میں تقسیم کر رہی ہے - اس کے پہاڑی علاقے کے لوگ اپنی مالی حالت کو بہتر بناتے چلے جا سکتے ہیں - ان میں اگر امداد باہمی کی سوسائٹیوں میں کام کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے - ایسی سوسائٹیاں جن میں باقاعدہ

کے چھٹے ہوں۔ وہ سیب خریدیں۔ اور میدانی علاقوں میں فروخت کریں۔ اور ایسا منظم طور پر قیمت اور منافع باغبانوں میں تقسیم کر دیں۔ تو سیب پیدا کرنے والوں کی مالی حالت بہتر ہو سکتی ہے۔

سیب کی کاشت صرف مری کی پہاڑیوں یا ارد گرد کی بلندیوں تک محدود نہیں۔ بلکہ سیب کوئٹہ قلات، پشاور، سوات، الغرض تمام پہاڑیوں پر پیدا ہوتا ہے۔ آپ مارکیٹ میں جا کر دیکھیں۔ سیب دیکھ کر معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ یہ کتنی بلندی کا سیب ہے۔

سیب پہلے بہت ارزاں ہے۔ لیکن صرف امری سیب اب بھی عوام کی دسترس سے باہر ہے۔ ابھی یہ مہم کچھ سال اسی نہج پر چلانی لازم ہے۔

سیب صرف پھل کے طور پر استعمال نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کی بہت سی مصنوعات تیار کی جاتی ہیں اور اس طرح سال کے ہر حصے میں سیب کسی نہ کسی شکل میں کھانے کو مل جاتا ہے۔

اقسام:۔ سیب کی اقسام کو دو طرح سے تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

ا۔ پھل کی پیدائش کے وقت کے لحاظ سے

ب۔ رنگ اور حجم کے لحاظ سے۔

ا۔ پیدائش کا وقت:۔ پھل کی پیداوار کے لحاظ سے تین حصوں میں تقسیم کریں۔ تو کر سکتے ہیں۔

۱۔ اگیتی فصل

۲۔ درمیانی فصل

۳۔ پچھیتی فصل۔

اس لحاظ سے مندرجہ ذیل جدول بنائی جا سکتی ہے۔

اگیتی	درمیانی	پچھیتی
جون	جولائی	اگست ستمبر
پیوٹا	کشمیری	مشہدی
ایڈگرما		قندھاری
شکرپارہ		کشمیری لیٹ
		امری
		ریڈ ڈلیش
		گولڈن ڈیلیش
		قلات سپیشل

رنگ اور حجم کے لحاظ سے مندرجہ ذیل تقسیم ہو سکتی ہے۔

چھوٹا	درمیان	بڑا
پیوٹا (سبز سفید)	شکرپارہ (سبز سفید)	امری (گہرا سرخ)
ایڈگرما (گہرا سرخ)	کشمیری (سفیدی مائل سرخ)	گولڈن ڈیلیش (سنہری)
	قندھاری (سبز رنگ)	قلات سپیشل (گہرا سرخ)
	کشمیری لیٹ (سبزی مائل گلابی)	
	ایڈ۔ ڈیلیشس (گہرا سرخ)	

آب وہوا۔ اس کتاب میں آب وہوا پر الگ باب دیا گیا ہے۔ اس باب میں سیب کا بھی ذکر موجود ہے۔ اس میں زمین کی بلندی اور آب وہوا کے متعلق تفصیلات دی گئی ہیں۔ یہ پہاڑی علاقوں میں اس آب وہوا میں بہترین طور پر پلتا ہے۔ جہاں بلندی ۴½ ہزار فٹ سے زیادہ ہو۔

زمین:۔ اس ضمن میں جملہ تفصیلات الگ باب میں دی گئی ہیں۔

میرا زمین سب سے بہتر ہے۔ اور وہ بھی ڈھلانوں پر۔ تاکہ پانی نہ ٹھیرے، سیب ملکی اور ریتلی زمینوں میں تسلی بخش نہیں ہوتا۔

نسل کی افزائش ۔ سیب کی افزائش نئی حیثیہ کے ذریعے کی جاتی ہے اس کام کے لئے وہی سیب بطور راوٹ سٹاک استعمال کیا جاتا ہے۔ جو میدانی علاقے میں ہوتا ہے اور جسے چوٹا یعنی ایپل کریب کہتے ہیں۔ باغبان اس سیب کو زیادہ استعمال کرتے ہیں۔

محکمہ زراعت نے اس ضمن میں تحقیق کر کے بہتر پودے ایجاد کئے ہیں۔ ان کے پیوند کرنے سے بہتر پودے پیدا ہوتے ہیں۔ لہذا سیب کے باغات والوں کو چاہئیے۔ کہ وہ سیب کے ریسرچ اسٹیشنوں پر محکمہ زراعت کے ماہرین سے مشورہ کریں اور وہ روٹ سٹاک استعمال کریں۔ جو محکمہ زراعت معلوم کر چکا ہے اس طرح بہتر پودے پیدا ہونگے، ان پر زیادہ پھل آئے گا۔ اور پھل کی مقدار زیادہ میدانی علاقوں میں میسر آسکے گی۔

ویسے پیوند کرتے وقت درخت جس سے حیثہ لینا ہوتا ہے اس کا بھی خیال کیا جائے، اس کے سیب خوب ہوں، زیادہ پھل دیتا ہو۔ اور بیمار نہ ہو۔

پودے لگانا ۔ سیب کے ایکڑ میں تیس پودے لگائے جاتے ہیں۔ گڑھے کھودنے اور پودے لگانے کے متعلق الگ باب تحریر کیا گیا ہے۔

پانی دینا ۔ اس لحاظ سے سیب کو تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

۱ ۔ بلندیوں پہ قدرتی آبپاشی۔
۲ ۔ بلند مگر ہموار زمینوں میں آبپاشی۔
۳ ۔ گرم نہری علاقوں میں آبپاشی۔

پہاڑی بلندیوں پر قدرتی آبپاشی

جس طرح پہلے لکھا گیا ہے. سیب ساڑھے چار ہزار سے زائد بلندی پر ہوتے ہیں۔ ان علاقوں میں بغیر اس کے کہ کوئی چشمہ ہو۔ آبپاشی کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ آب پاشی بارش کے ذریعے ہوتی ہے۔ اور جب سوئے ہوئے پیدا موسم بہار کی آمد سے کونپلیں نکالتے ہیں۔ برف کا پگھلاؤ اور بارش ہی دو بڑے ذریعے ہوتے ہیں۔

بلند لیکن ہموار زمینوں پر آبپاشی

کوئٹہ و قلات میں چار ہزار فٹ پر جہاں کہیں ہموار زمین ملتی ہیں اور کاریز کا پانی دستیاب ہوتا ہے سیب پیدا کیا جاتا ہے۔ یہ فصل آبپاشی چاہتی ہے لیکن اتنا پانی موجود نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے کوئٹہ اور قلات میں پھلوں کی تعداد گزشتہ بیس سال سے تقریباً ایک جگہ پر رہی ہے۔ اور جس طرح میدانی علاقوں میں ترناده اور چونڈی آموں کے رقبوں میں اضافہ ہوا ہے وہاں ممکن نہیں ہو سکا۔

گرم تر علاقوں میں آبپاشی

چھوٹے بچوں کو ہفتہ میں ایک بار پانی موسم گرما میں کم از کم ملنا چاہیے۔ دس کریب سیب کے باغ کو موسم گرما میں ہفتے میں ایک بار پانی ضرور دیں۔ بالخصوص جب پھول اور پھل لگیں موسم سرما میں مہینے میں ایک بار کافی ہے۔ کھاد دینا۔ ہمارے میدانی علاقوں میں نائٹروجن کی کمی ہے۔ اس

لئے میدانی علاقوں میں جب آپ گوبر کی کھاد دینے لگیں۔ تو ساتھ ہی مناسب امونیم سلفیٹ یا یوریا زیادہ کر دیں۔ تاکہ نائیٹروجن کی کمی پوری ہو جائے۔ پہاڑی علاقوں میں مٹی کا امتحان کرانا چاہیئے۔ اغلب ہے کہ وہاں نائیٹروجن کے ساتھ پوٹاش کی بھی کمی ہے۔

ماہ فروری میں کھاد دیں۔

سیب کو نقصان پہنچانے والے کیڑے

سیب درخت کو کئی کیڑے۔ ان کے لاروے یا پورے نقصان پہنچاتے ہیں جن کی وجہ سے پھل کم لگتا ہے۔ ان میں کئی ایسے ہیں جو پھل کے اندر داخل ہو جاتے ہیں۔ آپ نے ادنےٰ قسم کے سیب دیکھے ہونگے، جو عموماً چھابہ والے بازار میں لئے بیٹھے ہوتے ہیں۔ ان میں سرخ و سفید سیب کے اندر سوراخ سا نظر آتا ہے جب ایسے سوراخ کو کاٹا جائے تو اندر سے کیڑا نکلتا ہے۔ دراصل وہ ایک پروانہ کا لاروا ہوتا ہے۔

یہ پروانہ جب انڈے دیتا ہے تو اس کے لاروے موسم سرما میں تنے کے خشک چھلکوں کے نیچے چھپے رہتے ہیں۔ اس پروانہ کے لاروے ختم کرنے کے لئے تنوں کے خشک چھلکوں کو کھرچ دیں۔ اور ماہرین زراعت کے مشورہ سے مندرجہ ذیل میں سے کسی ایک کا سپرے کریں۔

ڈی۔ڈی۔ٹی	½ ۱ پاؤنڈ
پانی	۱۰۰ گیلن

یا

ڈیٹرکس	۱ پونڈ

پانی	۱۰۰ گیلن	مکھی کے لئے سپرے ہے۔ یہ اس وقت کریں۔ جب سیب ابھی چھوٹا ہوتا ہے۔ یعنی پھول سے سیب بننے کے فوراً بعد۔
یا		
پیراتھیان	۱۰ اونس	
پانی	۱۰۰ گیلن	
یا		
خولی ڈال	۱۰ اونس	
پانی	۱۰۰ گیلن	
یا		
سٹیاکس	۱۰ اونس	
پانی	۱۰۰ گیلن	
یا		
میلاتھیان	۱۰ اونس	
پانی	۱۰۰ گیلن	

ان ادویات کے روشناس کرانے کا مطلب صرف یہ ہے کہ اس ضمن میں اتنی ادویات سے کام لیا جا سکتا ہے۔ یہ سخت زہریلی ہیں۔ اور محکمہ زراعت کے ماہرین کے مشورہ سے استعمال کریں۔ غیر سرکاری ذرائع ہیں بہ ماشل جعفرسن اور پی این۔ زراعت ڈویژن کے ماہرین سے مشورہ کریں۔

سیب کے دوسرے نقصان دار کیڑوں میں خار دار سنڈی، پتے گرانے والا کیڑا۔ اور پتوں کا پتلا شامل ہیں۔ اس کے لئے بھی مندرجہ بالا سپرے محکمہ زراعت کے ماہرین کے مشورہ سے یا فرم ہائے مذکور کے ماہرین کے مشورہ سے کریں۔

سیب کی مصنوعات۔ سیب کی مصنوعات میں سیب کا مربہ سب سے

ہم ہے۔ عام پنساری اسے بنا سکتے ہیں۔ گھریلو طور پر اکثر گھروں میں بنایا کیا جاتا ہے اس کے لئے یہاں یہ یاد رکھیں کہ مربہ صرف اچھے سیب، سے بنانا چاہئیے اور دوسرا پھل اچھی طرح پکا ہوا ہو تاکہ اس کا چھلکا آسانی سے اتر سکے۔

سیب کا مستقبل روشن ہے۔ نہری علاقوں میں سیب کی اعلےٰ اقسام پیدا نہیں کی جا سکتیں۔ لہذا ان باغبانوں کو اپنی توجہ اس طرف نہ دینی چاہیے۔ کوئٹہ اور قلات میں پانی کی سپلائی محدود ہے۔ لیکن پہاڑی علاقے جو چار ہزار سے اوپر ہیں اور خشک نہیں ان میں بہت ترقی کے امکانات ہیں۔ ان لوگوں کو حکومت کی رعایت کا فائدہ اٹھانا ہے۔

ناشپاتی

سیب سے دوسرے درجہ پر پہاڑیوں کا پھل ہے اور سیب کی طرح بلندیوں پر ہوتی ہے۔ اچھی ناشپاتی تین ہزار فٹ سے اوپر ہوتی ہے۔ جنگلی ناشپاتی جسے بنگ یا بنگی یا ساکھ کہتے ہیں۔ ایک ہزار فٹ کی بلندی پر پیدا ہوتی ہے ناشپاتی سیب کی طرح مختلف شکل اور رنگ کی ہوتی ہے اور اس کی مختلف اقسام کی مختلف موسموں میں آمد ہوتی ہے۔ اس طرح ناشپاتی کی آمد کا سلسلہ مغربی پاکستان کے میدانی علاقوں میں مہینوں تک رہتا ہے۔

بعض ناشپاتیاں سخت۔ ان کا گودا سخت ہوتا ہے۔ لیکن جوں جوں ناشپاتی بہتر ہوتی چلی جاتی ہے اس کا گودا نرم اور خوشبودار ہوتا چلا جاتا ہے۔ قیام پاکستان سے پیشتر کشمیر سے ناشپاتی کی درآمد ہوتی تھی۔ لیکن اب اس کی کمی

مغربی پاکستان کے اندر مختلف اقسام کے رواج سے پوری ہو گئی ہے۔

ناشپاتی کی ترقی دادہ اقسام

سیب کی طرح ناشپاتی پر بھی محکمہ زراعت نے اچھا کام کیا ہے اور دوسرے ممالک سے اچھی قسمیں منگوا کر رواج دی ہیں۔ اقسام کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

ستمبر میں پکنے والی ۔ لوکانٹ اور ٹیننگ

اکتوبر میں ۔ ۔ کیفر۔ بارٹلٹ۔ ولیم۔

آب وہوا۔ اس کتاب میں آب وہوا پر ایک الگ باب لکھا گیا ہے، اس میں ناشپاتی کا تذکرہ تلاش کریں۔ یہ پہاڑی آب وہوا کی طالب ہے اور کم وبیش وہی آب وہوا چاہتی ہے۔ جو سیب کو مطلوب ہے۔ البتہ ارزاں سخت قسم کی ناشپاتی ٹینگ۔ کم بلندیوں پر ہو سکتی ہے رسیب کے مقابلے میں یہ سردی اور گرمی دونوں زیادہ برداشت کر سکتی ہے۔ دوسرے یہ خشکی بھی برداشت کر لیتی ہے اس لئے پشاور کے میدانی علاقے میں خوب پھلتی پھولتی ہے۔ لیکن سابقہ پنجاب کے نہری علاقوں میں جو کوششیں کی گئی ہیں وہ زیادہ کارگر ثابت ہوئی ہیں۔ راقم الحروف نے سابقہ پنجاب کے نہری علاقوں میں بعض ترقی پسند باغبانوں کو اس ضمن میں کوشش کرتے دیکھا ہے۔ لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔

زمین:۔ کسی پھل کو کس قسم کی زمین مطلوب ہے۔ اس ضمن میں الگ باب تحریر کیا گیا۔ اور ناشپاتی کے متعلق موزون زمین کا وہاں سے پتہ چل سکتا ہے۔ یہ بہت ہلکی اور ریتلی زمینوں کے علاوہ درمیانی زمینوں پر بخوبی ہو سکتی ہے۔ بلکہ یہ وہاں بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ بلکہ یہ وہاں بھی پیدا ہو سکتی ہے جہاں

کئی دوسرے پھل پیدا نہیں ہوتے۔ نمی والی زمین اس کے لئے موزوں ہوتی ہے۔

پودوں کی افزائش!

ننگ کا پودا بطور روٹ سٹاک استعمال ہوتا ہے۔ اور اچھے موزوں درخت کا بذریعہ چشمہ پیوند کیا جاتا ہے۔ پیوند T چشمہ سے ہو سکتا ہے۔ گویا اس ضمن میں سیب اور ترشاوہ پھلوں سے ملتی ہے۔ لیکن جس درخت سے چشمہ لیا جائے، اس پر کوئی بیماری نہ ہو۔ اس کا پھل صحت مند۔ اور وافر ہو۔ ورنہ ناقص چشمے کی وجہ سے تمام خواص اس درخت کے منتقل ہو جائیں گے۔

پودے لگانا ۔ اس ضمن میں ایک باب تحریر کیا گیا ہے۔ کہ آپ گڑھے کس وقت کھودیں گے۔ کتنے سائز کے کھودیں گے۔ کتنے پودے فی ایکڑ لگائینگے اگر آپ وہاں ناشپاتی کا تذکرہ دیکھیں اور ساتھ ہی باغبانی کیلنڈر دیکھیں تو اس ضمن کی جملہ تفصیلات وہاں سے معلوم ہو جائینگی۔

اگر آپ نے مربع شکل میں پودے لگانے ہوں تو دو پودوں کا فاصلہ بیس سے بچیس فٹ رکھیں۔

پانی دینا ۔ چار پانچ ہزار فٹ سے بلند علاقوں میں قدرتی آبپاشی ہی واحد ذریعہ ہے۔ اس سے کم علاقوں میں مصنوعی آبپاشی کرنی ہوگی۔ اس ضمن میں دو باتیں یاد رکھیں۔

۱۔ پودوں کے نیچے پانی کھڑا نہ ہونے دیں یعنی جو پانی لگایا جائے اس کے نکاس کا انتظام ضرور ہو۔

۲۔ موسم گرما میں ۵ تا ۶ دفعہ پانی دینے کا انتظام کریں۔ یہ پشاور کی وادی کے لئے بھی موزوں کیا جا سکتا ہے۔ اگر ضرورت ہو تو اس سے زائد بھی پانی دیدیں۔

کھاد :- مغربی پاکستان کے میدانی علاقوں میں نائٹروجن کی کمی ہے لیکن پشاور کی وادی۔ ایک ہزار فٹ سے بلند علاقوں میں جن باغبانوں نے محنت سے باغات لگوائے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ اپنی زمینوں کا امتحان کرالیں۔ تاکہ جن نمکیات کی زمین میں کمی ہے ان کا پتہ چل جائے۔

پشاور کی وادی میں گلی سڑی کھاد کے ساتھ کچھ امونیم سلفیٹ یا یوریا ملاکر ہر درخت کو فروری میں دیا جائے۔ تو نائٹروجن کی کمی بھی پوری ہو جائے گی۔ اور پوٹاش اور فاسفورس بھی پودے کو مل جائیں گے۔

پہاڑی علاقوں میں نائیٹروجن کی کمی اتنی شدید نہیں جتنی میدانی علاقوں میں ہے وہاں گوبر کی کھاد ہی پورا فائدہ دے سکتی ہے۔ جسے اڑھائی من فی درخت کافی ہے۔

اگر ناشپاتی کے باغات میدانی علاقے میں ہوں تو زمین کی زرخیزی بحال رکھنے کے لئے گوارا ڈھانچا کاشت کر کے زمین میں دبایا جا سکتا ہے۔ یا دالوں کی فصل لے لی جائے۔ تو زمین میں نائیٹروجن کی تعداد زیادہ ہو جاتی ہے۔

شاخ تراشی۔ اس درخت کی مناسب شاخ تراشی بہت ضروری ہے۔

پھل کی برداشت

پھل کی برداشت سے پیشتر یہ ضروری ہے کہ ایک اچھا باغبان ضرورت سے زیادہ پھل درخت پر دیکھ کر خوش نہ ہو۔ بلکہ فالتو پھل کچی حالت میں کاٹ چھانٹ دے۔ زیادہ پھل اول تو گر جاتا ہے۔ پھر بھی زیادہ ہو تو شاخیں ٹوٹ جاتی ہیں اگلے سال پھل کم آتا ہے۔ اس لئے فالتو پھل کو تنا ہی اقتصادی نکتہ نگاہ سے بہتر ہے اس طرح منڈی میں بھی ایک توازن قائم رہتا ہے۔ اور ایک سال زیادہ پھل

ی اند سے منڈی میں قیمت یک دم گرنے نہیں پاتی۔ ہر سال قیمت کم وبیش برابر رہتی ہے۔

یہ پھل اتنا نرم نہیں جتنا بعض باغبان سمجھتے ہیں اور اچھے بھلے پھل کو بوریوں میں بند کر کے منڈیوں میں بھیج دیتے ہیں۔ یہ پھل سیب جتنا نرم نہ سہی۔ لیکن ایک نرم پھل ہے۔ اس لئے کریٹ استعمال کریں۔

پھل کو منڈی میں روانہ کرتے وقت اس کی درجہ بندی بہت اہم ہے۔ اس وقت ناعاقبت اندیش باغبان اور نئے۔ چھوٹی ناشپاتیاں کریٹ کے نیچے رکھ کر موٹی اچھی مدنزرو ناشپاتیاں اوپر رکھ دیتے ہیں۔ اپنے طور پر وہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ کریٹ کو کھول کر بالائی سطح دیکھی جائے گی۔ اور وہ خریدار سے پورے کریٹ کو ایسا ہی ظاہر کرکے اچھے دام وصول کر سکیں گے۔ لیکن خریدار بھی اس سے واقف ہوتا ہے۔ درمیانے دام لگاتا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ باغبان ناشپاتیوں کی خود درجہ بندی کرے۔

ناشپاتی کو نقصان پہنچانیوالے کیڑے

ان میں تیلہ شامل ہے۔ پھلوں کی مکھی بھی ہے۔ اور کئی کیڑے ہیں ان کا علاج ماہرین محکمہ زراعت کے مشورہ سے کریں۔ کیونکہ سپرے زہریلی ادویات کا ہوتا ہے اور سپرے کے دوران اور بعد میں بڑی احتیاطیں لازم ہیں۔ کچھ زہریلے سپرے لکھے جاتے ہیں۔ لیکن ان کو استعمال کرنے سے پیشتر محکمہ زراعت کے ماہرین یا مارشل صنعرسن اور پی، این۔ او۔ کے زرعی ماہرین سے مشورہ کریں۔

ڈائی مکران	۴ اونس
پانی	۱۰۰ گیلن

یا

اینڈرین ۱۰ اونس
پانی ۱۰۰ گیلن

یا

ڈیپٹرکس ۱۰ پونڈ } مکھی کے لئے ہے یہ سپرے اسوقت
پانی ۱۰۰ گیلن } کریں جب ناشپاتی بالکل چھوٹی ہو

یا

میلاتھان ۱۰ اونس
پانی ۱۰۰ گیلن

یا

خلی ڈال ۱۰ اونس
پانی ۱۰۰ گیلن

یا

ٹیاسناکس ۱۰ اونس
پانی ۱۰۰ گیلن

یا

پرتھیان ۱۰ اونس
پانی ۱۰۰ گیلن

آڑو

آڑو اپنی خوبیوں کے لحاظ سے منفرد پھل ہے۔ وادی پشاور، مردان اور دوسرے پہاڑی علاقوں کا پھل نوکدار، گول اور شیریں ہوتا ہے۔ یہ لذیذ بھی ہوتا ہے اس میں طبی نکتہ نگاہ سے کئی خوبیاں ہیں۔ اور عرصہ دراز سے حکماء اسے مختلف بیماریوں میں استعمال کرتے آئے ہیں۔

مغربی پاکستان کے نہری علاقوں میں بھی آڑو پیدا ہوتا ہے یہ چپٹی قسم کا ہوتا ہے۔ اور شیرینی اور لذت کے لحاظ سے پہاڑی آڑو کے ہم پلہ نہیں ہوتا۔ در اصل پہاڑی آڑو میدانوں میں پیدا کرنے کی کوششیں ناکام ہوئی ہیں۔

ترقی دادہ اقسام: محکمہ زراعت نے بالخصوص ترناب فارم پر آڑو پر بہت اچھا تحقیقی کام ہوا ہے، اور بڑی اچھی قسمیں پیدا کی گئی ہیں۔ بالخصوص روٹ سٹاک مناسب مقرر کرنے پر ان کا کام بہت اعلےٰ ہے اور پاکستان کی ترقی کی طرف اچھا قدم ہے۔ ترقی دادہ اقسام کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ مئی میں برداشت ہونے والا آڑو۔

۲۔ جون " " " " "

۳۔ جولائی " " " " "

مئی۔ اس مہینے میں راسن ا، ریڈ فرینج اگیتا۔

جون۔ ڑعفت، گولڈن جوبلی، بیلکاک۔ وگن۔ البرٹا۔

جولائی۔ ہم الف، البرٹا لیٹ۔

آب وہوا۔ اس کتاب میں ایک باب اس ضمن میں دیا گیا ہے۔

کہ کس پھل کے لئے کون سی آب و ہوا موزون ہے جس طرح آپ کو معلوم ہے کہ آڑو بہت جھڑ کا پودا ہے۔ موسم سرما میں اس کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ اور چشمے خوابیدہ حالت میں رہتے ہیں۔ جہاں اس قسم کی آب و ہوا میسر نہ ہو گی۔ جو لمبے عرصے تک پودے کو خوابیدہ حالت میں رکھ سکتے، وہاں آڑو کی اچھی قسم پیدا نہ ہو گی۔ مغربی پاکستان کے ہنری علاقوں میں کسی چیز کی کمی نہیں لیکن اچھا آڑو محض اس لئے پیدا نہیں ہو سکا۔ کہ یہاں طویل سردی نہیں پڑتی۔ دوسری بات جو سابقہ پنجاب کے ہنری علاقوں میں آڑو کے برخلاف جاتی ہے۔ وہ اس کی شدید گرمی ہے۔

پشاور اور مردان کی آب و ہوا آڑو کے لئے مناسب ہے۔

زمین:۔ اس کتاب میں ایک باب میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ کون سے پھل کے لئے کونسی زمین موزون ہے۔ اس سے آپ کو معلوم ہو گا۔ کہ سوائے شور والی زمینوں کے آڑو تقریباً ہر قسم کی زمینوں میں ہو جاتا ہے۔ وادی پشاور اور مردان کی زمین بھی اس کے لئے موزوں ہے۔

پودوں کی افزائش

آڑو کی پیدائش گٹھلی کے ذریعے اچھی نہیں ہوتی۔ گٹھلی کے ذریعے جو آڑو پیدا ہوتا ہے اس میں اپنے جد کی سی خوبی نہیں ہوتی اور جب زیادہ گٹھلیاں لگائی جائیں۔ تو آڑو ایک سے پیدا نہیں ہوتے، خواہ ایک ہی درخت سے گٹھلیاں لگائی جائیں۔ ان حالات میں فی چشمہ ہی بہترین حل ہے۔ دیسی آڑو کا روٹ سٹاک لگاتے ہیں۔ اور اس پر جو قسم مطلوب ہو گا۔ فی چشمہ لگاتے ہیں۔

پودے لگانا ۔ اسی کتاب میں ایک باب میں گڑھے کھودنے اور پودے لگانے کی تفصیلات دی گئی ہیں ۔ ان سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ ایک ایکڑ میں کتنے پودے لگیں گے ۔ کتاب کے آخیر میں باغبانی کیلنڈر میں دیا گیا ہے ۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ گڑھے کس مہینے میں کھودے جائیں گے ۔ اور پودے کب لگ سکیں گے ۔

یہاں اتنا بتا دینا کافی ہے ۔ کہ آڑو کے پودوں کو مربع شکل میں لگائیں اور دو پودوں کا باہمی فاصلہ چوبیس فٹ رکھیں ۔ کلیہ سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ اگر باہمی فاصلہ چوبیس فٹ ہو ۔ تو ایک ایکڑ میں کتنے پودے لگ سکیں گے ۔

پشاور میں ترناب فارم جو اب زرعی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بن چکا ہے ۔ سے اچھے اور مستفید پودے مل سکتے ہیں ۔ اس کے علاوہ پرائیویٹ نرسریاں پشاور اور مردان میں پودے سپلائی کرتی ہیں ۔

دیسی آڑو کے پودے ماہ فروری تک سابقہ پنجاب کے میدانی علاقوں میں لگتے ہیں ۔ ان کے لئے نرسریوں کے نام اس کتاب کے آخر میں دیئے گئے ہیں ۔

پانی دینا ۔ پانی کا تعلق علاقہ اور آب و ہوا سے ہے ۔ پشاور میں پانی کی ضروریات سابقہ پنجاب میں پانی کی ضروریات سے مختلف ہیں ۔ سابقہ پنجاب کو لیجیئے ۔ اس میں اپریل اور مئی میں پانی کی اشد ضرورت ہے ۔ اگر آپ دس بعد پانی ان مہینوں میں دے سکیں ۔ تو بہتر ہے ۔ کم پانی کی وجہ سے پھل کم لگتا ہے ۔ یا لگا ہوا پھل گرنے لگتا ہے ۔

پشاور کی وادی میں پانی کی ضرورت کم ہے ۔ مئی ۔ جون اور جولائی تین مہینے ایسے ہیں ۔ جب پانی کی زیادہ ضرورت ہے ۔ ان میں اگر بیس دن

بعد پانی دیا جائے۔ تو کافی رہتا ہے، لیکن اگر جون اور جولائی میں اتنا پانی کم ثابت ہو۔ اور پودے میں وہ علامتیں پیدا ہوں۔ کہ پانی کی کمی محسوس ہو۔ تو مزید ایک پانی دیں۔

کھاد۔ سابقہ پنجاب کے نہری علاقوں میں نائیٹروجن کی کمی ہے۔ اس لئے دو طریقے اختیار کریں۔

ا۔ برسیم بطور سبز کھاد۔ اگر برسیم کا ایک لو لے لیا جائے، تو دوسرا لو جنوری کے مہینے میں باغ کے اندر ہی دبا دیا جائے تو سبز کھاد زمین کی زرخیزی میں معتدبہ اضافہ ہو سکے گا۔

ب۔ گوبر کی کھاد اور مصنوعی کھاد کا مشترکہ استعمال۔ گوبر کی کھاد میں تینوں اہم اجزا یعنی نائیٹروجن، فاسفورس اور پوٹاش موجود ہوتے ہیں۔ لیکن اگر یہ کم میسر آئے تو ہر پودے کو الگ گوبر کی کھاد دے دیں۔ اور کمی پورا کرنے کے لئے امونیم سلفیٹ اور یوریا جو مل سکے ڈالیں۔ امونیم سلفیٹ فی پودا ۲ پونڈ یا یوریا ۱ پونڈ کافی ہے۔ مصنوعی کھاد فروری میں دے کر پانی لگا دیں۔

پشاور کی وادی اور پہاڑی علاقوں میں شاید دیسی کھاد اتنی فراواں نہ مل سکے۔ جتنی سابقہ پنجاب کے میدانی علاقوں میں ملتی ہے۔ اس لئے جو کچھ دیسی گلی سڑی کھاد میسر آئے، ساتھ یوریا یا امونیم سلفیٹ ڈالیں۔ اور ان کا وزن سابقہ پنجاب کے مقابلے میں کچھ زیادہ کر دیں۔

شاخ تراشی۔ آڑو کو شاخ تراشی کے لحاظ سے بڑا اہم مقام حاصل ہے۔ نئے باغبان کے لئے یہ بہتر ہے۔ کہ کسی مستند باغ میں جا کر شاخ تراشی کو عملی طور پر سیکھے۔ کیونکہ اس پیچیدہ عمل کی تمام تفصیلات اس چھوٹی سی کتاب میں

نہیں دی جاسکتیں ۔ شاخ تراشی اس لئے اہم ہے ۔ کہ اگر شاخ تراشی نہ کرینگے۔ تو پتے زیادہ ہوجاتے ہیں۔ پھل زیادہ ہوگا۔ لیکن ادنے اقسم کا ہوگا ۔ اگر شاخ تراشی کی جائے تو پھل کم ضرور ہوگا ۔ یعنی مقابلتاً تعداد میں کم مگر اعلےٰ ہوگا۔ بازار میں زیادہ قیمت پائے گا ۔

اس لئے دوبارہ سفارش کی جاتی ہے کہ نیا باغبان اس کام میں دلچسپی لے اور شاخ تراشی کا فن کسی تجربہ کار باغبان سے جاکر عملی طور پر سیکھے ۔

پھل کو چھدرا کرنا ۔ ہم نے سیب اور ناشپاتی میں ناظرین کی توجہ اس طرف مبذول کرائی تھی ۔ کہ اگر پھل زیادہ لگے تو باغبان اس پر خوش نہ ہو ۔ بلکہ یہ سمجھے کہ زیادہ پھل لگنا بھی ایک خامی ہے ۔ جس کا حل ہے کہ پھل کو چھدرا کرے ۔ کچھ پھل کاٹ چھانٹ کر ڈال دے ۔ اس سے یہ فوائد حاصل ہونگے ۔

ا ۔ زیادہ پھل سے ٹہنیاں نہ ٹوٹیں گے ۔
ب ۔ ہر سال پھل کی ایک جیسی مقدار لگے گی ۔
ج ۔ ہر سال ایک جیسا متوازن پھل منڈی میں آئے گا ۔
د ۔ کسی سال اتنا پھل بازار میں نہیں آئیگا ۔ کہ بھاؤ گر جائے ،

آڑو کی مصنوعات

آڑو کا الگ جیم تیار ہوتا ہے ۔ اور اسے آلوچہ اور خوبانی کے گودے کے ساتھ ملاکر بھی جیم بناتے ہیں ۔ اس کا مزا الگ ہوتا ہے ۔

بعض فرمیں نصف آڑو کو یعنی گٹھلی نکال کر ڈبوں میں بند کر رہی ہیں ۔ زرعی یونیورسٹی لائلپور میں آڑو کو ڈبوں میں بند کرنے اور جیم بنانے کا عملی طریقہ بتایا جاتا ہے ۔ آڑو خشک شدہ بھی بازار میں ملتا ہے ۔ جس طرح خوبانی

خشک شدہ ملتی ہے۔

آڑو کے ضرر رساں کیڑے

آڑو کو چھوٹے کیڑے خراب کرتے ہیں۔ ان کو تیلیا کہتے ہیں۔ اِنکے خلاف اگر مناسب سپرے کیا جائے، تو یہ مر جاتے ہیں۔ اور پودے ان کی ضرر رسائی سے بچ رہتے ہیں۔ ان کے سپرے کی ادویات زہریلی ہیں۔ اس لئے یہ سفارش کی جاتی ہے کہ سپرے قبل محکمہ زراعت کے ماہرین سے مشورہ کر لیں۔ اب کئی پرائیویٹ فرمیں بھی ایسی ادویات، کے ذریعے تحفظ نباتات کا کام اپنے ہاتھ میں لے رہی ہیں۔ ان میں برما شل۔ جعفرسن اور پی این کے زرعی ذویژن کے نام ہیں۔ انہوں نے بھی تحفظ نباتات کے ماہرین ملازم رکھے ہیں۔ ان سے بھی مشورہ کیا جا سکتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ اب ادویات کا سلسلہ وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے تاہم سپرے کے لئے کچھ ادویات لکھی جا رہی ہیں۔ تاکہ اگر ایک نہ ملے تو دوسری سے بہ مشورہ ماہرین استفادہ کیا جا سکے۔

۱۔ ڈائی کران	۱۴ اونس
پانی	۱۰۰ گیلن

یا

اینڈرین	۱۰ اونس
پانی	۱۰۰ گیلن۔
آلڈرین	۱۰ اونس
پانی	۱۰۰ گیلن

یا

فالیڈال	۱۰ اونس
پانی	۱۰۰ گیلن

یا

میٹاسسٹاکس	۱۰ اونس
پانی	۱۰۰ گیلن

یا

ڈی۔ڈی۔ٹی	۱½ پونڈ
پانی	۱۰۰ گیلن

یا

بی۔ایچ۔سی۔	ایک پاؤنڈ
پانی	۱۰۰ گیلن

پھل میں سوراخ کرنے والیاں مکھیاں بھی ہوتی ہیں۔ یہ اپنے عمل میں سیب والی مکھیوں سے ملتی ہیں۔ جب بھی پھل لگنے شروع ہوں۔ تو مندرجہ ذیل کا سپرے کریں۔ اند گرا ہوا پھل گڑھے میں ڈال کر اوپر سے مٹی ڈال دیں۔

ڈیٹرکس	ایک پونڈ
پانی	۱۰۰ گیلن

یا

مالاتھیان	۱۰ اونس
پانی	۱۰۰ گیلن

اسی کتاب میں سیون کے متعلق بھی ایک جدول دی جارہی ہے۔ اس سے

معلوم ہو سکیگا۔ کہ آڑو کے کون سے کیڑے پر سیون اثر انداز ہوتا ہے۔
دراصل ان ادویات کا استعمال بڑا ضروری بھی ہے۔ اور احتیاط طلب بھی
مشورہ ماہرین سے ازبس ضروری ہے۔ اور مندرجہ ذیل مقاملیں لازم ہیں۔

۱۔ بچوں کو سپرے کی ادویات کے نزدیک نہ آنے دیں۔

۲۔ ہوا چلتی ہو تو سپرے سے ہوا کے رخ پر کھڑے نہ ہوں۔

۳۔ سپرے کے بعد ہاتھ صابن سے دھو ڈالیں۔

۴۔ سپرے کا خالی ٹین کسی ضروری کام نہ لائیں۔

۵۔ سپرے کی صحیح خوراک استعمال کریں۔

۶۔ پھل کھانے کے موسم سے کم از کم اکیس دن پہلے سپرے کریں۔

پھل دار پودوں کی کورے اور دھوپ اور تیز تند ہواؤں سے حفاظت

کورا سخت دھوپ اور تیز اور تند ہوائیں پودوں کو نقصان پہنچاتی ہیں
ان کا ذکر الگ الگ کیا جاتا ہے۔

کورا کیسے پڑتا ہے۔ یہ خشک سرد ہواؤں کا فاصلہ ہے۔ جب موسم
سرما میں درجہ حرارت ۳۲ سے نیچے گر جائے۔ ہوا میں نمی نہ ہو، تو ٹھنڈی ہوا
زمین کے پاس جمع ہو جاتی ہے۔ اس میں جو کچھ بھی نمی ہو۔ وہ برف کے ننھے ننھے
ٹکڑوں میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

کورا پڑنے سے چھوٹے پودے تو پورے کے پورے نقصان زدہ
ہو جاتے ہیں۔ لیکن بڑے پودوں میں پھول جلتے ہیں اس طرح آئندہ فصل

میں پھل نہیں لگتا۔

مندرجہ ذیل پودوں پر کورے کا اثر پڑتا ہے (سدابہار پودے)

۱۔ آم

۲۔ کیلا

۳۔ پپیتا۔

۴۔ ارنڈ خربوزہ

۵۔ کاغذی لیموں

کورے سے کافی حد تک محفوظ رہنے والے پودے (سدابہار پودے)

۱۔ مالٹا

۲۔ گریپ فروٹ

۳۔ زیتون

۴۔ کھجور

۵۔ ایواکیڈا

پت جھڑ پودے۔ جو اس وجہ سے محفوظ رہتے ہیں۔ کہ اس وقت وہ خوابیدہ حالت میں ہوتے ہیں۔

۱۔ سیب

۲۔ آڑو

۳۔ ناشپاتی

۴۔ بادام

۵۔ آلوچہ

لیکن اگر پت جھڑ والے پودوں میں پھول آجائیں۔ اور کسی وجہ سے کورے

ابھی موجود ہو۔ تو کورا اس وقت پڑتا ہے۔ جب پھول آرہے ہوں۔ اور پھولوں کو ختم کر دیتا ہے۔

کورے سے بچانے کے طریقے

۱۔ کورے کی آمد سے پیشتر پودوں پر سرکنڈا۔ پرالی۔ جری اور مکئی کے خشک ڈانڈوں کی ترچھی چھت اس طرح بنائیں۔ کہ سر پر حفاظت ہو۔ لیکن مشرقی جانب کھلی ہو۔ تاکہ مشرقی جانب سے سورج کی شعاعیں اس پر پڑنی چاہئیں۔ اور پودے کو سورج کی روشنی میسر آنی چاہیئے۔ ورنہ پودا سورج کی روشنی سے محروم ہو جائے گا۔ اور اس کی نشوو نما رک جائیگی۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پودوں کو رات کی آمد سے قبل بھرپور پانی دیں۔ ایک اچھا باغبان اس سے واقف ہوتا ہے۔ اور اکثر یہ طریقہ استعمال کرتا ہے۔

نرسری کو کورے سے بچانے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ نرسری کے نزدیک دھوئیں۔ کا انتظام کیا جائے۔ سپرے بھی فائدہ مند ہے۔

اچھے باغبان کو کورے کی آمد کے متعلق اچھی طرح علم ہونا چاہیئے۔ وہ ان ذریعوں سے باخبر رہ سکتا ہے۔

۱۔ اخبارات

۲۔ موسمی خبریں

۳۔ محکمہ موسمیات کی باتیں۔

۴۔ مقامی طور پر کھلا اور سرد موسم۔

۵۔ ٹیلی فون۔

دھوپ سے پودوں کی بچت کرنا

دھوپ کی زیادتی بھی باغبانوں کے لئے بڑی اہمیت کی حامل ہے ۔ آپ نے ایسے پھل (ترشاوہ) دیکھے ہوں گے ۔ جن کے ایک طرف کھال فروٹ پر جھک گئی ہوتی ہے ۔ اور بدرنگ ہو چکی ہوتی ہے ۔ ایسے فروٹ اکثر پکنے سے قبل ہی گر جاتے ہیں ۔

کئی دوسرے پھلوں میں بھی تیز دھوپ یہی عمل کرتی ہے ۔ دراصل ہماری آب و ہوا میں دھوپ ماہ جون ، ماہ جولائی میں بذات خود ایک مسئلہ ہے اور اس کا اثر جنوب اور مغرب کی طرف سے ہوتا ہے ۔ اس سمت سے یہ پھلوں پہ پڑتی ہے ۔ اور پھلوں کو خشک کر دیتی ہے ۔

پھلوں کے علاوہ دھوپ پودوں کے پتوں کے لئے بھی مضر ہے ۔ پتے مرجھا جاتے ہیں ۔ بلکہ خشک ہو کر گر جاتے ہیں ۔ تنے کے اوپر ان کا اثر پودے سے کم نہیں ۔ تنا جگہ جگہ سے پھٹ جاتا ہے ۔ اور اس کا گوند اکثر جگہ سے نکلنا شروع ہو جاتا ہے ۔

باغات لگنے سے پیشتر مغربی پاکستان کے میدانوں میں قدرتی درخت جنڈ کریر ، وَن تھے ۔ یہ درخت تیز و تند دھوپ میں جس طرح زندہ رہتے تھے ۔ اور جو شکل ان کی گرمی میں ہو جاتی تھی ۔ اگر مناسب تدابیر اختیار نہ کی جائیں ۔ تو باغات کے پودے اور پھل بھی کم و بیش انہی حالتوں سے دوچار ہیں ۔ یہ درست ہے کہ باغات اور درختوں کی زیادتی سے ہوا میں نمی کی مقدار بڑھ گئی ہے ۔ اور اب وہ خشک گرمی اس مقدار میں نہیں رہی ۔ جتنی باغات لگنے اور آباد کاری سے پیشتر تھی ۔ لیکن مبشتر مغربی پاکستان میں تپتا ہوا سورج جون

اور جولائی میں کم ستم نہیں ڈھاتا ۔

آپ سنگترے کو دیکھئے ۔ وہ گرم اضلاع میں دھوپ کی تاب نہیں لا سکتا ۔ دیسی اقسام میں تو اس نام کی کوئی چیز نہیں رہتی ۔ فروٹرز ارلی میں ایک جانب چھلکا پھانکوں سے چھٹ جاتا ہے ۔ پھانکیں اندر سے خشک ہوتی ہیں ۔ اور یہ پھل عام منڈی میں کھلا کسی کام کا نہیں ہوتا ۔ بعض نا عاقبت اندیش باغبان ٹوکریوں میں اوپر اچھا پھل ڈال کر نیچے ایسا پھل ڈال دیتے ہیں ۔ لیکن ان کی یہ چالاکی زیادہ دیر لوگوں کو دھوکا نہیں دے سکتی ،

آم حالانکہ گرم آب و ہوا کا پھل ہے ۔ لیکن براہِ راست دھوپ سے آم کا پھل کا بھی بُری طرح متاثر ہوتا ہے ۔ آپ کسی آم کے باغ میں چلے جائیں باقی آم صحیح و سلامت ہونگے ۔ لیکن جن پر سورج کی شعاع مغربی اور جنوبی جانب سے پڑ رہی ہوگی ۔ ان کی ایک طرف پیل جائے گی ۔ یہ آم جلد گر جاتے ہیں ۔ یا منڈی میں کم قیمت پاتے ہیں ۔

مالٹا بھی کسی حد تک گرمی سے متاثر ہوتا ہے ۔ اور وہ پھل جو تیز شعاعیں کی زد میں ہوتے ہیں ۔ اس طرف سے خشک ہو جاتے ہیں ۔

حفاظت کی چند تدبیریں

سورج کی شعاعوں کا براہِ راست اثر روکنے کے لئے کچھ تدبیریں کی جا سکتی ہیں ۔ اگر آپ اس مسئلہ سے دوچار ہوں تو آزمائیے ۔

۱ ۔ آغازی ۔ ایسے پودے لگائیں ۔ جن میں سے پتے پھلوں پر سایہ ڈال سکیں یعنے وہ پودے جنہیں ذرا نیچا پیوند کیا گیا ہو ۔ جب ایسے پودے جوان ہونگے ، تو پتوں کی بڑی مقدار اوپر پیدا ہو گی ۔ درخت چھتری نما شکل

اختیار کرے گا۔ اور زیادہ سے زیادہ پھل پتوں کے ذریعے محفوظ ہونگے۔ خاص طور پر
جنوب مغرب کا مسئلہ ہے۔ اس طرف سے براہِ راست شعاع پڑتی ہے۔ ایسی
تدبیر کریں کہ پودا قدرے جنوب مغرب کی طرف جھک جائے۔ تاکہ پتے سورج اور
پھلوں کے درمیان دیوار کا کام کریں۔

۲۔ شاخ تراشی بہت فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ اب آپ کو معلوم ہے کہ سیدھی
شعاع مغرب اور جنوب کی طرف سے پڑتی ہے۔ اگر بھاری شاخوں پر پتے اس
جانب جڑوں کے تنوں رکھے جائیں۔ تو پھل زیادہ تر شمال اور مشرق کی جانب لگے گا
اور محفوظ رہے گا۔

۳۔ ایسے اونچے درخت جنوب مغرب کی طرف لگائے جائیں۔ جو پودوں کو
مناسب سایہ فراہم کرسکیں۔ مثلاً دیسی کیلا چھوٹے پودوں کے لئے بہتر۔

۴۔ چھوٹے پودوں کو سایہ دار درختوں کی اوٹ میں لگائیں۔

۵۔ تنے کا ضرور خیال رکھیں۔ ماہ جون سے قبل ہی ان پر چونے پانی کا
لیپ کر دیں۔ اگر یہ لیپ پرانا ہو جائے یا کریک ہونے لگے۔ تو از سر نو لیپ کر
دیں۔ جہاں آپ چھوٹے پودوں کی اس طرح حفاظت کرینگے۔ وہاں درختوں
کے تنوں کی بھی کریں۔

ہوا توڑ باڑ۔ جہاں باغ کو کورے اور سورج کی شعاعوں سے نقصان پہنچا
ہے۔ وہاں ہوا کی زد میں جو باغ ہوں۔ وہ پھول ضائع کر دیتے ہیں۔ پھل گر جاتے
ہیں۔ کئی پودے سرے سے اکھڑ جاتے ہیں۔ اور بہت نقصان رہتا ہے۔

ان کا حل یہ ہے کہ ہوا توڑ باڑ باغ لگانے سے قبل ہی لگا دی جائے،
جہاں ان ہوا توڑ باڑوں کا فائدہ ہے۔ وہاں ایک نقصان بھی ہے۔ جس کا اندازہ
کرنا از حد ضروری ہے۔ اور وہ یہ کہ ایسے درخت نزدیکی پھلدار درختوں اور پودوں

کو غذائیت سے کافی حد تک محروم کر دیتے ہیں۔ ان کی نشو و نما میں حائل ہوتے ہیں۔
اس لئے ہوا توڑ باڑ کے درخت لگاتے بوقت مناسب فاصلہ کا ضرور دھیان رکھیں
مندرجہ ذیل درخت ہوا توڑ باڑ میں استعمال ہوتے ہیں۔
اونچی باڑ۔ شیشم۔ جامن۔ پیوند بیری، نیم۔ سرس۔
کئی دفعہ ادنٰے آم بھی باہر کی جانب لگا دیئے جاتے ہیں۔ دیسی کیلا بھی لگایا جاتا ہے۔

ایک اور باڑ حفاظت کے لئے لگائی جاتی ہے۔ اس مقصد کے لئے یا تو دیوار بنوا دیں۔ یا کانٹے دار جھاڑیاں اور درخت لگائیں۔ مثلاً کھٹی۔ تخمی بیر۔ ولائتی کیکر، پرانا گلاب۔ گو آخرالذکر ہوا توڑ باڑ کے طور پر چنداں زیادہ مفید نہیں ہوتی۔ لیکن حفاظت کے لحاظ سے اپنا کردار ادا کرتی ہے اور باغ کی حفاظت کی ضامن ہوتی ہے۔

پھلدار پودوں پر کیڑے مار ادویات کے اثرات

کیڑے مار ادویات کا ذکر ہر باب کے آخر میں بھی آئیگا۔ لیکن یہ ادویات الگ توجہ کی محتاج ہیں۔ اس لئے بہ حیثیت مجموعی ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ڈی۔ ڈی۔ ٹی } یہ اپنی ترکیب میں ملتی جلتی ادویات ہیں۔ اس لئے الگ الگ
بی۔ ایچ۔ سی } یا ملا کر بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ ڈسٹنگ اور سپرے کے لئے موزوں ہے۔ زہریلی ہیں۔

بورڈو مکسچر۔ یہ کیڑے کی بجائے فنگس یعنے پھپھوندی کی بیماریوں کے لئے مفید ہے۔ یہ مندرجہ ذیل تین چیزوں کو ملا کر بناتے ہیں۔
چونا ۶ حصہ   نیلا تھوتھا ۶ حصہ   پانی ۶۰۰ حصہ۔

اینڈرین یا ڈرڈائی ایلڈرین ۔ سخت زہریلی ادویات ہیں اور استعمال اور ترکیب میں آپس میں ملتی جلتی ہیں ۔ پہلے یہ صرف مائع شکل میں ملتی تھیں ۔ اور ان کا سپرے کیا جاتا تھا ۔ لیکن اب دانہ دار ادویات آگئی ہیں ۔ اگر ماہرین سفارش کریں ۔ تو یہ دانہ دار قسم کھیت میں ڈال کر پانی دے دیا جائے ۔

میلا تھیان ۔ یہ بھی اس سے ملتی جلتی زہریلی دوائی ہے ۔ سپرے کرتے ہیں ۔

ڈیبازنیاں ۔ یہ بھی زہریلی دوائی ہے ۔ اس کو بھی سپرے کرتے ہیں ۔ لیکن اس دوائی کی دانہ دار قسم مارکیٹ میں آگئی ہے ۔ اور اگر ماہرین سفارش کریں تو چھوٹے پودوں میں خاص کر زمین پر ڈال کر پانی دیا جا سکتا ہے ۔ تیلہ وغیرہ اس طرح بخوبی مر جاتا ہے ۔

فالیڈال ۔ زہریلی دوائی ہے ۔ سپرے کیا جاتا ہے ۔

ایگروسایڈ ۔ محلول تیار کر کے سپرے کرتے ہیں ۔ زہریلی دوائی ہے ۔

ٹیاسیکٹس ۔ یہ بھی زہریلی دوائی ہے

ٹیلوڈرین ۔ الڈرین اور ڈائلڈرین سے ملتی جلتی زہر ہے ۔ اسکا سپرے کرتے ہیں ۔

فاسٹڈرین ۔ یہ بھی ان سے ملتی ہے ۔ سپرے کیا جاتا ہے ۔

مندرجہ بالا ادویات صرف اہم ادویات ہیں ۔ ورنہ ہر قسم کی ادویات ہر وقت مارکیٹ میں آ رہی ہیں ۔ اور ان کا لٹریچر اگر آپ منگوانا چاہیں تو مندرجہ ذیل فرموں سے رابطہ پیدا کریں ۔

۱ ۔ برماشیل لمیٹڈ کراچی ۔

۲ ۔ جعفرسن کراچی ۔

۳ ۔ پی ۔ این ۔ او ۔ زرعی ڈویژن ۔

۴۔ بائر لمیٹڈ کراچی۔

اگر آپ مندرجہ بالا ادویات میں سے چند ایک ہی مناسب مقدار میں اپنے باغ میں رکھ چھوڑیں۔ تو آپ کئی قسم کے حشریات کا تدارک کر سکتے ہیں۔ اس زمانہ میں ہر قسم کے حشریات کو ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تاکہ وہ بنے بنائے باغ کو نقصان نہ پہنچائے۔

ایک فرم سیون" نام سے دوائی پیش کرتی ہے۔ اور مندرجہ ذیل الفاظ میں اس کا استعمال بتاتی ہے۔

سیون۔

پھلدار درخت　　　　خالص سیون فی صد پانی میں

لیف مائنر۔ لیف رولر۔ لیمن میٹر فلائی کنٹرولر سٹری۔ لائکھر لیس اسکیلز۔ کٹ ورم (نرسری)، کاٹنی کشن اسکیل۔ جیلی بگ سین جوز اسکیل۔ ہیری کٹو یلر۔ میلی بگ۔ لیف یلر۔ مائٹ۔	۱ سے ۱½ پونڈ	مالٹے سنگترے کے پھل اترنے کے ۵ دن پہلے تک دوا چھڑکی جا سکتی ہیں۔ حد۔ ۱۰ پی پی ایم۔ بادام اور اخروٹ کے لئے وقت کی کوئی پابندی نہیں ہے چھلکے والے بادام کے لئے حد ۴۰ پی پی ایم۔ بادام یا اخروٹ پر ۱ پی پی ایم انگور کی فصل تیار ہونے تک دوا

کیڑے	مقدار	کیفیت
		چھڑکی جا سکتی ہے۔
		حد - ۱۰ پی پی - ایم - کے اسٹرابیری۔ آلوچے اور خوبانی پھل اترنے سے ایک دن پہلے تک دوا چھڑکی جا سکتی ہے۔
		حد ۱۰ پی پی - ایم -
کوڈلنگ موتھ - سیب کا سبز تیلا لیف اپر - ملی بگ بین جوز اسکیل ناشپاتی کا سلا - آڑو کا سلا بیری کیٹرپلر - مائٹ - پھلوں کا رس چوسنے والے بھنورے۔	½ سے ۱ پونڈ	سیب ۔ ناشپاتی - آڑو کی فصل تیار ہونے سے ایک دن پہلے تک دوا چھڑکی جا سکتی ہے۔ سیب کے پھول آنے کے بعد اگر کوئی ۳۰ دن کے اندر دوا چھڑکی جائے تو ممکن ہے کہ کوئی کوئی سیب گر پڑے ۔ اس لئے پھول آنے کے بعد ۳۰ دن بعد دوا چھڑکی جانی چاہئے۔
		حد - ۱۰ - پی پی ایم -
آرائشی پودے		
لیف مائنر - اسکیلز لیف ٹیبل الیڈ بیس بگ - پلانٹ بگ - ملگ - کیٹرپلر اور دوسرے مختلف کیڑے۔	۱ پونڈ	
		دوا چھڑکنے کی کوئی حد مقرر نہیں

مندرجہ بالا جدول میں کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ اطلاعات فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ حفاظتی تدابیر مندرجہ ذیل ہیں۔

۱ - بچوں کو دوا سے دور رکھیں -
۲ - خالی ڈبے کسی دوسرے کام میں استعمال نہ کریں -
۳ - ہوا کے رُخ کے خلاف دوائی نہ چھڑکیں -
۴ - اپنی جلد پر دوا نہ لگنے دیں -

پھلوں کی غذائی طاقت (۱۰۰ گرام کھانیوالے حصّے میں)

نام پھل	حراراتی کالایاں	پانی	پروٹین	روغنی اجزا	راکھ	نشاستہ	ریشے	چونا	فاسفورس
بادام	640	4.7	18.6	54.1	3.0	19.6	2.7	254	475
سیب	64	84.1	0.3	0.4	0.24	14.9	1.0	6	10
خوبانی خشک	292	24.0	5.2	0.4	3.50	66.9	3.2	86	119
خوبانی تازہ	56	85.4	1.0	0.1	0.59	12.9	0.6	16	23
ایواکیڈو	265	65.4	1.7	26.4	1.42	5.1	1.8	10	38
کیلا	99	74.8	1.2	0.2	0.84	23.0	0.6	8	28
بیر	0	65.36	1.44	0.31	0.72	21.66	1.28	0	0
ناریل	579	3.3	3.6	39.6	53.2	4.1	43	0.8	191
کھجور خشک	316	20.2	2.2	0.6	1.80	75.4	.4	72	60
انجیر [illegible]	125	68.5	0.8	0.3	0.40	30.0	0.9	35	21
انجیر خشک	300	24.0	4.0	1.2	2.40	68.4	5.8	223	1.4
گریپ فروٹ	44	88.0	0.76	0.95	0.67	7.49	5.57	0	0
امرود	0	84.08	0.76	0.95	0.67	7.99	5.57	0	0

10	14	0	12.3	0.80	0.1	8.8	86.0	53	یرگنڈی
0	0	0.40	15.3	0	0.54	1.15	40.80	0	بیچی
0	0	0	0	14.64	0.469	0.149	0.919	0	آم
0	0	0	17.5	0.57	0	0.36	84.71	0	شہتوت
15	1.1	4.2	4.0	5.80	13.5	1.5	75.2	144	یتون نیم پختہ
14	1.5	1.9	3.0	3.00	19.0	1.6	73.4	189	یتون پختہ
23	33	0.3	11.2	0.47	0.2	0.9	87.2	50	الشا
0	0	1.37	12.01	0.61	0.10	0.59	0	0	پیتا
22	8	0.6	12.0	0.47	0.1	0.5	86.9	51	ڑو تندہ
12	4	0.4	20.9	0.33	0.1	0.5	77.9	86	ور بند)
0	0	0	17.71	0.49	0	0.64	0	0	پانی پھل
11	16	0.4	13.7	0.42	0.2	0.4	85.3	58	ناس
8	20	0.3	24.7	0.37	0.2	0.4	74.0	102	ناس (بند ڈبا)
20	17	0.5	12.9	0.51	0.2	0.7	85.7	56	رچہ تازہ
.	.	0.9	18.7	2.1	85.2	18.3	2.7	672	خروٹ
			20.0	0.50	.	.	-	.	ہی

حیاتین - تیزاب

نام پھل	لوہا	تانبا	کلورین	الف	ب ۱	ب ۲	نکوٹنک ایسڈ	سی		سٹرک ایسڈ
بادام	4.4	1.21	-	-	0.25	0.67	4.6	برائے نام	-	-
سیب	0.3	0.1	-	90	0.04	0.02	0.2	5	-	0.61
خوبانی خشک	4.9	0.37	-	4730	0.1	0.16	3.3	12	-	0
خوبانی تازہ	0.5	0.14	0	2790	0.03	0.04	0.7	4	-	1.55
ایواکیڈو	0.6	0.21	-	290	0.12	0.15	1.01	16	-	0
کیلا	0.6	0.21	-	430	0.09	0.06	0.6	10	-	0.41
بیر	0	0	0	0	0	0	0	0	0.43	-
ناریل	3.6	-	225	-	برائے نام	برائے نام	برائے نام	-	0	-
کھجور خشک	2.1	-	283	100	0.08	0.04	2.2	-	-	-
انجیر	0.4	-	-	75	0.09	0.08	-	-	0.35	-
انجیر خشک	3.1	0.35	-	70	0.13	0.10	1.7	.	0	0
گریپ فروٹ	0.3	0.3	-	0.04	0.02	0.2	0	.	.	.
امرود	0	0	0	0	0	0	157.74	0.77	.	.
لیمن	0.1	0.04	-	-	-	0.04	برائے نام	0.1	45	7.07
لیموں کاغذی	0.1	-	-	-	0.04	برائے نام	0.1	27	0	0
بہی	0	0	0	0	0	0	0	0	0.21	-
لوکاٹ	0	0	0	0	0	0	0	0	-	0.60

-	0.27 100.42	60.5	0	0	0	8 314	0	0	0	آم
0.60	-	-	-	-	-	-	-	-	-	شہتوت
-	-	-	-	-	-	420	1.877	-	2.0	زیتون گرین
-	1.42	49	0.2	0.03	0.08	190	-	0.34	0.4	زیتون پکی ہوئی
-	1.42	49	0.2	0.03	0.08	190	-	0.34	0.4	مالٹا
-	0.15	-	-	-	-	-	-	-	-	پپیتا
0.66	-	8	0.9	0.05	0.02	880	-	0.01	0.6	آڑو تازہ
-	-	3	0.5	0.02	0.06	330	-	-	0.3	آڑو ڈبہ بند
0.31	-	4	0.1	0.04	0.04	20	-	0.10	0.3	ناشپاتی تازہ
-	-	2	0.2	0.02	0.10	-	-	-	0.5	ناشپاتی ڈبہ بند
0.13	-	-	-	-	-	-	-	-	-	جاپانی پھل
-	1.59 0.85	24	0.02	0.02	0.08	130	-	0.07	0.3	انناس تازہ
-	-	5	0.2	0.02	0.07	50	-	-	0.7	انناس ڈبہ بند
1.027	-	5	0.6	0.03	0.015	350	-	0.15	0.5	آلو بخارا تازہ
0	-	-	-	-	0.33	130	-	-	6.0	اخروٹ
0.5	-	-	-	-	-	-	-	-	-	بہی

مغربی پاکستان
کی نرسریوں پر پودوں کی اوسط قیمتیں

ایک نئے باغبان کے لئے یہ کتاب ادھوری رہتی جب اسے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ پودے کس قیمت پر میسر آئیں گے، کیونکہ جب وہ باغ کی منصوبہ بندی کرے گا۔ تو یہ اطلاع اس کے لئے از بس ضروری ہو گی۔ راقم الحروف نے کوشش کی ہے کہ پانچ ایسی نرسریوں سے نرخ پوچھے جائیں۔ اور پھر ان کا اوسط نکالا جائے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل نرخ اس کوشش پر مبنی ہیں۔

۱	مالٹا [illegible] سے پیوند کردہ	۱۰۰/	روپے سینکڑہ
۲	مالٹا جافہ " "	"	"
۳	بلڈ ریڈ " "	"	"
۴	کامن " "	"	"
۵	مالٹا متفرق "	"	"
۶	کنو "	۹۰/	"
۷	فیوٹرل ارلی "	۹۰/	"
۸	سنگترہ ناگپوری "	۱۰۰/	"
۹	سنگترہ تاروشا "	۱۰۰/	"
۱۰	گریپ فروٹ "	۲/	فی پودا

۱۱	چکوترہ		معہ پیکنگ	2/	فی سینکڑہ
۱۲	مٹھا		"	50 پیسے	فی پودا
۱۳	لیمن لیوریکا		"	150/-	فی سینکڑہ
۱۴	کاغذی لیموں		"	75/	" "
۱۵	آم	انور رٹول	معہ گملہ	5/-	فی پودا
۱۶	"	ثمر بہشت چونسہ	"	5/-	"
۱۷	"	رامپوری	"	5/-	"
۱۸	"	لنگڑا	"	5/-	"
۱۹	"	مالدہ	"	5/-	"
۲۰	"	الفانسو	"	5/-	"
۲۱	"	فجری	"	5/-	"
۲۲	"	امن دسہری	"	5/-	"
۲۳	"	سندھڑی	"	5/-	"
۲۴	"	سوارکیا	"	5/-	"
۲۵	"	خاصہ	"	5/-	"
۲۶	کیلا	بصرائی/امبری/چپال	"	100/-	فی سینکڑہ
۲۷	انگور	سفید	"	90/	" "
۲۸	انگور سیاہ		"	75/	" "
۲۹	امرود		"	45/	" "
۳۰	انار قندھاری		"	15/	" "
۳۱	شہتوت پیوندی			75/	" "

۳۲	چیکو	علاوہ پیکنگ	2/- فی پودا
۳۳	انجیر	"	13 پیسے فی پودا
۳۴	آڑو پیوندی	"	" "
۳۵	سیب چھوٹا	"	25 پیسے "
۳۶	فالسہ	"	4 " "
۳۷	جیک فروٹ	"	100/ فی سینکڑہ
۳۸	لیچی	"	2/ فی پودا
۳۹	پپیتا	"	25 پیسے "
۴۰	آلو بخارا	"	" " "
۴۱	ناشپاتی	"	" " "
۴۲	لوکاٹ	"	" " "
۴۳	خوبانی	"	" " "
۴۴	اخروٹ	"	50 " "
۴۵	چیری	"	50 " "
۴۶	جاپانی پھل	"	100/ فی سینکڑہ
۴۷	انار دیسی	"	13 پیسے فی پودا
۴۸	پستہ	"	" " "
۴۹	موتیا	مع پیکنگ	50/ فی سینکڑہ
۵۰	گلاب پیوندی سرخ	مع پیکنگ	150/ " "
۵۱	" " سفید	"	150/ " "
۵۲	" " سبز	"	150/ " "

٥٣	لیموں اجمیری	0.4 فی پودا علاوہ پیکنگ
٥٤	کھجور مادہ سکر	/2 فی پودا ،،
٥٥	،، نر سکر	0.50 ،، ،،
٥٦	آڑو دیسی	0.6 فی پودا بغیر پیکنگ
٥٧	جامن	13 روپیہ بغیر پیکنگ
٥٨	نیم	50 ،، فی پودا

ان تمام پودوں سے یہ چیز واضح ہے کہ پودوں کی قیمت اتنی زیادہ نہیں ہے زیادہ تر خرچ پیکنگ کا ہے۔ جو ٹوکاچی۔ اس کے گرد بوری ٹاٹ۔ رسی اور کئی دفعہ ڈوری پر مشتمل ہے اور یہی چیز اس کی جان ہے۔ جب تک پودا صحیح طریقے سے پیک نہ ہوگا۔ آگے جا کر اس کی کامیابی کے مواقعے اتنے ہی کم ہو جائیں گے۔ پھر پیکنگ بھی اناڑی ہاتھوں سے نہ ہونی چاہیئے۔ بلکہ تجربہ کار ہاتھوں ہی سے یہ کام سرانجام پانا چاہیئے۔

باغبانی کیلنڈر

آم ۔ نئے باغ لگانے کے لئے زمین تیار کریں ۔ داغ بیل ڈالیں ۔ اور پیمائش کے مطابق گڑھے کھودیں ۔ اور انہیں کچھ دیر کے لئے کھلا چھوڑ دیں ۔ اس وقت پرانے درختوں کو آم کے تیلے آم کے سوکھے اور آم کی گدھیڑی کا خطرہ ہے ۔ مناسب ادویات کا سپرے کریں ۔ پانی کرم کش ادویات جو دانہ دار بازار میں آتی ہیں ۔ ماہرین اور پی شل کے ماہرین کی رائے کے مطابق استعمال کریں ۔

ترشاوہ پھل ۔ نیا باغ اور نئے پودے لگانے کے لئے وہی عمل کریں ۔ جو آم کے تحت لکھا گیا ہے ۔ درمیانی اقسام کے پھلوں کی برداشت کا موزوں وقت ہے ۔ اس وقت پودوں کا ملاحظہ اچھی طرح کریں اور جو شاخیں سوکھی، بیمار اور مردہ ہوں ۔ انہیں کاٹ دیں ۔

کھجور ۔ اگر نیا باغ یا مزید پودے لگانے مقصود ہوں ۔ تو زمین تیار کریں ۔ گوبر کی کھاد ڈالیں ۔ داغ بیل ڈالیں ۔ اور گڑھے کھودیں ۔

کیلا ۔ پرانے پودوں کو اس وقت کورے سے بچانا سب سے بڑا کام ہے ۔ کئی دفعہ کورے کا حملہ اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ حیدر آباد ڈویژن میں بھی کیلے کے پودوں کو جلا کر ختم کر دیتا ہے ۔ اس کے علاوہ ان درختوں کو گوبر کی کھاد دیں ۔ نیا باغ لگانا ہو ۔ یا پرانے باغ کے رقبہ میں اضافہ کرنا ہو ۔ تو زمین کی تیاری کریں ۔

امرود ۔ موسم سرما کی فصل اس وقت تیار ہوتی ہے ۔ اس کو برداشت کریں اور نزدیکی منڈی میں بھجوائیں ۔ اگر نیا باغ لگانا مقصود ہو یا پرانے کے رقبہ

میں اضافہ کرنا ہو۔ زمین تیار کریں۔ باغ کی داغ بیل ڈالیں۔ اور گڑھے کھود یں۔

پپیتا۔ اس وقت پھل آرہا ہوتا ہے فصل برداشت کریں۔ اور پودوں کو گوبر کی کھاد ڈالیں۔

انگور۔ میدانی علاقوں اور پہاڑی علاقوں میں ذرا فرق ہے۔ میدانی علاقوں میں یہ مہینہ بیلوں کی کاٹ چھانٹ کے لئے موزوں ترین ہے۔ نیم پہاڑی علاقوں میں قلمیں تیار کریں۔ اور ان کو کیلوسنگ کریں۔

سیب۔ پرانے پودوں کی کانٹ چھانٹ کریں۔ دیسی کھاد ڈالیں۔ پرانے پودوں کی بعض بیماریوں کے خلاف سپرے کریں۔ اگر نیا باغ لگانا مقصود ہو یا۔ تو زمین تیار کریں۔ باغ کی داغ بیل ڈالیں اور گڑھے کھودیں۔

یہی ہدایات ناشپاتی کے درختوں اور نئے باغات کے متعلق ہیں۔

آڑو۔ آلوچہ۔ خوبانی۔ بادام۔ اگر نیا رقبہ باغ میں ایزاد کرنا ہے۔ یا نیا باغ لگانا مقصود ہے۔ تو نچلے علاقوں کو پسند کریں۔ اور ان میں زمین تیار کرے۔ داغ بیل لگائیں۔ اور گڑھے کھودیں۔

پرانے پودوں میں اسی وقت کانٹ چھانٹ کرنا بہتر ہے، اگر کوئی بیماری پتوں کو لگی ہو۔ تو سپرے کریں۔ یا نئی دانہ دار ادویات ماہرین کی رائے کے مطابق ڈالیں۔

روٹ سٹاک لگانے کا بہترین وقت ہے۔ بیج بودیں

خلاصہ:۔ نئے پودوں کے لئے داغ بیل کریں۔ اور گڑھے کھودیں۔

فروری

آم ۔ جہاں آپ نے نیا باغ لگانا ہو۔ وہاں پودے گڑھوں میں لگانے سے قبل گڑھوں کو بھل۔ گلی سڑی کھاد سے بھریں۔ پھر پودے لگائیں۔ اس امونیم سلفیٹ ملائیں۔

آم کے جو درختوں پر تیلہ اور گدھڑی موجود ہو۔ تو سپرے کے ذریعے تلف کریں۔ بغل گیر کئے ہوئے پودوں کو درختوں سے علیحدہ کریں۔ اگر آپ کے باغ میں اس وقت برسیم کی فصل موجود ہے۔ تو بطور سبز کھاد اسے دبا دینا بہت مفید رہیگا۔ اس سے باغ کی زمین میں نباتاتی مادے کی کثرت ہو گی۔ اور زمین کی زرخیزی میں اضافہ ہو گا۔

ترشاوہ پھل ۔ آم کی طرح ترشاوہ پھل کے نئے پودے لگانے کا بہترین وقت ہے۔ دوسری چیز جو اس وقت کرنی لازم ہے۔ وہ روٹ سٹاک بوتا ہے تیسری چیز جو آپ کر سکتے ہیں۔ وہ میٹھے کی قلمیں تیار کر کے لگانا ہے۔ کھٹی بھی اس ماہ میں باغ میں تبدیل کی جاتی ہے۔

اگر آپ کے پاس ایسے پیوند شدہ پودے موجود ہوں جنہیں موسم سرما سے قبل پیوند کیا گیا ہو۔ تو پیوند والی جگہ سے تین چار انچ اوپر کاٹ دیں۔

اس وقت پرانے پودوں کے پتوں پر کئی بیماریاں ہوتی ہیں۔ اس لئے سپرے کریں۔ یا موجودہ دانہ دار ادویات کو ماہرین کے مشورہ سے استعمال کریں۔ برماشل اور جعفر سن سے مشورہ مل سکتا ہے

کھجور ۔ پرانے درختوں کے ساتھ چھوٹے بچے اگ آتے ہیں۔ ان کو سکر کہتے ہیں۔ انہیں پرانے درختوں سے علیحدہ کر کے گڑھوں میں لگانے

کا موزوں وقت ہے۔

کیلا۔ اس وقت کیلے کے سکر تیار ہوتے ہیں۔ اگر آپ باغ کے رقبہ میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو انہیں علیحدہ کر کے اگائیں۔ ویسے پرانے پودوں کو کھاد دینے کا موزون وقت ہے

امرود۔ اگر آپ نے نیا باغ لگانا ہے یا رقبے میں اضافہ کرنا ہے۔ تو جو گڑھے موسم جنوری میں کھودے گئے تھے ان میں پودے لگا دیں۔

پپیتا۔ گملوں میں بیج بونے کا صحیح وقت ہے۔

انگور۔ یہ وقت قلموں کو نرسری میں لگانے اور پودوں کو باغ میں منتقل کرنے کے لئے بہترین ہے۔ پرانے پودوں میں فالتو لائنوں کی کانٹ چھانٹ مکمل کریں۔

سیب۔ اگر آپ نے بلند علاقوں میں نیا باغ لگانا ہو تو اس وقت گڑھے کھودنا موزوں ہے۔ دوسرا کام پودوں کو پیوند کرنا ہے اور انہیں باغ میں منتقل کرنا ہے۔ پرانے پودوں کا ملاحظہ کریں۔ اسوقت کانٹ چھانٹ کا بہترین موقع ہے۔ سوکھی ہوئی اور بے کار مردہ ٹہنیوں کو کاٹ دیں۔

ناشپاتی۔ جہاں تک ناشپاتی کا تعلق ہے اس کے اقدامات بھی سیب سے ملتے ہیں

آڑو۔ آلوچہ۔ خوبانی۔ بادام۔ ان تمام پر ایک ہی جیسا عمل اس موسم میں موزون ہے۔ یہ وقت نچلے علاقوں میں نئے باغات لگانے کے لئے موزوں ہے۔ اس لئے گڑھے کھودیں۔ اور ان میں بھل اور گوبر کی کھاد ڈالیں۔

دوسرا کام پیوند کا ہے۔ ۱۰ سے فروری کے اندر ختم کر دیں۔ پرانے پودوں میں اس وقت تک کئی ٹہنیاں سوکھ چکی ہوتی ہیں۔ یہ وقت ایسی ٹہنیوں کی چھانٹ کانٹ کا ہے۔

مارچ

آم ۔ اس وقت سابقہ صوبہ سندھ میں موسم سابقہ پنجاب سے قدرے فرق ہوتا ہے ۔ اور پیوند کاری اور چشمہ چڑھانے کے لئے بہتر ہے ۔ جو پودے موسم سرما سے پیشتر جو پیوند کئے گئے تھے ۔ ان کی شاخوں کو اوپر سے کاٹ دیں ۔ دوسرا کام نئے باغات میں پودے لگانا ہے ۔ جو گڑھے آپ بنا چکے تھے ان میں پودے لگوائیں ۔ اس علاقے میں پرانے درختوں پر اس وقت آم کی گدھڑی ہو ۔ تو اسے تلف کریں

ترشاوا پھل ۔ اگر موسم فروری میں دو کام آپ مکمل نہیں کر سکے ۔ یعنی نئے پودے لگانا اور میٹھے کی قلمیں لگانا ۔ تو مارچ کے پہلے ہفتے میں کر سکتے ہیں ۔ ورنہ پندرہ مارچ کا بعد موسم گرم تر ہونا شروع ہو جاتا ہے ۔ اس طرح مارچ کے پہلے ہفتے میں روٹ سٹاک کو منتقل کریں ۔

کھجور ۔ سکر کو مادہ درختوں سے علیحدہ کر کے لگائیں ۔ کھجوروں کے پودے نر بھی ہوتے ہیں ۔ اور مادہ بھی ۔ اگر نر پودوں کے پھول مادہ پر ڈالے جائیں ۔ تو کھجوریں لگتی ہیں ۔ یہ نر پھول مادہ پر ڈالنے کا بہترین مہینہ ہے ۔

کیلا ۔ سکر علیحدہ کر کے لگانے کا جو کام آپ نے ماہ فروری میں شروع کیا تھا ۔ وہ مکمل کریں ۔ اس وقت پھل پودے زور سے آتا ہے ۔ وہ بھی برداشت کریں ۔

امرود ۔ اس وقت پودے پھل دے رہے ہوتے ہیں ۔ پھل توڑ کر منڈی بھیجیں ۔ پنیری گملوں میں تبدیل کریں ۔ آپ نے فروری میں نئے پودے لگانے کا جو کام شروع کیا تھا ۔ اسے مکمل کریں ۔

پپیتا - پودا پھل دیتا ہے۔ اسے برداشت کریں۔

انگور - آپ نے ماہ فروری میں دو کام شروع کئے تھے، نرسری میں قلمیں لگانا اور پودوں کو لگانا۔ وہ مکمل کریں - اگر آپ ماہ فروری میں پرانے پودوں کی کانٹ چھانٹ نہیں کر سکے۔ تو مکمل کریں۔

سیب اور ناشپاتی - نئے پودے لگانے کا کام اگر ماہ فروری سے رہتا ہو تو مارچ کے پہلے ہفتے میں مکمل کر دیں - پرانے درختوں کا ملاحظہ کریں اگر پتوں کی بیماریاں ہوں تو مناسب سپرے کریں یا نئے دانہ دار کیڑے مارنے والی ادویات ماہرین کے مشورہ سے استعمال کریں - نئی ادویات اس وقت برماشل اور جعفرسن کے توسط سے تقسیم ہو رہی ہیں - ممکن ہے کوئی اور فرم بھی بعد میں ان کا کاروبار کرے - آپ ان سے مشورہ کر کے استعمال کریں۔

آڑو - آلوچہ - خوبانی - بادام - ماہ فروری میں نئے باغ لگانے اور پیوند کاری کرنے کا کام جو شروع کیا گیا تھا - اسے ماہ مارچ میں جاری رکھیں -

اور اگر آپ نے ابھی تک پرانے پودوں کی کانٹ چھانٹ نہیں کی۔ تو اس مہینے میں مکمل کر دیں -

---

اپریل

آم - اس موسم میں پیوند اور چشمہ چڑھانے کا کام کریں - موسم گرما کا آغاز ہے جس سے درختوں کو بچانا لازم ہے - بہتر ہے کہ تنوں پر چونا پانی میں ملا کر لیپ کریں دوسرے آم کا پھل بن رہا ہے - پانی کی ضرورت ہے - باقاعدہ پانی دیتے رہیں

ترشادہ پھل :۔ اس موسم میں کھٹی اقسام پھل دیتی ہیں۔ جو منڈی میں بڑی قیمت پاتا ہے۔ وہ پھل برداشت کریں۔ اور منڈی میں روانہ کریں سان پھلوں کے پودوں کو گرمی سے بچانا ہوگا۔ تاکہ گرمی براہِ راست تنے پر اثر نہ کرے۔ تنے پر چونا کریں۔ پیوندشدہ پودوں کا ملاحظہ کریں۔ اب دھاگہ کس کر باندھے رکھنے کی ضرورت نہیں۔ اسے ڈھیلا کر دیں۔

اس وقت کئی ترشادہ پھلوں کے پودوں کو بیماری درپیش ہو تو مناسب سپرے کریں۔

کھجور ۔ ماہ مارچ میں نر پودوں سے پھول لے کر مادہ پودوں پر چھڑکنے کا کام کیا تھا اسے اس مہینے جاری رکھیں۔

کیلا ۔ اگر آپ نے نیا باغ لگایا ہے یا ماہ فروری اور مارچ میں باغ کے رقبہ میں اضافہ کیا ہے۔ تو نئے پودوں کو امونیم سلفیٹ دیں۔ باغ کو باقاعدہ پانی دیتے رہیں۔ اس وقت پودے پھل دیتے ہیں۔ ان کا پھل برداشت کریں۔

امرود ۔ پودوں کی گزشتہ فصل برداشت کی جا چکی ہے۔ گزشتہ پھل ختم ہو گیا ہے۔ یہ مہینہ پیوند کے لئے موزوں ہے پانی باقاعدگی سے دیتے رہیں۔

پپیتا ۔ اس موسم میں پانی باقاعدگی سے دیتے رہیں۔ پھل تیار ہونے پر اسے منڈی میں روانہ کرتے رہیں۔

انگور ۔ نئے پودے اور قلمیں لگ چکی ہیں۔ کانٹ چھانٹ ہو چکی ہے اس ماہ صرف پانی ہی باقاعدہ دیتے رہیں۔

سیب ۔ گزشتہ دو مہینے زیادہ کام کے تھے۔ اس ماہ کام کم ہے

پانی باقاعدگی سے دیتے رہیں ۔
نئے پودوں کے گرد اگر فالتو گھاس اُگ آئی ہوگی ۔ اسکی گوڈی کریں ۔
ناشپاتی کم وبیش سیب کے حالات واقدامات ، ناشپاتی پر بھی لاگو ہوتے ہیں ۔

آڑو ۔ آلوچہ ۔ خوبانی ۔ بادام

یہ چاروں پھل ایک ہی دائرے میں آتے ہیں ۔ ایک سے حالات سے دوچار ہوتے ہیں ۔ اور اقدامات جو اچھے باغبان نے اختیار کرتے ہیں ۔ ایک جیسے ہوتے ہیں ۔ اگر فرق ہے ۔ تو چنداں زیادہ نہیں

پودوں کی کانٹ چھانٹ گذشتہ دو مہینوں میں مکمل ہو چکی ہے ۔ تاہم خیال رکھیں کہ بعض پودوں پر پتوں اور ٹہنیوں کی کثرت ہے ۔ ایسے حالات میں پھل کم لگتا ہے ۔ بہتر یہ ہے کہ ایسے پودوں کو چھدرا کر دیں ۔

اصل کلام ۳ میدانی علاقوں میں ماہ فروری اور مارچ زیادہ کام کے مہینے تھے ۔ اور باغبان نے زیادہ مصروفیت کا وقت گزارا ۔ ماہ مئی میں اسے کچھ آرام میسر آئے گا ۔ لیکن میدانی علاقوں میں ماہ اپریل موسم گرما کا آغاز ہے جلاتی دھوپ کا اثر آم اور ترشادہ پودوں کے پھلوں پر سخت ہوتا ہے ۔ اس لیے ان پر چونا گھول کر لیپ کریں ۔ تاکہ تنا سخت گرمی کے اثر سے بچ جائے اور محفوظ رہے ۔

مئی

میدانی علاقوں میں ماہ مئی گرمی لے آتا ہے۔ سابق پنجاب اور سابق سندھ خاص طور پر حیدرآباد ڈویژن کی آب و ہوا میں فرق ہوتا ہے۔

آم حیدرآباد ڈویژن میں آم کی اگتی فصل برداشت ہو سکتی ہے۔ اسے منڈی میں روانہ کریں۔ اب گرمی کا تدارک کریں۔ پانی باقاعدگی سے دیں اور تنوں پر چونے کا لیپ کریں۔

اس وقت آم کے پودوں کو چشمہ چڑھائیں۔ باغ کے اندر زمین میں زرخیزی بڑھانے کے لیئے کام کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً سبز کھاد والی کوئی فصل جنتر یا گوارا کاشت کریں جسے موقعہ آنے پر زمین میں دبایا جا سکے۔

ترشادہ پھل اس موسم میں کوئی پھینٹا پھل نہیں ہوتا۔ لیکن پودوں کو گرمی سے بچانا اشد ضروری ہو جاتا ہے۔ چنانچہ آموں کی طرح ان پودوں کے تنوں پر بھی چونے کا لیپ کریں۔

کھجور کوئی خاص کام نہیں۔ باغبان کو اس مہینے کافی آرام میسر آئے گا۔ پانی باقاعدگی سے دیں۔

کیلا اس مہینے میں پھل حاصل کرتے رہیں۔ پانی دیں۔ گوڈی کی طرف توجہ دیں۔

امرود اس وقت پودے کچے پھل سے لدے ہوتے ہیں۔ بیمار پھل گرتے رہتے ہیں۔ یہ امر کئی نقصانات کا موجب بنتا ہے۔ بہتر ہے کہ بیمار پھل زمین پر نہ پڑے رہیں۔ اور گڑھا کھود کر زمین کے اندر باقاعدگی سے دباتے جائیں۔

پپیتا: فروری اور مارچ میں نئی فصل کی کاشت کے بعد زیادہ کام باقی نہیں رہ جاتا موسم گرما آچکا ہے۔ پودے کو پانی کی ضرورت ہوگی۔ باقاعدگی سے پانی دیں اس وقت پودا پھل بھی رہتا ہے۔

انگور: ماہ فروری اور مارچ جتنا کام نہیں ہوگا۔ اب روزمرہ کا کام ہے۔ یعنی باقاعدہ پانی۔ گوڈی اور نلائی۔

سیب: باغباں اب فارغ ہے۔ بلکہ یوں کہیئے کہ تھکے ہوئے باغباں کے یہ آرام کا مہینہ ہے۔ اس مہینے پانی۔ گوڈی اور نلائی کا دھیان رکھیں۔

ناشپاتی: سیب کے حالات اور اقدامات ناشپاتی پر بھی لگ جاتے ہیں۔

آلوچہ۔ خوبانی: ان کی اگیتی اقسام اس مہینے میں پھل دیتی ہیں۔ اس لیے پھل برداشت کرکے روانہ کریں۔ یہ دونوں پھل میدانی علاقوں کے شہروں میں زیادہ دام پاتے ہیں۔ البتہ اچھی خوبانی کو بھیجتے وقت پیکنگ کا خیال رکھیں۔ دوسرے شہروں میں فروخت بھیجتے وقت مغربی پاکستان ریلوے پوری سہولتیں دیتی ہے۔ اس لیے دھیان رکھیں۔

آڑو۔ بادام: یہ مہینے زیادہ کام کے نہیں۔ لیکن اس مہینے کی اپنی اہمیت ہے۔ اور باوجود کم کام کرنے کے باغباں کو عام گوڈی۔ نلائی۔ اور باقاعدہ پانی کا انتظام کرنا ہوگا۔

حاصل کلام: یہ مہینہ جہاں باغباں کے لیے مناسب کے لحاظ سے آرام کا مہینہ ہے [illegible] وہاں اسکی اپنی اہمیت ہے۔ موسم گرما کی یہ پہلی منزل ہے [illegible] اور ترشدہ پھلوں کے تنوں کو چونے

کے پانی سے لیپ کر دینا چاہیئے تاکہ پودا خشکی اور گرمی سے بچ پائے دوسرا عام لیکن قدم باقاعدہ پانی دینا ہے۔ اس طریقے سے بھی پودا محفوظ رہتا ہے تیسرا اہم قدم ڈھانچا یا گوارا کی کاشت ہے۔ تاکہ سبز کھاد بنا کر دفنائی جا سکے۔

جُون

آم: سابقہ سندھ میں اگیتی اقسام نے مئی کے آخری ہفتہ میں پھل دینا شروع کر دیا تھا۔ اب سابقہ پنجاب کی اگیتی اقسام بھی پھل دینے لگیں گی۔ ان کی برداشت کریں۔ گٹھلیاں سنبھال رکھیں۔ ان کے لیے زمین تیار کریں۔ گذشتہ مہینوں میں پیوند کاری کی جا چکی ہے۔ اس کے متعلق اگلے اقدامات کا وقت آن پہنچا ہے۔ مارچ میں آپ نے کچھ پودے اگر بغل گیر پیوند کیے تھے۔ تو انہیں علیحدہ کریں۔ دوسرے پیوند شدہ پودوں کو تین انچ اوپر کاٹیں۔ آم کا ٹوکرہ منڈی میں بھیجتے وقت ایک جیسا مال بھیجیں۔ یہ نہ ہو کہ اوپر چند دانے اچھے ہوں اور نیچے اور دانے۔

ترشادہ پھل: اس میں مختلف پھل شامل ہیں۔ نیا باغ لگایا جا چکا ہے پچھلا باغ بھی موجود ہے۔ نئے کی گوڈی کریں۔ ان کو باقاعدگی سے پانی دیں۔ یہ مہینہ کاغذی لیموں کے لیے اہم ہے۔ اس موسم میں کاغذی لیموں کی ڈالیں علیحدہ کرنی چاہئیں۔

کھجور: سابقہ سندھ میں اس مہینے ہی میں ڈوکے تیار ہوتے ہیں انہیں اتار کر منڈی میں بھیجیں۔ نئے باغ کی حفاظت کریں اور کُل باغ کو باقاعدہ پانی دیتے رہیں۔

کیلا: اس مہینے میں پھل دیتا رہتا ہے۔ منڈی میں روانہ کرتے رہیں۔ پانی باقاعدگی سے دیں اور باغ کی حفاظت کریں۔

امرود - اس مہینے میں بھی کچھ۔ گلا پھل گرجاتا ہے۔ اسے اٹھا کر دبادیں۔ اگر آپ نے ماہ مارچ میں پیوندکاری کی ہو۔ تو [illegible] علیحدہ کریں۔ کیڑوں کے برخلاف سپرے کرائیں۔

پپیتا - یہ نازک سا پودا ہے۔ زیادہ گرمی میں اس کے جھلس جانے کا ڈر ہے اس لئے اس کی گرمی سے حفاظت لازم ہے۔ پانی باقاعدگی سے دیتے رہیں پھل حاصل کرتے رہیں۔

سیب - ماہ فروری مارچ میں نئے پودے اگائے گئے تھے۔ پرانے پودے بھی موجود ہیں۔ اب بڑا کام ان کی گوڈی۔ نلائی اور پانی دینا ہے۔ باغبان کے لیے یہ مہینہ مقابلتاً کم مصروفیت بلکہ قدرے آرام کا ہے۔ تاہم باغ کی حفاظت کریں۔

ناشپاتی : سیب کے متعلق آپ جو اقدامات کریں گے۔ کم و بیش وہی ناشپاتی پر لاگو ہونگے۔ بڑا کام گوڈی۔ نلائی اور پانی دینا ہے۔

آلوچہ خوبانی - اس مہینے میں خوبانی اور آلوچہ کا سیزن زوروں پر ہوتا ہے اور سابقہ پنجاب اور سابقہ سندھ کے شہروں میں بڑی قیمت پاتا ہے پھل توڑیں۔ حفاظت سے کریٹ میں بند کر کے روانہ کریں۔ لیکن آلوچہ روانہ کرنے میں احتیاط سے کام لیں۔ بعض باغبان کریٹ کے اوپر اچھے اور موٹے پھل ڈال دیتے ہیں۔ اور نیچے چھوٹے معمولی اور [illegible] [illegible] کا یہ تمام مال شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور نیلامی میں بہت کم قیمت لگاتا ہے ایسے کریٹ تین روپے میں بھی نیلام ہوتے ہیں۔ یہ تجارت ہے۔ باغبانوں پر بھی اخلاقی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ وہ پورے کریٹ میں ایک جیسا مال رکھیں فصل کو پانی باقاعدہ دیں۔

آڑو: اِس وقت کی اگیتی اقسام پھل دینا شروع کردیتی ہیں۔ اِسے باحفاظت کریٹ
میں بند کرکے منڈی میں روانہ کریں۔ فصل کو باقاعدہ پانی دیں۔

کوئٹہ کے علاقے میں یہ مہینہ آڑو کا چشمہ چڑھانے کو موزوں ہے۔

حاصل کلام: کئی فصل پھل دیتی ہیں۔ لیکن مال روانہ کرنے میں باغبانوں پر بھی اچھے
شہری ہونے کی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

جولائی

آم: درمیانی اقسام کی فصل اس وقت زوروں پر ہوتی ہے پھل برداشت کرکے
منڈی میں روانہ کریں لیکن باغبان پر بھی اخلاقی ذمہ داریاں اسی طرح عائد ہوتی ہیں۔
جس طرح دوسرے تجارت پر۔ اس وقت باغبان چیدہ چیدہ اچھے آم ہر ٹوکرے کے اوپر
ڈال دیتے ہیں۔ اور نیچے اندر ترش اور بے کار قسم کے آم بھر دیے جاتے
ہیں۔ باغبان یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے صارفین کو دھوکا دیا ہے۔ اور منڈی میں اچھے
پیسے کمائیں گے۔ حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔ منڈی میں ہر خریدار ہر ٹوکرے کو
شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور کم قیمت لگاتا ہے۔ اسکی بجائے اگر اچھے
آموں کے ٹوکرے الگ ہوں۔ ہر ٹوکرے میں ایک ہی ورائٹی کے آم ہوں تو رقم زیادہ
وصول ہوگی۔

اس مہینے میں گٹھلیاں بو دیں۔ تخمی پودوں کو گملوں کے اندر تبدیل کرنے کا
وقت ہے۔

ترشاوہ پھل: یہ مہینہ پودے نموداں کی گرمی کا ہے۔ پانی باقاعدگی سے دیتے
رہیں۔ اس وقت کاغذی لیموں تیار ہوجاتے ہیں۔ انکی فصل حاصل کرکے منڈی میں

روانہ کریں۔

کیلا: کیلے کی فصل اس مہینے میں کبھی کبھار ہوتی رہتی ہے۔ منڈی میں روانہ کریں۔ نئے باغ کی گوڈی کریں۔ پرانے باغ کو پانی اور کھادیں دیں۔ چھوٹے بچے علیحدہ کریں۔

امرود: فصل تیار ہے۔ منڈی میں روانہ کریں۔ لیکن یہاں بھی یہ احتیاط کریں کہ گریڈ دار پھل اچھے پھل کے ساتھ نہ ملائیں ورنہ قیمت کم وصول ہوتی ہے۔

پپیتا: اس کا پھل اس مہینے بھی جاری رہتا ہے۔ پھل کو منڈی میں روانہ کریں۔ بیج گملوں میں لگائیں۔

انگور: پھل توڑیں اور منڈی میں روانہ کریں۔ انگور کے کریٹ تیار کرتے وقت اس بات کا دھیان رکھیں کہ ہر قسم کے انگوروں کے کریٹ الگ ہوں۔ معمولی قسم کے انگوروں یہ صاف دیکھا گیا ہے۔ کہ کریٹ کے نیچے چھوٹے سائز کے انگور ہوتے ہیں۔ لیکن اوپر موٹی قسم کے انگور رکھ دیئے جاتے ہیں۔

باغبان یہ سمجھتا ہے کہ خریدار سارے کریٹ کو اسی طرح سمجھ لیگا۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ خریدار اس چالاکی سے آگاہ ہوتا ہے اور پورے کریٹ کے کم دام لگاتا ہے۔ اگر ہم مغربی ملکوں کی طرح درجہ بندی کا کام اپنے ملک میں کر سکیں۔ تو باغبانوں کو بھی اچھے دام ملیں گے اور خریداروں کی بھی تسلی ہوگی۔

سیب: اس مہینے میں سیب کی کئی اقسام تیار ہو جاتی ہیں۔ توڑیں اور پیک کریں۔ لیکن کریٹ میں چھوٹے اور بڑے سیبوں کو اس طرح بند نہ کریں کہ اوپر چند بڑے سیب ہوں اور باقی کریٹ چھوٹے سیبوں سے بھرا ہو۔ خریدار شک کی وجہ سے کم دام لگاتا ہے۔ ... پورے ... پر چشم ... لگائیں۔

آڑو ۔ آلوچہ : آڑو اور آلوچوں کی فصل تیار ہے۔ کریٹ میں پیک کر کے بھیجتے رہیں لیکن کریٹ میں پیک کرتے وقت انہی باتوں کا دھیان رکھیں۔ جس پر جولائی میں تفصیل نوٹ لکھا ہے۔ تاکہ منڈی میں آپ کے مال کی عزت ہو اور آپ کو زیادہ دام ملیں۔

یہ موسم درخت سٹاک پہ چشمہ چڑھانے کے لیئے موزوں ہے۔ یہ کام جاری رکھیں پانی دیں اور باغ کی حفاظت کریں۔

اگست

آم : آم کی پچھیتی اقسام اس وقت فصل دیتی ہیں۔ انہیں پیک کر کے منڈیوں میں روانہ کریں اور ان قدروں پہ عمل کریں، جو ماہ جولائی کے بیان میں تفصیل سے لکھی گئی ہیں۔ اس سے آپ کا نام منڈی میں قابل اعتبار باغبان کے نام سے مشہور ہو گا۔ اور آپ کے پورے ٹوکرے کے اچھے دام ملیں گے۔ آم لگانے کا دوسرا موسم آ رہا ہے داغ بیل لگائیں۔ گڑھے کھدوائیں۔ اس مہینے تخمی پودوں کا نغل گیر پیوند کریں۔

ناشپاتی : ناشپاتی کی ، کاغذی قسموں کے ساتھ اب سٹھے کی فصل تیار ہے۔ اسکی برداشت کریں اور منڈی میں روانہ کریں۔ لیکن منڈی میں بھیجتے وقت چھوٹے مٹکوں کو بڑے مٹکوں سے نہ ڈھانپ دیں۔ روٹ سٹاک پہ چشمہ چڑھائیں۔ پودے لگانے کا دوسرا موسم آ رہا ہے گڑھے کھدوالیں داغ بیل لگائیں۔

کھجور : ڈوکے اب کھجوروں میں تبدیل ہوتے ہیں۔ فصل برداشت کر کے منڈی میں روانہ کریں۔ اگست میں بہت سے درختوں پہ پھل ختم ہو جاتا ہے اس دوران میں درختوں پہ پتوں کی کمی کھجر بار ہوتی ہے انہیں ذرا چھدرا کر دیں

کیلہ: اِس موسم میں کیلا بخوبی فصل دیتا ہے۔ اِسے منڈی میں روانہ کریں۔ نئے پودے لگانے کا وقت ہے۔ دارغ بیل کریں۔ اور گڑھے کھدوائیں

امرود: ماہ جولائی سے فصل کی برداشت شروع کی گئی تھی۔ اسے اگست میں جاری رکھا جائے۔ کیڑوں کا سخت خطرہ ہے۔ جو مکھی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اسکے خلاف سپرے کرائیں۔

پپیتا: فصل کی برداشت دو تین مہینوں سے جاری ہے۔ اس ماہ میں بھی جاری رہے گی۔ لیکن پودوں کو خوراک مطلوب ہے۔ بہتر ہے گوبر کی گلی سڑی کھاد دیں۔

انگور: پھل آپ گزشتہ مہینے سے توڑ کر منڈی میں بھیج رہے ہیں۔ اچھے باغباں پہلے کے ساتھ ساتھ جہاں آپ نے اچھا باغ لگایا ہے پھل پیک کرتے وقت اچھی اقدار پر عمل کریں۔ اور ادنے اور اچھے انگوروں کے کریٹ الگ بنائیں۔ یہ نہ صرف اچھی اقدار پر عمل کرنا ہے۔ بلکہ آپ کے باغ کا نام اور آپ کا نام کاروباری حلقوں میں اچھی نظر سے دیکھا جائے گا۔ اور آپ کے کریٹ کو مارکیٹ میں زیادہ دام ملیں گے۔ پودوں کا سپرے کرائیں۔

سیب: یہ مہینہ بھی پھل توڑ کر منڈی میں بھیجنے کا ہے۔ پیکنگ دھیان سے کریں تاکہ منڈی تک پہنچنے تک سیب کو نقصان نہ پہنچے۔ ویسے اُن قدروں پر عمل کریں۔ جن کی تفصیل ماہ جولائی میں کی گئی ہے۔ یہ نہ کریں کہ کریٹ کے اوپر کی تہ بڑے اور سرخ سیب ہوں۔ اور نیچے چھوٹے اور ادنےٰ قسم کے اس مہینے میں سٹاک پر چشمے چڑھا دیں

السی کی فصل اس مہینے میں ختم ہو جاتی ہے۔ یہ مہینہ

آڑو۔ آلوچہ۔ بادام: پچھیتی اقسام کا ہے۔ جسے آپ نے اچھے اصولوں کی بنیاد پر منڈی میں روانہ کرنا ہے۔ یہ قدریں کاروبار کی جان ہیں۔ ترقی۔

یا فنترمالک نے مارکٹنگ میں ان اصولوں پر عمل کیا۔ یا جہاں ضرورت ہوئی قوانین بنائے درجہ بندی کی گئی۔ اچھی چیز کو دام ملے

اگر باغبان اچھے آڑھ اور ٹھیکیداروں کے الگ کریڈٹ بنائیں اور ادنےٰ قسم کرالگ تو ان کو موجودہ طرزِ عمل جس سے منڈی میں ہر فرد ہر کریڈٹ کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ زیادہ دام ملیں گے۔

ستمبر!

آم: اگست کے مہینے میں جو گڑھے کھودے گئے تھے۔ اب ان میں پودے منتقل کرنے کا حال دوسرا موقعہ ہے۔ اسی طرح لبنی گیر پیوند لگانے۔ چشمے چڑھانے مو تیج پر چشمہ چڑھائے کا سال میں دوسرا وقت ہے۔ آم کی فصل ختم ہو چکی ہے۔ اب وقت ہے کہ زمین کی زرخیزی کو بحال کیا جائے۔ برسیم کی فصل لبطور سبز کھاد دبائی جا سکتی ہے۔ اس لیے ماہ ستمبر کے آخیر میں برسیم کی کاشت کریں۔ یا زمین تیار کریں تاکہ اگلے ماہ برسیم کاشت کی جا سکے۔

ترشاوہ پھل: میٹھے کی فصل کی برداشت ماہ اگست میں شروع ہوئی تھی۔ اب اس کے برداشت جاری رکھنے کا وقت ہے۔ روٹ سٹاک کی طرف توجہ دیں۔ نیا روٹ سٹاک، لیٹیں اور پچھلے پر چشمہ چڑھائیں۔

وہ اگست میں گڑھے کھود کر خالی رکھے گئے تھے۔ یا ان میں بھل اور گلی سڑی کھاد ڈال گئی تھی۔ پانی لگا یا گیا تھا۔ اس میں پودے لگا دیں۔ مالٹے کے سوکھے اور سرطان کی طرف توجہ دیں۔ اور ماہرین کی رائے دیں۔ تو دانہ دار دوائی ڈالیں

آم کی فصل کی طرح زمین کی زرخیزی کا کمال رکھنے کے لیے سبز کھاد کا انتظام کرنے کے لیے برسیم آدمی ہفتے میں بو دیں۔ یا زمین تیار کریں۔

کھجور: گڑھے جو گذشتہ مہینے کھودے گئے تھے۔ اب ان میں سکر لگانے کا بہترین وقت سال میں دوسری مرتبہ آیا ہے۔ یہ کام کریں۔

ستمبر: نیا کیلا لگانے کے لیے گذشتہ مہینے گڑھے کھودے گئے تھے ان میں درختوں سے سکر علیحدہ کر کے پودے لگا دیں۔

امرود: امرود کے لیے بھی گذشتہ مہینے گڑھے کھودے گئے تھے۔ ان میں نئے پودے لگائے گئے تھے۔ آپ نے بیج سے نئے پودے اگاتے ہیں۔ اس وقت بیج بونے کا موسم ہے۔

پپیتا: درخت گذشتہ کئی مہینوں سے پھل دے رہا ہے۔ اس مہینے میں بھی پھل جاری رہے گا۔ پودے کے نزدیک زمین کی زرخیزی بحال رکھنے کو کھاد دیں۔

سیب: اگست کے مہینہ میں پھل کی برداشت ہوتی رہی ہے۔ کئی پودوں کا پھل ختم ہو چکا ہوگا۔ لیکن پچھیتے پودوں پر پھل موجود ہوگا۔ وہ برداشت کرتے رہیں۔ اور منڈی میں ان ہدایات کے مطابق بھیجیں۔

ناشپاتی: سیب والے حالات ناشپاتی پر بھی عائد ہوتے ہیں۔

آلوچہ: اس موسم سے پہلے آلوچہ کا بہت سا پھل برداشت ہو چکا ہوتا ہے۔ لیکن اس موسم میں جو پھل جن پودوں پہ موجود ہوتا ہے۔ سائز نیا پودے کہے جا سکتے ہیں۔ اور پھل بہترین کیا جا سکتا ہے۔ اسے برداشت کریں۔

حاصل کلام: یہ مہینہ سال میں دوسری مرتبہ پودے لگانے کا ہے۔ اسکے بعد موسم سرد ہوتا جائے گا۔ لہذا نئے باغ لگانے۔ نئے پودے لگانے۔ چشمے چڑھانے بغل گیر پیوند لگانے اور ایسی ہی دوسری باتوں کو ستمبر میں ختم کرتا ہے۔
کئی اقسام کے پھل کبھی باقی رہتے ہیں۔ وہ اچھی اقسام ہوتی ہیں۔ انہیں پر حفاظت برداشت کریں۔ انگور اس وقت بہتر اچھا ہوتا ہے۔ اسے توڑ کر منڈی میں روانہ کریں۔

اکتوبر

آم: اگست اور ستمبر کا مہینہ بڑی سرگرمیوں کا مہینہ تھا۔ اس مہینے میں بہت سا کام ہو چکا ہے۔ اب قدرے فراغت کا وقت ہے۔ لیکن مہینہ ختم ہونے سے پیشتر پیوند شدہ پودوں کو درختوں سے علیحدہ کر دیں۔

ترشاوہ پھل: میٹھے کی فصل اگست میں برداشت شروع ہوئی تھی ستمبر میں بھی اسکی برداشت ہوتی رہی۔ اب بھی میٹھا توڑنا جاری رہے گا۔ اسے برداشت کریں۔ اور منڈی میں روانہ کریں۔ یہی ہفتہ ہیں روٹ سٹاک پر چشمہ چڑھایا جا سکتا ہے۔

آم اور ترشاوہ پھل دونوں باغوں کی زرخیزی بحال رکھنے کے لیے برسیم کی کاشت کی جائے۔ ویسے بھی برسیم۔ زمین کی نائٹروجن میں اضافہ کرتی ہے۔ لیکن اگر اسے بطور سبز کھاد دبا دیا جائے۔ تو اور بھی مفید ہے

کھجور: سکر علیحدہ کریں۔ اب باغ میں لگانے کا موسم ختم ہو چکا ہے زسری میں لگائیں۔ جس طرح آم اور ترشاوہ پھل میں برسیم کی کاشت کی گئی ہے۔ انہی بنیادوں پر یہاں بھی برسیم کی کاشت کر دیں۔

کیلا: گذشتہ ماہ کے لیے کا نیا رقبہ لگایا گیا تھا۔ اسکی حفاظت کریں اور پرانے باغ میں فصل برداشت کرتے رہیں۔

امرود: جس طرح آم۔ ترشادہ پھل اور کھجور کے باغ میں برسیم کی کاشت کی گئی ہے انہی بنیادوں پر امرود کے باغ میں بھی برسیم لگائیں۔ البتہ امرود کے پودے اس موسم میں بھی گرمیوں میں لگائے جا سکتے ہیں۔

پپیتا: وہ اقدامات کریں جو ماہ ستمبر میں بیان کئے گئے ہیں۔

انگور۔ اس مہینے میں پھل کی کاشت جاری رہے گی۔ منڈی میں روانہ کریں اور روانہ کرتے وقت اچھے اصولوں پر عمل کریں

سیب: سیب کی فصل گذشتہ دو مہینوں سے لی جا رہی ہے۔ لیکن آپ کے باغ میں ایسے پچھیتے پودے ہوں گے جن کا پھل اس موسم میں پکتا ہے۔ یہ توڑیں اور منڈی میں روانہ کریں۔

ناشپاتی: کم و بیش وہی حالات ناشپاتی پر عائد ہوتے ہیں۔ جو سیب کے عنوان کے تحت بیان کئے گئے ہیں۔

آڑو آلوچہ: پھل ختم ہیں۔ زمین کی زرخیزی بحال کرنا۔ اب بڑا مقصد ہے۔ اس کے لیے آپ اس مہینے میں برسیم کاشت کریں۔ یہ پھلی دار فصل ہے۔ زمین کی نائٹروجن میں اضافہ کرے گی۔ یا اگر آپ اسے زمین کے اندر دبا دیں تو زرخیزی میں اضافہ سبز کھاد کے طور پہ ہوگا۔

خوبانی۔ بادام: ان کا پھل بھی ختم ہو چکا ہے۔ اب زمین کی زرخیزی کو بحال کرنا ہے برسیم کی کاشت کریں۔ تاکہ زمین کی نائٹروجن میں اضافہ ہو۔ اگر آپ برسیم سبز کھاد کے طور پر دبا دیں۔ تو زمین میں نباتاتی مادہ زیادہ ہوگا۔ اور باغ کی زرخیزی زیادہ ہو جائے گی۔ اس وقت کی قدر کریں۔ اور پیشتر اسکے کہ موسم زیادہ ٹھنڈا ہو جائے

آپ اس مہینے میں بر سیم کاشت کر دیں۔

نومبر

آم۔ آم کے لئے اب کورے کا خطرہ آنیوالا ہے۔ کبھی دفعہ ماہ نومبر کے آخیر میں کورا پڑتا ہے اور چھوٹے پودوں کو جلا کر رکھ دیتا ہے۔ لہذا پودوں کو کورے سے بچانے کا انتظام کریں۔ اسکی ایک دو ترکیبیں ہیں۔ پودوں پر بوری لپیٹنا یا پودے کے اوپر سرکنڈا یا سرٹے ڈال دینا۔ ترشاوہ پھل۔ اسوقت اکثر پھل تیار ہو جاتا ہے۔ آپ اسے توڑ کر منڈی بھیج دیں۔ روانہ کر دیں۔ منڈی میں بھیجتے وقت اگر آپ پھل کو اچھے۔ درمیانے اور تیسرے درجے کے پھلوں میں تقسیم کر دیں۔ تو منڈی میں آپ کی ساکھ قائم ہو جائے گی۔ بعض باغبان اپنے آپ کو زیادہ چالاک سمجھتے ہوئے کنو کے ٹوکرے اس طرح بند کرتے ہیں کہ اوپر بڑے کنو ڈال دیتے ہیں۔ درمیان میں چھوٹے جبکہ ادنیٰ قسم کے کنو نیچے بھر دیئے جاتے ہیں۔ یہ سمجھ لیا جاتا ہے۔ کہ ہم نے خریدار کو سب سے چند اچھے کنو دکھا کر دام وصول کرتا ہے۔ لیکن عملی طور پر خریدار ان سب سے واقف ہوتا ہے۔ چھوٹے پودوں کو کورے سے بچائیں۔

کھجور۔ آم اور ترشاوہ پھلوں کے چھوٹے پودوں کی طرح کھجور کے چھوٹے پودوں کو بھی کورے سے بچائیں۔

کیلا۔ اس کی برداشت جاری رہیگی۔ کورے کا خطرہ کیلے کو بھی ہے۔ حیدرآباد۔ ڈویژن میں کورے کی تباہ کاریاں سب سے کم ہوتی ہے۔ لیکن راقم الحروف نے ۱۹۶۹ء میں کیلے کی فصل کو کورے سے نقصان ہوتے دیکھا ہے اس لئے جہاں چھوٹے بچے (کیلے کے) کو بچانا اشد ضروری ہے۔ وہاں اگر ہو سکے تو بڑے کیلوں کو بھی بچائیں۔

امرود۔ پہلا کام دوسرے پھلوں کی طرح چھوٹے پودوں کو کورے سے محفوظ کرنا ضروری ہے۔

پپیتا۔ دوسرے پھلوں کی طرح پپیتے کے چھوٹے پودوں کو کورے سے بچانا ضروری ہے۔ حالانکہ پپیتا ان علاقوں میں ہوتا ہے۔ جہاں سمندر نزدیک ہوتا ہے۔

انگور۔ اس موسم میں پھل ختم ہو جاتا ہے۔ کورے کی یہاں بھی آمد آمد ہے چھوٹے پودوں کی حفاظت کریں۔ باغ کی گوڈی وغیرہ کریں۔

سیب۔ پھل ختم ہو چکے ہیں۔ چھوٹے پودوں کو کورے سے بچانا مقصود ہے۔ **ناشپاتی** ایضاً

آڑو۔ آلوچہ۔ اس موسم میں پھل ختم ہو جاتے ہیں۔ چھوٹے پودوں کو کورے سے بچانے کا سامان کرنا چاہیئے نہ سمجھوں یا اچھی طرح غور کریں۔

خوبانی۔ بادام۔ وہی حالات جو آڑو اور آلوچہ کے بیان کئے گئے ہیں۔ اس میں بھی درست ہیں۔

خاص اطلاع۔ باغ بہت ہی محنت سے لگایا جاتا ہے۔ اور ان موسموں کی شدت سے محفوظ رکھنے کے لئے بہت کچھ کرنا پڑتا ہے۔ اس میں بھاری رقم بھی صرف ہوتی ہیں۔ لیکن احتیاط ہی اچھے باغ کی کامیابی کا خاصا ہے۔ احتیاط میں کئی باتیں شامل ہیں۔ لیکن اس موسم میں سب سے بڑی بات کورے کا بچاؤ کرنا ہے۔ آم کے چھوٹے پودے ہوں۔ یا ترشاوہ پھل کے۔ کھجور کے ہوں یا امرود کے۔ اگر آپ کورے کے دنوں میں چند روپے خرچ نہ کرکے کورے سے بچت کا انتظام نہیں کرتے۔ تو ہزاروں روپے جو آپ نیا باغ لگانے کے

تھے۔ اس کا ضائع چلے جانے کا خطرہ ہے۔

دسمبر

آم۔ ماہ دسمبر کورے کے لحاظ سے بڑا پرخطر مہینہ ہے۔ اگر آپ ماہ نومبر میں آم کے بچوں کو بچانے کا کوئی انتظام نہیں کر سکے تو اس مہینے میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے پودوں پر سپرے ہو سکتا ہے۔ بوری لپیٹی جا سکتی ہے یا سرکنڈے اور سرکی چھت ڈالی جا سکتی ہے۔

ترشاوہ پھل۔ جس طرح آم کے چھوٹے پودوں کو اس وقت کورے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس طرح ترشاوہ پھل کے چھوٹے پودے بھی خطرے میں ہوتے ہیں۔ اس لئے سب سے پہلے چھوٹے بچوں کو کورے سے بچانے کا انتظام کریں پودوں کو کھاد دی سکتی ہے۔ اس وقت باغ میں پھل تیار ہوتا ہے منڈی میں روانہ کریں۔ لیکن انہیں اقدار پر عمل کریں۔ جن کا ذکر ماہ نومبر میں کیا گیا ہے۔ اس طرح آپ کا نام منڈی میں عزت کی نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔ اور آپ کو اچھے دام ملیں گے۔

کھجور۔ کورے کا خطرہ کھجور کے چھوٹے پودوں کو بھی ہوتا ہے۔ اگر آپ نے ماہ نومبر میں کوئی ایسا انتظام نہیں کیا جس سے کورے سے بچت ہو تو اب کریں۔

کیلا۔ فصل کی برداشت جاری رہیگی۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ چھوٹے بچوں کو کورے سے بچانا مقصود ہے۔

امرود۔ اگر نومبر میں امرود کے بچوں کو کورے سے بچانے کا کوئی انتظام نہیں ہو سکا۔ تو اب کریں۔ یہ بہت ضروری ہے۔

پپیتا۔ امرود کی طرح پپیتے کے چھوٹے بچوں کو کورے سے بچانا ہے۔

انگور ۔ اس وقت انگور کو زرخیزی کی ضرورت ہے ۔ کوئی سے کھاد ڈالیں ۔

سیب ۔ اس وقت موسم ایسا ہے کہ پودے کو جنوری اور فروری کے لئے
ار کرنا ہے ۔ پتوں کی ضرورت نہیں ۔ چھوٹے سیب کے پتوں کو کاٹ دیں ۔

آڑو ۔ آلوچہ ۔ اب پودوں کو جنوری اور فروری کے لئے تیار کرنا ہے
دا دو مہینے ہوئے پھل دے چکا ہے ۔ اس پر بہت سے پتے ہیں جن میں سے
ر سوکھ چکے ہیں ۔ کئی ٹہنیاں سوکھ گئی ہیں ۔ انہیں کاٹ دیں ۔

خوبانی ۔ بادام ۔ ان پودوں کو کم و بیش یہی حالت ہے ۔ اس لئے ان
ا بھی کانٹ چھانٹ کریں ۔

حاصل کلام ۔ اس مہینے میں باغ کے پودوں کے متعلق آپکی ذمہ داریاں
یا ۔ چھوٹے بچوں کو کورے سے بچائیں ۔ خواہ پہرے کریں ۔ ان کے اوپر پوری
ہیں ۔ یا سرکنڈے اور سرکی چھت ڈالیں ۔

بڑے پودوں کی کانٹ چھانٹ از بس ضروری ہے ۔ حال کے دوران میں
ے پر بہت سے فالتو پتے ۔ ٹہنیاں وغیرہ اکٹھی ہو گئی ہیں ۔ ماہ جنوری میں
دے کو نئی شکل دینی ہے ۔ تاکہ پودا نئی شکل اختیار کرے ۔ شگوفے پھوٹنے کے
ے تیار ہو جائیں ۔ کونپلیں ، کلیاں اور پھر پھل کی شکل پیدا ہو ۔ اس لئے پرانی
ٹہنیوں کو کاٹ دیں ۔ نیم مردہ پتے توڑ دیں ۔ بلکہ کئی جگہ تو بہت سا پودا
ی کاٹنے کے قابل ہوتا ہے ۔ صرف اس کے اوپر ٹہنیاں رکھی جاتی ہیں ۔
نا سے نئے پتے نکلتے ہیں ۔

لاہور تحصیل میں مشہور نرسریاں مندرجہ ذیل ہیں

نمبر شمار	نام نرسری	جگہ	رقبہ نرسری	سرکاری یا پرائیویٹ	نمبر شمار	نام نرسری	جگہ	رقبہ نرسری	سرکاری یا پرائیویٹ
۱	[illegible] نرسری	بہاولپور	۳۰ ایکڑ	سرکاری	۱۸	ڈسٹرکٹ کونسل نرسری	بھوانی	۲½ ایکڑ	پرائیویٹ
۲	ٹرسٹ نرسری	"	۲۰ "	"	۱۹	گورنمنٹ نرسری	سوان پل	۴ "	سرکاری
۳	[illegible] نرسری	"	۶ "	"	۲۰	آم کی گورنمنٹ نرسری	بھوانی	۱ "	"
۴	[illegible] نرسری	"	۴ "	پرائیویٹ	۲۱	گورنمنٹ نرسری	جھنگ	۱۱ "	"
۵	قاسم نرسری	احمد پور شرقیہ	" "	"	۲۲	کالا باغ نرسری	میانوالی	۲-۱ "	پرائیویٹ
۶	حفیظ اللہ نرسری	[illegible]	" "	"	۲۳	بشیر نرسری	"	۲ "	"
۷	گورنمنٹ نرسری	[illegible]	۲ ایکڑ	سرکاری	۲۴	[illegible] نرسری	لاہور	۲ "	"
۸	گورنمنٹ نرسری	[illegible]	۳ "	"	۲۵	علاؤالدین نرسری	"	۵ "	"
۹	گورنمنٹ نرسری	[illegible]	۱ "	"	۲۶	[illegible] نرسری	"	۴½ "	"
۱۰	[illegible]	"	۲½ "	پرائیویٹ	۲۷	[illegible] نرسری	"	۵ "	"
۱۱	[illegible] نرسری	[illegible]	۱۰ "	"	۲۸	عبدالرحیم نرسری	"	۴½ "	"
۱۲	[illegible] نرسری	"	۵ "	"	۲۹	[illegible] نرسری	"	۴ "	"
۱۳	[illegible] نرسری	"	۴ "	"	۳۰	پاک نرسری	"	۲½ "	"
۱۴	[illegible] نرسری	[illegible]	۲½ "	"	۳۱	اقبال نرسری	"	۲ "	"
۱۵	[illegible] نرسری	"	۶ "	"	۳۱	گورنمنٹ نرسری	[illegible]	½ "	سرکاری
۱۶	[illegible] نرسری	"	۱ "	"	۳۲	[illegible] نرسری	[illegible]	۱ ایکڑ	پرائیویٹ
۱۷	[illegible] نرسری	"	۲½ "	"	۳۳	[illegible] نرسری	"	"	"

نمبر شمار	نام نرسری	جگہ	رقبہ نرسری	سرکاری یا پرائیویٹ	نمبر شمار	نام نرسری	جگہ	رقبہ نرسری	سرکاری یا پرائیویٹ
۳۴	عزیز نرسری	گوجرانوالہ	۵ ایکڑ		۵۳	کوآپریٹو فروٹ ڈویلپمنٹ نرسری	نزد گوجرانوالہ	۲ ۱/۴	پرائیویٹ
۳۵	عزیز نرسری	گوجرانوالہ	۵ ایکڑ	پرائیویٹ	۵۴	کوآپریٹو نرسری	ٹاہلی والا شیخوپورہ	۲ ،،	،،
۳۶	فردوس نرسری	،،	۲ ،،	،،	۵۵	فروٹ نرسری	چک ۲۶۲ گ ب	۵ ،،	،،
۳۷	ڈسٹرکٹ بورڈ نرسری	سیالکوٹ	۱/۴ ،،	،،	۵۶	،،	چک ۲۰۲ ج ب	۳ ،،	،،
۳۸	نکاکیلہ نرسری	،،	۱ ۱/۲ ،،	،،	۵۷	،،	۳۵۴ ج ب	۵	،،
۳۹	ایگریکلچرل کالج نرسری	لائلپور	۱۲ ۱/۲ ،،	سرکاری	۵۸	لطیف گارڈن	میاں چنوں	۱۰ ،،	،،
۴۰	پنجاب نرسری	،،	۷ ،،	پرائیویٹ	۵۹	فیض عام نرسری	ملتان	۴	،،
۴۱	چناب نرسری	،،	۷ ،،	،،	۶۰	ملتان فارم نرسری	،،	۵ ،،	سرکاری کلم
۴۲	فردوس نرسری	،،	۴ ،،	،،	۶۱	گورنمنٹ سیڈ فارم اینڈ نرسری	،،	۱/۴	،،
۴۳	طارق نرسری	،،	۵ ،،	،،	۶۲	بچہ نرسری	،،	۲	پرائیویٹ
۴۴	سہگل ماڈل فارم نرسری	،،	۵ ،،	،،	۶۳	پی سی بی اے فارم نرسری	،،	۱ ،،	،،
۴۵	طفیل فروٹ نرسری	نزد چک جھمرہ	۲ ،،	،،	۶۴	حاجی اللہ دسایا نرسری	،،	۲ ،،	،،
۴۶	سعید نرسری	،،	۲ ۱/۲ ،،	،،	۶۵	پائی نرسری	ڈیرہ والا	۲ ،،	،،
۴۷	فروٹ نرسری	۱۱ گ ب نزد لائلپور	۳ ،،	،،	۶۶	فردوس نرسری	ملتان	۲ ،،	،،
۴۸	کوآپریٹو فروٹ نرسری	نزد جھنگ	۱ ،،	،،	۶۷	[illegible] نرسری	،،	۲ ،،	،،
۴۹	فروٹ نرسری	۲۴۳ ر ب	۳ ،،	،،	۶۸	امیر نرسری	بہاولپور	۲ ۱/۲ ،،	،،
۵۰	ہارٹیکلچر نرسری	۲۲۸ گ ب	۳ ،،	،،	۶۹	منٹگمری فارم نرسری	منٹگمری	۲ ۱/۲ ،،	سرکاری
۵۱	میاں الٰہی بخش نرسری	۲۶۱ گ ب	۳ ،،	،،	۷۰	سیڈ فارم نرسری	شیر گڑھ	۲ ۱/۲ ،،	،،
۵۲	جاوید نرسری	۲۰۶ گ ب	۴ ،،	،،	۷۱	رانا نرسری	اوکاڑہ	۴ ،،	پرائیویٹ

سرکاری یا پرائیویٹ	رقبہ نرسری	جگہ	نام نرسری	نمبر شمار
پرائیویٹ	۵ ایکڑ	منٹگمری	سلطان نرسری	۷۲
〃	۵ 〃	اوکاڑہ ۲۶/۲L	فروٹ نرسری	۷۳
〃	۵ 〃	〃 ۲۸/۲L	〃	۷۴
سرکاری	½ 〃	ڈیرہ غازیخاں	گورنمنٹ نرسری ۔	۷۵
〃	۱½ 〃	جام پور	گورنمنٹ نرسری	۷۶
〃	½ 〃	راجن پور	〃	۷۷
پرائیویٹ	۲ 〃	۱۱۰ - ٹی - ڈی - اے	عبدالکریم خاں نرسری	۷۸
〃	۳ 〃	خان گڑھ	خان ظفر اللہ خاں نرسری	۷۹

ختم شد

سبزی ترکاریاں : مصنف فیاض محمد ایم ۔ اے

کیمیاوی کھاد کے استعمال سے ۔ جہاں اجناس والی فصلوں میں اضافہ ہو رہا ہے وہاں ان کے استعمال سے سبزیوں کی افزائش کا پروگرام اس وقت تک کامیاب نہیں ہوتا جب تک ان کیڑوں اور بیماریوں کو ختم نہ کیا جائے ۔ جو سبزیوں کی فصل کو تباہ کر جاتے ہیں ۔ ایک عرصہ سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی ۔ جو سبزیوں کی کاشت کے طریقے برداشت اور کیڑوں ۔ بیماریاں ختم کرنے کی مساعی پر پوری پوری طرح روشنی ڈالتی ہو ۔ تاکہ لوگ اس فن کی دشواریوں پر قابو پاتے ہوئے پورا پورا فائدہ اٹھا سکیں ۔ جو معلومات کا ایسا خزانہ ہے جو اس سے پہلے موجود نہ تھا ۔ گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا ۔ قیمت صرف چار روپے

ملنے کا پتہ : جہانگیر بک ڈپو نولکھا بازار لاہور ۔